Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar.

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

100पृ. 150672
710/RAM-M
150469

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

155

تربیت عالم

155

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम तरबियत आलम

लेखक चौधरी मोहम्मद अब्दुर रहमान

प्रकाशन वर्ष 1946

आगत संख्या 155

100पे.

150469 710/RAM-M

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

❀ ओ३म् ❀

पुस्तक-संख्या .... ५ ... ५४.

पंजिका संख्या २१८६५/२३-६-२००३

पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई महाशय १५ दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकते। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

هٰذا ما وعد الرحمٰن ۵

155

ترتیبِ عالم

CHECKED 1973
Initial ....
۱/۳۶۰
۲۹۲۶۸
۲۳.۶.۲۰۰۳
स्टॉक प्रमाणीकरण
155.U

(چوہدری) محمد عبد الرحمٰن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

۱۹۴۶ء

باراوّل   تعداد ۱۰۰۰   قیمت دو روپیہ

(پریم پرنٹنگ پریس جموں)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

155;U

دیباچہ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید میں خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے، اور کچھ شک نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں، لیکن مسلمانوں کا عام خیال ہے، کہ آنحضرت صلعم پر صرف نبوت ہی ختم نہیں ہوئی، بلکہ سلسلہ رسالت مطلقاً ختم ہو گیا ہے آئندہ نہ کوئی مصلح و مربی عالم آسکتا ہے نہ کوئی مزید ہدایت خدا کی طرف سے نازل ہو سکتی ہے، اگر دنیا یا کم سے کم اسلامی دنیا کی حالت تسلی بخش ہوتی۔ تو اس خیال کا جائزہ لینے کا سوال نہ اٹھتا، لیکن نہ صرف ساری دنیا کی حالت محتاج اصلاح ہے بلکہ جناب بہاء اللہ ایرانی سابقہ پیغمبروں کی طرح اصلاح و تربیت عالم کے کام پر من جانب اللہ مامور ہونے کے دعویدار بھی ہیں، وقت کی پکار اور اس پکار کو پورا کرنے کے دعویدار نے خاکسار مؤلف کو اس خیال کی تحقیقات پر آمادہ کیا ہے، اور اس کتاب کا موضوع یہی تحقیقات ہے۔

اس کتاب میں نہ صرف یہ دکھایا گیا ہے، کہ جن آیات کو اس خیال کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے واقعہ میں وہ اس کے خلاف ہیں۔ بلکہ سلسلہ رسالت کی غرض و غایت، پیغمبروں کی بعثت کا عام قانون، اور رسولوں کے بننے اور بگڑنے کے اسباب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی قرآن شریف سے دریافت کرنے کی کوشش کی گئی ہے" اس ضمن میں دین فطرت اور شرائع، قیامت، حشر نشر، حساب کتاب، مردوں کا جی اٹھنا اور بہشت دوزخ وغیرہ تمام امور ایک طرف قرآن شریف کے صفحات میں اور دوسری طرف واقعات عالم میں دکھائے گئے ہیں، گویا یہ امور ایسے نہیں، جن کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو، اور جنہیں انسان یہاں سمجھ نہ سکتا ہو بلکہ روزمرہ زندگی کے واقعات ہیں، تمام الہامی کتابیں خدا کی تربیتِ عالم کی منظم سکیم کی کڑیاں ہیں، جن کا مقصد نسل انسانی کو علمی روشنی سے منور اور سلسلۂ اخوت میں منسلک کرکے بالآخر اسی زمین پر بہشت قائم کرنا ہے۔

اس کتاب میں اگرچہ نادر خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ہر خیال کی تائید میں قرآن شریف سے مفصل حوالے پیش کئے گئے ہیں، مولف کے نزدیک فی زمانہ قرآن شریف کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جا رہا۔ اور مولف نے یہ حقیر کوشش اس لئے کی ہے، کہ لوگ قرآن کے صحیح منشا کو سمجھ کر نسل انسانی کو دکھ، درد، فاقہ، بیماری، جہالت اور بغض و عداوت سے نجات دلانے اور اسی دنیا میں اسے محبت، اخوت اور امن و اطمینان کی بہشت میں داخل کرنے کے کام میں امداد کریں۔

یہ کتاب ہندوستان بھر کے مقتدر علمائے اسلام کی خدمت میں نیازمندانہ عقیدت کے ساتھ بھیجی جا رہی ہے۔

خاکسار محمد عبدالرحمن

اسسٹنٹ سکریٹری ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر

جموں
۱۶ مئی ۱۹۴۶ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	مقدمہ	۷
	دین	۱۲–۲۵
۲	انسان	۱۲
۳	دینِ فطرت	۱۴
۴	وحدتِ رسل	۲۱
۵	فضیلتِ انبیاء	۲۴
	سلسلۂ رسالت کی غرض بعثت رُسل کا عام قانون اور سلسلہ رسالت کو بند سمجھنے کی مذمت	۲۶–۸۰
۶	رسالت کی غرض	۲۶
۷	ہدایت صفات باری کا تقاضا ہے	۳۰
۸	عالمگیر سلسلہ رسالت	۳۳
۹	لمبے زمانے کے بعد رسول کا آنا ضروری ہے	۳۸
۱۰	فیصلہ اختلاف کیلئے پیغمبر کا آنا ضروری ہے	۳۹
۱۱	اجرائے سلسلہ رسالت کے وجوہات	۴۰
۱۲	اجل امم	۴۵
۱۳	نزول کلام بقدر ضرورت	۶۲
۱۴	سلسلۂ رسالت کو بند سمجھنے کی مذمت	۶۴
۱۵	شیطان کی وسوسہ اندازی	۷۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	قیامت	۸۱–۱۲۹
۱۶	مردوں کا زندہ ہونا	۹۴
۱۷	نفخ صور	۱۱۲
۱۹	ابداء و اعادہ	۱۱۹
۲۰	قیامت کے معنی بروئے قرآن	۱۲۲
۲۱	غلط فہمی کی وجہ	۱۲۵
	مسلمانوں کا تنزل	۱۳۰–۱۴۵
۲۲	مسلمانوں کی اجل مسمی	۱۳۰
۲۳	مسلمانوں کا باہمی تفرقہ	[illegible]
۲۴	مسلمانوں سے بنی اسرائیل کا سا سلوک	۱۳۳
۲۵	مسلمانوں سے خلافت کا چھینا جانا	۱۳۵
۲۶	قرآن کا اٹھایا جانا اور اسلام کا باقی نہ رہنا	۱۴۱
۲۷	قرآن اور اسلام کے باقی نہ رہنے کا وقت	۱۴۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نمبر باب	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۸ ۲۸	آئندہ رسول	۱۶۶ / ۱۷۷	۳۷	سلسلۂ مجددین	۲۱۹
			۳۸	دین حق کا غلبہ	۲۲۱
۲۹	آیۂ میثاق	۱۷۳	۳۹	خدائی فیصلہ	۲۲۵
۳۰	وجوہات بندش سلسلۂ رشد وہدایت کا جائزہ	۱۷۸	۴۰	اسلام کے معنی	۲۲۶
			۴۱	کیا رسالت منافیٔ اتحاد ہے ؟	۲۳۰
۳۱	خیر امت	۱۸۸			
۳۲	تکمیل دین	۱۹۰			
۳۳	حفاظت قرآن	۲۰۱	۴۲	آغاز کا انجام	۲۳۶
۳۵	بنائے کتاب	۲۰۵		واقعات اور نتائج	۲۳۸
۳۶	خاتم النبیین	۲۱۱			

معذرت

افسوس ہے کہ اس کتاب کی طباعت خاطر خواہ نہیں ہو سکی، کاغذ پر کنٹرول ہونے کی باعث لاہور وغیرہ بڑے شہروں میں کاغذ حاصل کرنے کی دقت تھی، اور جموں میں جہاں مولف کاغذ حاصل کر سکتا تھا، طباعت کا اعلےٰ انتظام مہیا نہ تھا، اس کمی کو جو ناقابل تدارک مشکلات کے باعث رہ گئی ہے امید ہے کہ ناظرین کرام معاف فرمائیں گے ۔ (مصنف)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۵

مقدمہ

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تربیت نسل انسانی کے لئے جس قدر ہدایات خدا کو دینا منظور تھیں قرآن مجید میں دے چکا ہے۔ اب جب تک انسان کرہ ارض پر آباد ہے، خدا نے اس کے لئے وہی طرز زندگی پسند فرمائی ہے، جو زمانہ نزول قرآن میں رائج ہوئی، اس میں ترمیم و تنسیخ خدا کو پسند نہیں۔ اپنے مذہب کے متعلق آخریت کا یہ دعویٰ مسلمان قوم سے خاص نہیں، اُن سے پہلے ہندوؤں، زرتشتیوں، یہودیوں، عیسائیوں غرض ہر ملت نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق یہی دعویٰ کیا ہے۔ اور اسی کی بنا پر ہمیشہ ساری قوموں نے ہر نئے مصلح کی مخالفت کی ہے، مسلمانوں کو اقرار ہے، کہ پہلی قوموں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق آخریت کا دعویٰ کرتے ہوئے غلط راہ اختیار کی ہے، لیکن اپنے متعلق ان کو اصرار ہے، کہ وہ اپنے مذہب کے بارہ میں اس دعویٰ میں حق بجانب ہیں اور وہ اس کی کئی وجوہات بیان کرتے ہیں۔

۱۔ سابقہ مذاہب قومی اور وقتی مذاہب تھے، جن کا دائرہ عمل اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے وقت تک محدود تھا۔ بخلاف اس کے پیغمبر اسلام علیہ السلام کا پیغام عالمگیر ہے، جو تمام قوموں اور تمام زمانوں کو شامل ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

،یہاں توریت ھدًی لبنی اسرائیل تھی، قرآن ھدًی للناس ہے، جہاں توریت کا پیش کردہ خدا یہوواہ بنی اسرائیل کا قومی خدا تھا قرآن کا پیش کردہ خدا رب العالمین یعنی سب قوموں کا خدا ہے۔ جہاں پہلے پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے، آنحضرت رحمۃ للعالمین ہیں جو کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہیں۔

۲- مسلمان قوم بہترین قوم ہے اور آئندہ کے لئے دنیا کی راہنمائی و نگرانی کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ جیسے کہ آیہ کریمہ وکذالک جعلناکم امۃً وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ؕ سے ظاہر ہے۔

۳- انسان اپنی پیدائش کے اوائل میں کامل و اکمل تعلیم کا متحمل نہ ہو سکتا تھا اس واسطے دین کی تدریجاً تکمیل ہوتی رہی۔ نسل انسانی جب بلوغ کو پہنچ گئی تو پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ذریعہ کامل تعلیم دے دی گئی۔ جو اب ہمیشہ کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم اس پر شاہد ہے۔

۴- اسی لئے خدا نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ چنانچہ قرآن شریف تحریف لفظی سے بالکل پاک ہے۔

۵- وتمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً - لا مبدل لکلماتہ یعنی تیرے رب کا کلمہ سچائی اور عدل کی رو سے پورا ہو گیا ہے۔ اب اس کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

۶- چونکہ دین مکمل و محفوظ ہو چکا، کسی مزید مصلح کی ضرورت نہ رہی، اس لئے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین کا لقب عطا ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۷۔ مسلمان قوم میں مرور زمانہ سے جو غلطی اسلام کی صحیح تعبیر میں یا جو سستی اِس پر عمل درآمد کرنے میں واقع ہونی ممکن تھی، اس کے علاج کے لیئے سلسلۂ مجدد دین قائم کر دیا گیا ہے، تاکہ جو شکست و ریخت اسلامی زندگی میں واقع ہو جائے، اس کی ساتھ کے ساتھ مرمت ہوتی رہے۔

۸۔ "ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ"۔ کہ خدا نے اپنے رسول حضرت محمدؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس دین حق کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دیں۔

۹۔ ان الدین عند اللہ الاسلام، ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ، اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے جو کوئی سوائے اسلام کے کسی اور دین کو اختیار کرے گا، وہ دین ہرگز خدا کے ہاں قبول نہیں کیا جائے گا۔

۱۰۔ خدا بے شک ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن جب وہ دین کو اس حد تک مکمل کر چکا کہ اس کے آگے کوئی مرحلۂ تکمیل باقی نہ رہا۔ اور فرما چکا کہ میں آئندہ کوئی مصلح دین مبعوث نہیں کروں گا۔ تو اب اپنے فیصلہ کے خلاف کیونکر کوئی مزید اصلاحات نافذ کر سکتا ہے۔

۱۱۔ عند العقل جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے، اگر ایک زمانہ میں دین کا آغاز ہوا، تو کسی زمانہ میں اس کی انتہا بھی لازمی ہے۔ پس دین ترقی کرتا کرتا اسلام میں اپنے انجام یا کمال کو پہنچ گیا۔

۱۲۔ اتحادِ نسلِ انسانی کے لیئے نئے مصلحین دین کا آنا مضر ہے، کیونکہ ہر دفعہ جب کوئی نیا مصلح آتا ہے، نسلِ انسانی میں مزید تفرقہ ہو جاتا ہے یہ وہ دلائل ہیں یا ممکن ہے، کچھ اور بھی اسی قسم کے دلائل ہوں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جن کی بنا پر مسلمان قوم کا سوادِ اعظم اسلام کی آخریت کا قائل ہے، ان دلائل کا مطلب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ دین اسلام کی تدوین و تشکیل میں تمام ان سامانوں کو مہیا کر دیا گیا ہے، جن سے دین کا مقصد جو معرفت باری اور تربیت انسانیت ہے، ہمیشہ کے لئے خود بخود پورا ہوتا رہے، اب فیصلہ آسان ہے، اگر یہ مقصد فی الواقع پورا ہو رہا ہے یعنی مسلمان قوم فلاح یافتہ قوم ہے اور اخلاقی، روحانی۔ دینی اور دنیوی لحاظ سے اسی سطح پر ہے جس پر آنحضرتؐ کے عہدِ مبارک میں تھی۔ تو بے شک نہ کسی مزید اصلاح کی گنجائش ہے نہ مصلح دین کی ضرورت ہے، لیکن اگر تلخ حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم از سرِ نو اپنے عقیدہ اور ان وجوہات کا جن پر وہ مبنی ہے، جائزہ لیں، اور دیکھیں کہ آیا واقعی حضرت محمدؐ ہم کو یہ تعلیم دے گئے ہوئے ہیں، یا ہم نے حضور کی تعلیم کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور وہ چیز حضور کی طرف منسوب کر رہے ہیں، جس کا آنحضرتؐ کو خواب و خیال بھی نہ تھا،

اس کتاب کا موضوع یہی تحقیقات ہے، لیکن قبل اس کے کہ میں مذکورہ دلائل میں سے ہر ایک پر مفصل بحث کروں، میں چاہتا ہوں کہ قرآن شریف سے استخراج کروں کہ آیا اس میں رسولوں کی بعثت کے لئے کوئی قاعدہ یا قانون مقرر ہے، جس کے ماتحت زمانہ ماضی میں رسول مبعوث ہوتے رہے اور جو ہمارے لئے اس بحث میں کہ قرآن کے بعد کوئی رسول آ سکتا ہے کہ نہیں، مشعلِ راہ بن سکے۔

اگر حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ رسول اللہ تک تمام رسولوں کی بعثت ایک مقررہ قاعدہ کے ماتحت ہوتی آئی ہے تو کیا وہ قاعدہ آنحضرتؐ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے بعد منسوخ کر دیا گیا ہے ؟ اگر منسوخ کر دیا گیا ہے، تو کہاں اور کن لفظوں میں منسوخ کیا گیا ہے؟ اور وجہ تنسیخ کیا ہے ؟ کیا خدا نے یہ ذمہ لیا ہے کہ وہ حالات جو سابقہ زمانوں میں رسولوں کے بھیجنے کا باعث ہوتے رہے، آنحضرتؐ کے بعد ہمیشہ کے لئے رُونما نہ ہوں گے یا کہیں فرمایا ہے کہ حالات تو رونما ہوں گے، لیکن گمراہ مخلوق کو ہدایت دینے کی جو خدا کی پرانی سنت تھی وہ بدل جائے گی، گمراہ مخلوق کو خدا اس کے حال پر چھوڑ دے گا، اور اس کی ہدایت کی کوئی سبیل پیدا نہیں کرے گا؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دین

انسان

دینؔ انسانی زندگی کے اصول کا نام ہے۔ اس لئے دین کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ معلوم کیا جائے، کہ انسان کیا ہے؟ یہ موضوع اتنا ہی وسیع ہے جتنی کہ کل کائنات، اور اس پر مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے میری کتاب "حقیقت عالم" کی طرف توجہ فرمائیں۔ جس میں انسان سے متعلقہ تمام اہم مسائل پر خالص علمی پیرایہ میں بحث کی گئی ہے۔ یہاں میں قرآن شریف سے چند آیات نقل کرتا ہوں جن سے بقدر ضرورت معلوم ہوگا، کہ انسان کیا ہے:-

وَلقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ ثم جعلناہُ نطفۃ فی قرار مکین، ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عِظاماً فکسونا العظام لحماً، ثم انشاناہُ خلقاً آخر۔ (مومنون - ع ۱)	ہم نے انسان کو جوہر آب و گل سے پیدا کیا، پھر اُسے نطفہ کی صورت میں رحم مادر میں جگہ دی، اور پھر اُسے خون کے لوتھڑے میں بدلا، پھر گوشت کا ٹکڑہ بنایا، پھر ہڈیاں بنائیں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اُسے ایک نئی چیز بنا دیا۔
(۲) ولقد خلقنا الانسان فی احسنِ تقویم - (سورہ طین)	ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔
سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعاً منہ (جاثیہ)	جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔
انی جاعل فی الارض خلیفۃ (بقرہ ع ۴)	میں زمین پر ایک جانشین بنانے والا ہوں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۳) کان الناس امۃ واحدۃ
(بقرہ۔ ع۵)

سب لوگ ایک ہی گروہ ہیں۔

خلقکمُ من نفس واحدۃ و
خلق منہا زوجہا وبث منہما
رجالاً کثیراً ونساء (نساء ع ۱)

خدا نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور
اسی سے اس کا زوج بنایا، پھر اسی
جوڑے سے بہت سے مرد اور عورتیں
بنا دیے۔

یا ایہا الناس انا خلقناکم من
ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوباً
وقبائل لتعارفوا۔ (حجرات ع ۲)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک
عورت سے پیدا کیا، اور تعارف کے
لئے شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا۔

(۴) ولقد ذرانا لجہنم کثیراً
من الجنّ والانس .....
اولئک کالانعام بل ہم اضل
(اعراف - ع ۲۲)

ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں
کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے .....
وہ چوپایوں کی طرح (ہیں) بلکہ ان سے
بھی گئے گذرے۔

ثم رددناہ اسفل سافلین
(طین)

پھر ہم نے انسان کو نیچے سے نیچے
گرا دیا۔

(۵)۔ وقلنا اہبطوا بعضکم
لبعضٍ عدوّ - بقرہ - ع ۵

ہم نے کہا گر جاؤ، تم ایک دوسرے
کے دشمن ہو۔

۱۔ انسان کئی حالتوں سے گذر کر انسان بنا ہے، پہلی حالتیں حیوانی تھیں
پھر ایک اور چیز (انسانیت) جو اسے حیوان سے ممتاز کرتی ہے، اس
میں رونما ہو گئی۔

۲۔ انسان بہترین مخلوق اور تمام کائنات کا مخدوم ہے۔ انسان خدا کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نمائندہ اور نائب ہے۔

(۳) سب انسان ایک ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ایک جماعت ہیں، اُن میں جو شاخوں اور قبیلوں کی تقسیم ہے، وہ اس لیئے ہے کہ ایک حصّہ سے اگر ایک کمال انسانی کا ظہور ہو تو دوسرے حصّہ سے دوسرے کا، اور سب مل کر پوری انسانیت میں جو کچھ مخفی ہے، ظاہر کر دیں، اس طرح باہمی تعارف بھی ہو اور انسان کی کلّی معرفت بھی حاصل ہو،

(۴) مرتبہ انسانی سے گرا ہوا انسان چوپایہ ہے، بلکہ اس سے بھی گیا گذرا، وہ پست ترین خلائق ہے۔

(۵) گراوٹ سے مراد باہمی عداوت ہے۔

دین فطرت مختصر یہ کہ سب انسان ایک ہیں اور سب کو ایک سمجھنا ہی انسانیت ہے، وحدت انسانی توحید باری کا ظلّ ہے، اور دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک خدا مانے بغیر سب انسانوں کو برابر جاننا مشکل ہے، اور سب انسانوں کو ایک جانے بغیر خدا کو ایک ماننے کا دعویٰ بے ثبوت ہے، خدائے واحد کو وہی مانتا ہے، جو سب انسانوں کو ایک جانتا ہے، جو انسانوں میں فرق کرتا ہے وہ گویا ایک حصّہ کو ایک خدا کی مخلوق مانتا ہے، اور دوسرے حصّہ کو دوسرے خدا کی۔ توحید باری اور وحدت انسانی جو فطرت میں مرکوز ہیں، یہی تربیت انسان کے بنیادی اصول ہیں، اور یہی حقیقت دین، سب پیغمبر اسی ایک دین کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔

وحدت ادیان فاقم وجہک للدین حنیفا، فطرۃ اللہ التی

راست روی سے دین پر قائم ہو جا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فطر الناس علیها - لا تبدیل
لخلق الله ، ذلک الدین
القیم - (روم - ۴)

دین اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے
جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا
خدا کی پیدائش میں کوئی تبدیلی ممکن
نہیں ، یہی دین قیم ہے -

۲ - فاتبعوا ملۃ ابراهیم
حنیفا ، (آل عمران ۱۰)

سیدھی طرح سے دین ابراہیمؑ
کی پیروی کرو -

۳ - قل یا اهل الکتاب
تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا
و بینکم - (آل عمران ع ۷)

کہہ دے : اے اہل کتاب اس بات کی
طرف آؤ جو تمہارے اور ہمارے
درمیان مشترک ہے -

۴ - شرع لکم ما وصّی به
نوحا والذی اوحینا الیک
وما وصینا به ابراهیم و
موسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا
الدین ولا تتفرقوا فیه
(شوریٰ ع ۲)

اس نے تمہارے لئے وہی دین
مقرر کیا ہے ، جس کا نوح ، ابراہیم
موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا گیا تھا ،
کہ دین کو قائم رکھو ، اور اس میں
تفرقہ نہ کرو -

۵ - تلک حجتنا اتیناها
ابراهیم ...... اولئک
الذین هدی الله فبهداهم
اقتده - (انعام ع ۱۰)

یہ ہماری حجت ہے جو ہم نے ابراہیمؑ
کو عطا کی ...... یہ وہ لوگ ہیں
جنہیں اللہ نے ہدایت دی ، پس
اُن کی ہدایت کی پیروی کرو -

۶ - انه لفی زبر الاولین (شعراء ۱۱)

یہی قرآن پہلی کتابوں میں بھی ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قرآن میں پہلی کتابیں موجود ہیں	(۷) فیها کتب قیمه (سوره بینه)
دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اہل کتاب نے دیدہ دانستہ باہمی عناد سے اس میں تفرقہ پیدا کیا۔	(۸) ان الدین عند الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاء هم العلم بغیا بینهم (آل عمران ع ۲)
سوائے اس کے جو بے وقوف ہے دین ابراہیمؑ سے کون انکار کر سکتا ہے۔ .... ہم سب پیغمبروں کو ایک جیسا مانتے ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔	۹۔ ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون (بقره ع ۱۶)
حواریوں نے کہا کہ ہم امر اللہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے، اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔	۱۰۔ قال الحواریون نحن انصار الله آمنا بالله واشهد بانا مسلمون (آل عمران ع ۵)
جادوگر سجدہ میں گر گئے اور کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے .... اے ہمارے رب ہم کو صبر عطا کر اور ہمیں اسلام پر وفات دے۔	۱۱۔ والقی السحرة ساجدین قالوا آمنا برب العالمین ..... ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین (اعراف ع ۱۴)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہلی آیت میں دین کو غیر متبادل دین فطرت بتلایا گیا ہے، دوسری میں ابراہیمی دین کی پیروی کا حکم ہے تیسری میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تعلیم تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے، چوتھی آیت میں بتایا ہے کہ جو دین آنحضرت کے ذریعہ سکھایا جا رہا ہے، اسی دین کی خدا نے حضرات نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو تلقین کی تھی، آیات ۵ میں حضرات ابراہیم - اسحاق - یعقوب، نوح - داؤد، سلیمان، ایوب یوسف، موسیٰ، ہارون، ذکریا، یحییٰ، عیسیٰ - الیاس، اسماعیل، الیسع یونس - لوط علیہم السلام - اٹھارہ پیغمبروں کو کتاب - نبوت، حکم اور ہدایت دینے کا ذکر کرکے آنحضرت کو ان کی پیروی کا حکم دیا ہے - چھٹی آیت میں بتلایا ہے کہ یہی تعلیم جو بذریعہ قرآن دی جا رہی ہے، پہلی کتابوں میں بھی ہے، ساتویں میں فرمایا ہے کہ سابقہ کتابوں کا نچوڑ ہی قرآن میں ہے آٹھویں میں بتایا کہ خدا کے نزدیک ہمیشہ سے ایک ہی دین (اسلام) رہا ہے جسے اہل کتاب آپس کی دشمنی کی وجہ سے بگاڑ دیتے رہے ہیں آیات مندرجہ عدد ۹ میں فرمایا کہ ملت ابراہیمؑ سے سوائے اس کے جو بے وقوف ہے کون انکار کر سکتا ہے؟ اور حضرات ابراہیمؑ - اسمٰعیل - اسحٰقؑ - یعقوبؑ کی زبان سے کہلایا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور آخر پر مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اقرار کرو کہ ہم اسی تعلیم کو مانتے ہیں جو حضرات ابراہیمؑ - اسماعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی اور جو حضرات موسیٰؑ، عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دی گئی، اور کہ ہم بھی انہی کی طرح مسلمان ہیں، دسویں آیت میں حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کا اقرار مذکور ہے کہ ہم مسلمان ہیں - گیارھویں میں جادوگر جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے، ان کی دعا کا ذکر ہے کہ اے اللہ ہمارا خاتمہ اسلام پر کرنا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پس نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اہلِ مذاہب کا یہ دعویٰ کہ ان کا دین ناقابلِ
تبدیل ہے، صحیح بھی ہے اور غلط بھی۔ اصل دین تربیتِ انسانی کے اصولوں کا
نام ہے اور انسانیت چونکہ ازل سے ابد تک ایک ہے۔ اس کی تربیت کے بنیادی
اصول بھی ایک ہیں۔ ان اصولوں میں فی الواقع کسی بھی مرحلہ پر نہ کوئی تبدیلی ممکن
تھی نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگی۔ حقیقتِ دینِ الہامی کتابوں، شریعتوں اور احکام
کے بدلتے رہنے کے باوجود ایک چلی آئی ہے۔ اور سب پیغمبروں کا مقصد ایک ہی رہا
ہے۔ ہر پیچھے آنے والا پیغمبر اپنے سے پہلے پیغمبروں کے مقصد کو ہی آگے چلانے والا
تھا۔ مقصد میں کبھی کسی مصلح دین نے کوئی تبدیلی نہیں کی، تبدیلی جب ہوئی،
مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع میں ہوئی۔ جب دیکھا گیا کہ وہ ذرائع جو سابقہ
پیغمبر نے اپنے زمانہ کے حسبِ حال تجویز کئے تھے، حالات بدل جانے سے اسی پیغمبر
کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے کفایت نہیں کرتے، تو نئے مصلح نے اپنے زمانہ
کے حسبِ حال نئے ذرائع اسی پرانے مقصد کے لئے تجویز کر دیئے۔ تاکہ مقصد
کے حاصل کرنے میں جو رکاوٹیں ہیں دور ہو جائیں، اور مقصد حاصل ہو سکے۔ چنانچہ
پیغمبر کے کاموں میں سے ایک یہ ہے، "ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی
کانت علیھم" کہ پیغمبر لوگوں سے ان کے بوجھ اور طوق اتارتا ہے۔ اگر ایک
شخص کو لبِ بام چڑھنا منظور ہو، تو اس کے لئے کئی ذرائع ہو سکتے ہیں۔
مثلاً بام سے ایک رسہ معلق کر کے اس کے ذریعہ بھی انسان چڑھ سکتا ہے۔ مگر
مشکل سے۔ لکڑی کی سیڑھی سے یہ کام نسبتاً آسانی سے ہو سکتا ہے اور اینٹ
پتھر کی چوڑی چوڑی سیڑھیوں سے اور بھی زیادہ آسانی بہم پہنچ جاتی ہے،
اور اگر بجلی کی لفٹ میسر آ جائے تو اس میں بیٹھے بٹھائے تیزی سے اور بغیر تکلیف
کے انسان اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اب اگر انسان عقل سے کام لے تو اسے نئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مصلح کا شکر گزار ہونا چاہیئے، جس نے اس کی مشکلات کو دور کر کے اس کے کام کو آسان کر دیا، لیکن چونکہ لوگ ذریعہ کو نہ کہ مقصد کو اصل چیز سمجھ چکے ہوتے ہیں، وہ مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اصل دین بمنزلہ روح کے ہے، اور احکام و شرائع جو زمانہ کے حسب حال اختیار کیئے جاتے ہیں، وہ اس روح کا جسم ہیں، جسم اگرچہ بدلتا رہتا ہے، روح اندر بغیر متبدل چلی آتی ہے، یا یوں سمجھیئے کہ احکام و شرائع ایک جامہ ہیں، اور اصل دین وہ ہے، جس کو یہ جامہ پہنایا جاتا ہے، جامہ جامہ پوش کے لیئے ہے نہ کہ جامہ پوش جامہ کے لیئے، جامہ پوش کی ضرورت کے لیئے جامہ تو بدلا جا سکتا ہے، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جامہ کی خاطر جامہ پوش خواہ گرمی سردی سے مر ہی جائے، جامہ نہ بدلنے پائے، پس کوئی شک نہیں کہ قرآن شریف نے جس چیز کو دین فطرت قرار دیا ہے، اس میں قطعاً کوئی تبدیلی ممکن نہیں، اس کو نہ صرف آخریت حاصل ہے، بلکہ اولیت بھی حاصل ہے، اور یہ چیز تمام مذاہب میں مشترک ہے، یہ اور بات ہے کہ دست برد زمانہ سے کہیں وہ حقیقت لفظی طور پر بھی مشتبہ ہو گئی کہیں لفظ تو قائم رہے، لیکن مغز دین سے صرف نظر کر کے محض چھلکے کو جو ایک جامہ تھا اصل چیز سمجھ لیا گیا، اور پھر اس پر اتنا اصرار کیا گیا، کہ مغز کو چھلکے پر قربان کر دیا گیا۔ اگر مسلمان یا باقی اہل مذاہب یہ دعویٰ کریں کہ ہمارے دین کی حقیقت غیر متبدل ہے، تو یہ دعویٰ مسلم ہے، غلطی وہاں ہوتی ہے، جہاں اہل مذاہب حقیقت دین کی بجائے اس جامہ کو جو اس حقیقت نے ایک وقت میں حسب حال زمانہ پہنا تھا۔ اصل چیز سمجھ بیٹھتے ہیں، اور پھر اس جامہ کے لیئے یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ یہ غیر متبدل ہے

ہے یا اسلام دین فطرت کی حیثیت سے جو ہمیشہ سے سب پیغمبروں کا دین

.CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چلا آیا ہے، قطعاً غیر متبدل ہے، لیکن ان شکلوں کے لحاظ سے جو یہ مختلف زمانوں میں اختیار کرتا رہا، عام اس سے کہ وہ شکل عہد موسوئی کی ہو یا عہد عیسوی کی یا عہد محمدی کی ہمیشہ معرض تغیر و تبدل میں رہا ہے، اور آئندہ بھی جب تک زمانہ چل رہا ہے اور حالات بدل رہے ہیں، ضرورت کے موقعہ پر ایسی تبدیلی سے چارہ نہیں، ایسی تبدیلیاں سابقہ پیغمبر کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ اسے منسوخ کرنے کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے تو اگرچہ آپ نے احکام طلاق وغیرہ میں تبدیلیاں کردیں (متی باب ۱۹) ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ توریت کا ایک ایک شوشہ اور نقطہ اٹل ہے۔ (متی باب ۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول قرآن میں بھی منقول ہے ومصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم (آل عمران ع ۵) کہ میں توریت کو سچا ٹھہرانے اور بعض احکام کو بدلنے آیا ہوں، توریت سچی اسی طرح ٹھہر سکتی تھی کہ اس کا مقصد پورا ہوتا رہے، سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعض احکام میں ضروریات زمانہ کے مطابق تبدیلیاں کردیں، تاکہ توریت کا مقصد پورا ہو اور وہ سچی ٹھہرے توریت کا مقصد جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پورا کرنے اور سچا ٹھہرانے آئے تھے، آپ کے الفاظ میں یہ تھا:۔

خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ، بڑا اور پہلا حکم یہی ہے، اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ، انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔ (متی باب ۲۲)

یہ بالکل سچ ہے۔ آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ دین دو باتوں پر مشتمل ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

29244/22.6.2002 155

التعظیم لامر اللہ اور والشفقت علیٰ خلق اللہ ، اللہ کے حکم کی عظمت اور خلق اللہ سے شفقت کا برتاؤ۔

پس تمام پیغمبر اپنے سے پہلے پیغمبروں کی تعلیم کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ اس کے مقصد کو پورا کرنے آتے ہیں۔

وحدت رسل

ہر پیغمبر عالم کو جس حالت میں پاتا ہے ، اس سے اوپر اٹھانا چاہتا ہے ، پیغمبر کی کامیابی اسی میں ہے کہ عالم ترقی کرکے اگلی منزل پر چلا جائے ، جب عالم حسب منشأ پیغمبر ترقی کرکے ان حالات سے نکل جاتا ہے جن میں کہ اُسے پیغمبر نے پایا تھا ۔ تو دوسرا پیغمبر اب ان تازہ حالات سے عالم کو نکالنے اور مزید ترقی کرانے آتا ہے ، دوسرے پیغمبر کی ضرورت تبدیلی حالات سے لاحق ہوتی ہے ۔ اور یہی تبدیلی سابقہ پیغمبر کا عین مدعا تھی ۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعد میں آنے والا پیغمبر سابقہ پیغمبر کے لگائے ہوئے پودے کا پھل ہوتا ہے ، اور کچھ شک نہیں کہ ہر باغبان اپنے لگائے ہوئے پودے کے بارور ہونے سے خوش ہوتا ہے نہ کہ ناراض ۔ سو دوسرا پیغمبر جو تبدیلیاں کرتا ہے وہ سابقہ پیغمبر کی اپنی کوششوں کا نتیجہ ، اور اس کے منشاء کے عین مطابق ہوتی ہیں ، نہ کہ خلاف ۔ اسی لئے قرآن شریف میں تمام پیغمبروں کو ایک جماعت مانا گیا ہے ۔ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم ، ان ھذہٖ امتکم امۃ واحدۃ (مومنون)

کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو ، میں جانتا ہوں کہ تم سب ایک گروہ ہو اور ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہو۔

دوسری جگہ فرمایا ہے :-

गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا ۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا ۔ کہ جو لوگ اللہ میں اور رسولوں میں فرق کرتے ہیں، اور درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں ۔ کہ بعض رسولوں کو مان لیا ۔ بعض کو نہ مانا وہ پکے کافر ہیں ۔

اسی طرح جناب کرشن فرماتے ہیں :-

چو بنیاد دین سست گردد بسے
نمائیم خود را بشکل کسے

کہ جب دین یعنی دین فطرت کی بنیاد کمزور ہو جاتی ہے ، تو ہم اُسے مضبوط کرنے کے لئے اپنے آپ کو کسی شکل میں ظاہر کر دیتے ہیں ۔ گویا مصلحین دین کی حقیقت ایک ہے جو کبھی کسی شکل اور کسی نام سے اور کبھی کسی شکل اور کسی نام سے ظاہر ہوتی ہے ۔ جس کسی نے اصل حقیقت کو پہچان لیا ہوتا ہے ۔ وہ اسے جس شکل میں ظاہر ہو پہچان لیتا ہے اور پکار اُٹھتا ہے :-

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

لیکن جس نے حقیقت کو نہیں بلکہ ظاہری شکل اور نام کو اختیار کیا ہوتا ہے ، جب وہی حقیقت جس کو وہ ایک لباس میں اپنا رہنما پیغمبر یا اوتار مانتا ہے ، دوسری قمیص میں ظاہر ہوتی ہے ، تو اسے رد کر دیتا ہے ۔ مثلاً اگر اہل ہنود کو کرشن مہاراج کے اس فرمودہ پر وشواس ہے کہ جناب کرشن خود ہی کسی شکل میں ظاہر ہوا کرتے ہیں ۔ تو ان کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غور کا مقام ہے، کہ کیا وہ کرشن مہاراج کے بعد آنیوالے ہر ایک نسل انسانی کے انکار میں خود کرشن مہاراج ہی کا انکار تو نہیں کر رہے؟ یہی صورت باقی قوموں اور اہل مذاہب کی ہے۔ ہر بعد میں آنے والے پیغمبر کے وجود میں تمام سابقہ پیغمبر جمع ہوتے ہیں، اور ہر قوم اس کے پیراہن میں اپنے ہی پیغمبر کا انکار کر جاتی ہے۔ تازہ پیغمبر انہی قوموں کی مسلّمہ دینی کتب سے ثابت کر دیتا ہے کہ اس کا مقصد بھی وہی ہے جو ان کے مسلمہ پیغمبروں کا تھا اور تعلیم کے بنیادی اصول بھی وہی ہیں بلکہ ان کی پیش گوئیاں بھی اپنے حق میں دکھا دیتا ہے، لیکن یہ لوگ اپنی مسلّمہ کتاب اور مسلّمہ پیغمبر دونوں کے حکم سے منہ پھیر لیتے ہیں، کیونکہ ان کی رُو سے انہیں اس تازہ پیغمبر کو ماننا پڑتا ہے اور یہ ان کی خواہشات نفسانی کے خلاف ہوتا ہے۔

چونکہ ہر بعد میں آنے والا پیغمبر سابقہ پیغمبروں کی کوششوں کا پھل ہوتا ہے، اور اسی خدا کا تازہ حکم لاتا ہے، جس کا حکم پہلے پیغمبر لائے تھے۔ اس واسطے پیغمبر وقت کے انکار کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ سابقہ پیغمبروں کو ماننے یا خدا کے حکم کو ماننے کا دعویدار ہو، پیغمبر وقت کا انکار سب پیغمبروں کا انکار ہے اور خدا کا بھی۔ پیغمبروں کی حقیقت واضح کو سمجھنے کے لئے یوں خیال کرنا چاہیئے۔ کہ پیغمبر آئینے ہیں، جن میں آفتاب احدیت جلوہ گر ہوتا ہے، بہت سے آئینوں کو آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کے جو عکس آئینوں میں پڑتے ہیں، ان کو دیکھ کر اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ آفتاب بہت سے ہیں، تو یہ اس کی غلطی ہے اور یہی شرک ہے، اور حقیقت سورج ایک ہے۔ جو سب آئینوں میں جلوہ گر ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عکس دیکھنے میں گو یا زیادہ ہیں ، حقیقت میں ایک ہیں -

حضرت محمدؐ نہ صرف سید الاخرین ہیں بلکہ سید الاولین بھی ہیں - پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ نور محمدی تھا ، آدم علیہ السلام ابھی آب و گل میں تھے ، کہ آنحضرتؐ نبی تھے ، سو نہ صرف آنحضرتؐ کے بعد ہی کوئی دوسرا ہادی نہیں بلکہ آنحضرتؐ سے پہلے بھی آپ کے سوا کوئی ہادی نہ تھا - حضرت نوحؑ ، حضرت ابراہیمؑ ، حضرت موسیٰؑ ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہم علیہم السلام جس قدر انبیا آنحضرتؐ سے پہلے ہوئے ، ان میں بھی حقیقت محمدیہ ہی جلوہ افروز تھی ، اور جو کوئی بعد میں ہوگا ، اس میں بھی وہی حقیقت درخشاں ہوگی ، اولنا محمد ، اوسطنا محمد آخرنا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم -

عیسائیوں کی اصطلاح میں کلمۃ اللہ ، ہندوؤں کی اصطلاح میں برہما مسلمانوں کی اصطلاح میں نور محمدی اور بہائیوں کی اصطلاح میں مشیت اولیہ سب اسی نور کے نام ہیں جو خدا نے سب سے پہلے پیدا کیا - اور حضرت نوحؑ - ابراہیمؑ - موسیٰؑ - عیسیٰ اور محمدؐ بھی سب اسی نور کے مظاہر ہیں -

فضیلت انبیاؑ

سوال ہوگا کہ جب یہ صورت ہے تو پھر بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت ہونے کے کیا معنی ہیں ؟ سو واضح رہے کہ اس فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ بعض پیغمبروں کو کام کرنے کے ایک قسم موقع ملے اور بعض کو دوسری قسم کے ، مثلاً ایک استاد کو مدرسہ میں آٹھویں جماعت میں کام کرنے کا موقع ملا - اور دوسرے کو دسویں میں ، ایک کو بہت ہی غبی اور کند ذہن طالبعلم ملے ، اور دوسرے کو ان سے بہتر ، ایک کی جماعت چھوٹی ہوئی دوسرے کی بڑی ایک جماعت میں کچھ بہت اچھے طالب علم نکل آئے جو خود دیکھ کر دوسرے ہم جماعتوں کو سکھانے میں استاد کی امداد بھی کرنے لگ گئے - دوسرے کو ایسی امداد میسر نہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آئی۔ اگر ایک ہی استاد ان مختلف حالات میں کام کرے، تو بھی نتیجے مختلف ہوں گے، کہیں اس کی کامیابی اور کارکردگی زیادہ دکھائی دے گی۔ اور کہیں کم، یہی حال پیغمبروں کا ہے۔ پیغمبروں کی کارکردگیوں اور کامیابیوں میں جو فرق دکھائی دیتا ہے، وہ اس وجہ سے نہیں کہ کوئی پیغمبر زیادہ لائق استاد تھا، اور کوئی کم، بلکہ فرق ان حالات کی وجہ سے ہے جن میں انہیں کام کرنا پڑا، اپنی ذات میں ہر پیغمبر اتنا ہی لائق استاد تھا، جتنا کہ دوسرا۔ کیونکہ پیغمبر میں جس لیاقت کا ظہور ہوتا ہے وہ تو خدا کی لیاقت ہے اور خدا ہمیشہ ایک ہی ہے، ہاں کسی جگہ اس کا ظہور ایک پیمانہ پر ہوا اور کسی جگہ دوسرے پیمانہ پر، کہیں ایک راہ سے اور کہیں دوسری راہ سے۔ جس کی وجہ طالبعلموں کی استعدادوں اور حالات کا اختلاف تھا۔

یہ پیراگراف خاکسار مؤلف کی کتاب "حقیقت عالم" سے ماخوذ ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے اُس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلسلۂ رسالت کی غرض۔ بعثت رسل کا عام قانون اور سلسلۂ رسالت کو بند سمجھنے کی مذمت

رسالت کی غرض سلسلۂ رسالت کی غرض یہ ہے:-

وقلنا یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا منہا رغداً حیث شئتما (بقرہ ع ۴)

اور ہم نے کہا اے آدم اپنی زوجہ کے ساتھ جنت میں رہو اور حسب پسند جو چاہو، کھاؤ۔

ان لک ان لا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظمؤا فیہا ولا تضحی (طہٰ ع ۶)

تیرے لئے اس میں ایسا سامان ہے، کہ نہ تو بھوکا رہے، نہ ننگا، نہ پیاس ستائے اور نہ دھوپ۔

۲۔ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ○

اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ اپنی زندگی تلخ کر لوگے۔

۳۔ فازلہما الشیطٰن عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ۔

شیطان نے دونوں کو اس سے پھسلا دیا۔ اور جہاں وہ تھے وہاں سے نکال دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ...... (البقرہ ع ۴)

اور ہم نے کہا نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔

(۴) فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ، انہ ھو التواب الرحیم ٥ قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ٥ (البقرہ - ع ۴)

پھر آدم نے اپنے رب سے کلام پایا اور خدا نے اس پر رجوع برحمت فرمایا۔ بے شک خدا بار بار رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا ہے۔ ہم نے کہا تم سب اس سے نکل جاؤ پھر ضرور میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آتی رہے گی، سو جو اس کی پیروی کرے گا، اسے کوئی ڈر ہوگا نہ غم۔

۵۔ یابنی آدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ (اعراف ع ۳)

اے اولاد آدم ہشیار رہنا، تمہیں کبھی شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے، جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا۔

آیت نمبر ۴ کے ان الفاظ سے کہ جنت سے نکل جاؤ، اور آیت ۵ کی اس نصیحت سے کہ اے اولاد آدم ہشیار رہنا تمہیں کبھی شیطان جنت سے نہ نکال دے، ظاہر ہے کہ نہ صرف اولاد آدم کو ہی جنت میں رکھا گیا، بلکہ بنی آدم بھی ابتدائً جنت میں ہوتے ہیں پھر اس سے نکالے جاتے ہیں۔ پس جنت سے مراد یہی باغ دنیا ہے، جس میں ہم پیدا ہوتے ہیں۔ اسے جنت کہنے کی وجوہات آیات مندرجہ میں بتائی ہیں، اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں کھانے پینے پہننے اور رہائش کی ساری ضروریات مہیا ہیں اور تنہائی کی اُداسی کو دور کرنے کے لئے اور جذبۂ محبت کی تسکین کے لئے جوڑا بھی موجود ہے، جس گھر میں میاں بیوی ایک دوسرے پر نثار ہوں اور کھانے پینے پہننے اور رہنے سہنے کا خاطر خواہ انتظام ہو، نہ کوئی غم ہو نہ فکر، کیا وہ گھر جنت نہیں؟

پہلی آیت میں خطاب اگرچہ نسلِ انسانی کو ہے، پیرایہ ایسا اختیار کیا ہے کہ گویا ایک فرد اس کی بیوی اور اولاد جو انہیں میں شامل ہے، کل ایک کنبہ زمین پر آباد ہے، اور ایک کنبہ بن کر رہنے میں ہی انسان کی جنت کا راز مخفی ہے۔ اگر انسان میں پھوٹ نہ ہو اور وہ اپنے قویٰ کو تسخیرِ عالم پر لگا دے تو اس کی متحدہ علمی و عملی سرگرمیوں سے اس کے سارے دکھ درد دور ہو جائیں۔ اور زمین آرام و آسائش کے سامانوں سے بھر کر یقیناً جنت بن جائے۔

انسان جنت سے نکلتا کیونکر ہے؟ آیت ۳۶ میں بتایا ہے کہ انسان جب فطرت سے گرتا ہے اور ایک دوسرے کا دشمن ہو جاتا ہے تو جنت سے نکالا جاتا ہے۔ سب انسان فطرتاً ایک ہیں اور ضروریاتِ زندگی کے یکساں محتاج اور حقدار ہیں، زمین و آسمان اور ان کے ذخیرے کسی ایک انسان یا گروہ کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ کل نوع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، جب ایک فرد یا گروہ اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھنے لگتا ہے اور اس کے انسانی حقوق کا انکار کرتا ہے (ابیٰ واستکبر) تو اس سے باہمی عداوت پیدا ہوتی ہے اور انسان اخوت و محبت کی جنت سے نکل کر بغض و عداوت کی جہنم میں جا پڑتا ہے۔ اور سب کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندگیاں تلخ ہو جاتی ہیں۔

جب انسان نے فطرت سے گر کر زندگی تلخ کر لی تو جیسے کہ آیت ہذا میں ہے " خدا نے اپنے کلام سے اس کی دستگیری فرمائی۔ خدا نے انسان سے ایسا رحم کا برتاؤ ایک بار ہی نہیں کیا، بار بار کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی عطائے عام ہے جو کسی خاص زمانہ یا حصہ نسل انسانی تک محدود نہیں بلکہ جمیع نسل انسانی تک وسیع ہے۔ "تواب" کے معنی ہیں، بار بار رحم کے ساتھ رجوع فرمانے والا اور "انما" تاکید کے لئے آتا ہے، تمام کی گراوٹ کے ساتھ ہدایت کے آنے کو جمع کر کے نسل انسانی کو ازلی ابدی چارٹر عطا کیا ہے۔ کہ جب جب انسان فطرت سے گر کر باہمی عداوت کے جہنم میں جا پڑے گا اس کی کھوئی ہوئی جنت اُسے دوبارہ دلانے کے لئے خدا کی طرف سے ہدایت آتی رہے گی۔

اس سے ظاہر ہے کہ سلسلہ رسالت انسان کی باہمی عداوت کے علاج کے طور پر شروع کیا گیا ہے، بروئے واقعات بھی ہم دیکھتے ہیں کہ پیغمبر یہی کام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت محمدؐ کا عظیم الشان کارنامہ جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا یہی ہے کہ عربوں کو جو بدترین خانہ جنگی میں مبتلا تھے، اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، متحد کر کے بھائی بھائی بنا دیا۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا (آل عمران۔ ع ۱۱) یعنی تم باہمی عداوت کی آگ کے گڑھے پر تھے، اس نے تمہیں بچایا، تمہارے دلوں میں الفت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں کھانے پینے پہننے اور رہائش کی ساری ضروریات مہیا ہیں اور تنہائی کی اداسی کو دور کرنے کے لئے اور جذبۂ محبت کی تسکین کے لئے جوڑا بھی موجود ہے، جس گھر میں میاں بیوی ایک دوسرے پر نثار ہوں اور کھانے پینے پہننے اور رہنے سہنے کا خاطر خواہ انتظام ہو، نہ کوئی غم ہو نہ فکر، کیا وہ گھر جنت نہیں؟

پہلی آیت میں خطاب اگرچہ نسلِ انسانی کو ہے، پھر یہ ایسا اختیار کیا ہے کہ گویا ایک فرد اس کی بیوی اور اولاد جو انہیں میں شامل ہے، کل ایک کنبہ زمین پر آباد ہے، اور ایک کنبہ بن کر رہنے میں ہی انسان کی جنت کا راز مخفی ہے۔ اگر انسان میں پھوٹ نہ ہو اور وہ اپنے قویٰ کو تسخیرِ عالم پر لگا دے تو اس کی متحدہ علمی و عملی سرگرمیوں سے اس کے سارے دکھ درد دور ہو جائیں۔ اور زمین آرام و آسائش کے سامانوں سے بھر کر یقیناً جنت بن جائے۔

انسان جنت سے نکلتا کیونکر ہے؟ آیت ۳۶ میں بتایا ہے کہ انسان جب فطرت سے گرتا ہے اور ایک دوسرے کا دشمن ہو جاتا ہے تو جنت سے نکالا جاتا ہے۔ سب انسان فطرتاً ایک ہیں اور ضروریاتِ زندگی کے یکساں محتاج اور حقدار ہیں، زمین و آسمان اور ان کے ذخیرے کسی ایک انسان یا گروہ کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ کل نوع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، جب ایک فرد یا گروہ اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھنے لگتا ہے اور اس کے انسانی حقوق کا انکار کرتا ہے [ابیٰ و استکبر] تو اس سے باہمی عداوت پیدا ہوتی ہے اور انسان اخوت و محبت کی جنت سے نکل کر بغض و عداوت کی جہنم میں جا پڑتا ہے۔ اور سب کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندگیاں تلخ ہو جاتی ہیں۔

جب انسان نے فطرت سے گر کر زندگی تلخ کر لی تو جیسے کہ آیت بالا میں ہے " خدا نے اپنے کلام سے اس کی دستگیری فرمائی"۔ خدا نے انسان سے ایسا رحم کا برتاؤ ایک بار ہی نہیں کیا، بار بار کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی عطائے عام ہے جو کسی خاص زمانہ یا حصہ نسل انسانی تک محدود نہیں بلکہ جمیع نسل انسانی تک وسیع ہے۔ "تواب" کے معنی ہیں، بار بار رحم کے ساتھ رجوع فرمانے والا اور "اماّ" تاکید کے لیے آتا ہے، تمام کی گراوٹ کے ساتھ ہدایت کے آنے کو جمع کر کے نسل انسانی کو ازلی ابدی چارٹر عطا کیا ہے۔ کہ جب جب انسان فطرت سے گر کر باہمی عداوت کے جہنم میں جا پڑے گا اس کی کھوئی ہوئی جنت اُسے دوبارہ دلانے کے لیے خدا کی طرف سے ہدایت آتی رہے گی۔

اس سے ظاہر ہے کہ سلسلہ رسالت انسان کی باہمی عداوت کے علاج کے طور پر شروع کیا گیا ہے، بڑے واقعات بھی ہم دیکھتے ہیں کہ پیغمبر یہی کام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت محمدؐ کا عظیم الشان کارنامہ جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا یہی ہے کہ عربوں کو جو بدترین خانہ جنگی میں مبتلا تھے، اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، متحد کر کے بھائی بھائی بنا دیا۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا (آل عمران - ع ۱۱) یعنی تم باہمی عداوت کی آگ کے گڑھے پر تھے، اس سے تمہیں بچایا، تمہارے دلوں میں الفت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدا کی، اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔

جب تک دنیا سے بغض و عداوت دور ہو کر دُکھ درد فاقہ اور تنگی کا جو اُس کے نتائج سے ہے، خاتمہ نہیں ہو چکتا، جب تک دنیا محبت و اخوت اور فارغ البالی کی جنت نہیں بن چکتی، اور خدا کا کلمہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما پورا نہیں ہو چکتا، پیغمبروں کا سلسلہ جو اس غرض سے شروع کیا گیا ہے، کیونکر بند ہو سکتا ہے؟ موجودہ مرحلہ پر اس سلسلہ کو بند کرنے کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خدا میں اور شیطان میں جو ہزاروں سالوں سے جنگ چلی آتی تھی، اور جسے جیتنے کے لئے خدا نے ہزاروں پیغمبر بھیجے آخر خدا اس میں ناکام رہا۔ اور اس نے تنگ آکر شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ہدایت صفات باری کا تقاضا ہے

سلسلہ رشد و ہدایت صفات باری کا تقاضا ہے۔ اور خدا لامحدود ہے، اس واسطے یہ سلسلہ کہیں بھی بند نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ مومن جنت میں پہنچ کر بھی دعا کرتے ہیں۔ ربنا اتمم لنا نورنا (التحریم ع ۲) کہ اے ہمارے رب ہماری روشنی اور مکمل کر، نقص اور کمال اضافی چیزیں ہیں، ہر مقام خواہ وہ کتنا ہی اونچا ہو، اپنے سے بلند تر مقام کے مقابلے میں نیچا ہے۔ یوں مخلوق کو ہر حال میں ہبوط لاحق ہے اور وہ خدا کی ہدایت کی محتاج ہے، کیونکہ خدا اُسے ہر مقام سے آگے لے جانے پر قادر ہے۔ وہ ایسا استاد نہیں کہ اس کا علم کہیں جا کر ختم ہو جائے، اور شاگرد کو کہہ دے کہ بس، جو تجھے آتا تھا میں نے سکھا دیا، اب میں اور کچھ نہیں سکھا سکتا۔

خدا کی سب سے پہلی صفت ربّ ہے، رب کے معنی قرآن نے خود بتلائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں، ربنا الذی اعطیٰ کل شیئ خلقہ ثم ھدیٰ (طٰہٰ ع ۲)
کہ رب وہ ہے، جو ہر چیز کو پیدا کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے، اگر صرف پیدا
ہی کرے اور ہدایت نہ دے تو رب نہیں۔ سورۂ فاتحہ میں الحمد للّٰہ
رب العالمین کے جملہ میں جو خدا کی حمد کی گئی ہے وہ اسی تقریب پر کی گئی
ہے، کہ اس نے قرآن کو جو ھدًی للناس ہے، لوگوں کی ہدایت کے لئے
نازل کر کے ربوبیت فرمائی۔ اگر خدا یہ ہدایت نازل نہ فرماتا، تو زمانہ قرآن
کے لوگوں کا رب کہلا سکتا نہ ان کی حمد کا مستحق ہوتا۔ اسی طرح اگر قرآن
شریف کے بعد مخلوق پھر گمراہ ہو جاتے اور ان کے لئے نئے سرے سے ہدایت
کی ضرورت لاحق ہو، تو اس وقت اگر خدا ہدایت نازل کر کے ان کی ربوبیت
نہ فرمائے، تو ان کا رب ہو گا نہ ان کی حمد کا مستحق۔ پس رب العالمین کی
صفت کا تقاضا یہ ہے، کہ جیسے ہمیشہ سے وہ ضرورت کے وقت ہدایت
بھیجتا آیا ہے۔ آئندہ بھی بوقت ضرورت ہدایت بھیجنے سے دریغ نہ فرمائے
اسی طرح خدا کے رحمٰن ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ گمراہ مخلوق پر رحم کھا کر اس
نے قرآن سکھایا، الرحمٰن علم القرآن، اگر خدا نے رحمانیت کے تقاضا سے
قرآن سکھایا تو ضروری ہے کہ آئندہ پھر جب مخلوق کی حالت قابل رحم ہو
نئے سرے سے ہدایت نازل کر کے ان کی دستگیری فرمائے۔ ورنہ اس کی صفت
رحمانیت کا تعطل لازم آئے گا۔ رحمانیت کے تحت دی ہوئی ہدایت کی روشنی
میں جب انسان جدوجہد کرتا ہے تو اس جدوجہد کو فیاضی سے بارور کرنے کا
نام رحیمیت ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رحمانیت کے خاتمہ سے رحیمیت کا
بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

یوم الدین کے معنی ہیں، دین کا دن، یعنی دین کے عروج، کامیابی اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھلنے پھولنے کا دن اور مالک یوم الدین وہ ہے، جس کو ایسا دن
لانے پر پوری پوری قدرت حاصل ہے۔ گویا دین ایسی چیز نہیں کہ جس کا کوئی
مالک نہ ہو، اور وہ کس مپرسی کی حالت میں ہو، بے دینی جو چاہے اس سے کرتی
رہے، دین کا ایک مالک اور رکھوالا ہے، جو اُسے کامیاب بنانے اور بے دینی
کو کچلنے پر پورا اقتدار رکھتا ہے، دین کی کامیابی کے وقت ان لوگوں کی کوششیں
جو دین کی تائید میں کام کرتے ہیں بار ور ہوتی ہیں، اور ان لوگوں کی کوششیں
جو دین کے خلاف کام کر رہے تھے ملیا میٹ ہو جاتی ہیں۔ اس واسطے "یوم الدین"
جزا و سزا کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی دینداروں کی نیک کوششوں کا اچھا
بدلہ اور بے دینوں کی بداعمالیوں کی سزا ملنے کا وقت، سابقہ زمانوں میں
دین کی کمزوری اور بے دینی کے زور کے وقت خدا مالک یوم الدین ہونے کی
حیثیت سے پیغمبر بھیج کر نئے سرے سے دین کو غالب اور بے دینی کو مغلوب کرا
دیتا رہا ہے۔ اگر قرآن شریف کے بعد دین پھر کمزور ہو جائے اور بے دینی
کا زور دورہ ہو جائے اور خدا بے دینی کا زور توڑنے، دین کو اس کے پنجہ سے
رہا کرانے اور پھر سے قائم کرنے کا اقدام نہ کرے تو مالک یوم الدین کیونکر
کہلائے گا؟

انہی صفات کی بدولت خدا معبود ہے، اور بندہ ایاک نعبد میں خدا
سے عہد کرتا ہے کہ میں خاص تیری بندگی کرتا ہوں، تیرے سوا مجھے کسی چیز سے
کوئی لگاؤ نہیں، جو حکم ہو، سر ماتھے پر ماننے کو تیار رہوں، اور پھر اس خیال
سے کہ مبادا بشری کمزوری کی وجہ سے خدا کے کسی حکم کی تعمیل میں قصور رہ
جائے ایاک نستعین کا جملہ پڑھتا ہے، کہ میری امداد کرنا اور
مجھے توفیق عطا فرمانا کہ میں ہر حال میں تیری بندگی کا حق ادا کرتا رہوں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک طرف خدا کی فرمانبرداری کا یہ شوق اور دوسری طرف خدا پر یہ پابندی عاید کر دینا کہ اب وہ کوئی حکم دینے کا مجاز ہی نہیں ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا

غرض ضرورت کے وقت ہدایت نہ بھیجنا خدا کی شان معبودیت کے منافی ہے اور بندہ کا تازہ احکام کو ماننے کے لئے تیار نہ رہنا شان عبدیت کے خلاف ہے۔ اسی طرح خدا کی ایک صفت مرسل بھی ہے جس کے معنی ہیں رسول بھیجنے والا غرض رسولوں کے سلسلہ کو بند سمجھنا خدا کو اس کی تمام صفات سے جواب دینا ہے۔

عالمگیر سلسلہ رسالت

نسلِ انسانی کو گراوٹ سے نکالنے اور اونچے سے اونچے مقاموں پر پہنچانے کے لئے رسول بھیجنے کا خالی وعدہ ہی نہیں فرمایا۔ بلکہ اسے عملی جامہ بھی پہنایا ہے سورۃ نساء رکوع ۲۳ میں ہے :-

انا اوحینا الیک کما اوحینا
الی نوح والنبیین من
بعدہ واوحینا الی ابراہیم
واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب
والاسباط وعیسٰی وایوب
ویونس وہارون وسلیمان
واتینا داؤد زبورا ورسلا
قد قصصنٰھم علیک من
قبل ورسلا لم نقصصھم

ہم نے تیری طرف وحی کی جیسے کہ نوح اور اس کے بعد
نبیوں اور ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ
یعقوبؑ اور ان کی اولاد اور
عیسےؑ ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ
اور سلیمانؑ کی طرف وحی کی،
اور داؤد کو زبور دی، بعض
رسولوں کا ہم نے تجھ سے
ذکر کیا ہے اور بعض کا نہیں
اور خدا نے موسیٰ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

هم عليك وكلم الله موسى تكليما - رسلا مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل و كان الله عزيزا حكيما

کلام کیا۔ یہ سب رسول بشارت دینے اور ڈرانے کے لئے بھیجے گئے تاکہ لوگوں کو خدا کے حضور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ خدا غالب حکمت والا ہے۔

ان آیات میں رسولوں کے سلسلہ کو مکان و زمان کے طول و عرض میں پھیلا ہوا عالمگیر سلسلہ بیان کیا ہے۔ اور اتنے اہتمام سے ہر جگہ اور ہر زمانہ میں رسول بھیجنے کی وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ لوگوں کو خدا کے خلاف کوئی عذر باقی نہ رہے، اور اس مضمون کو متعدد مقامات پر پھیرا ہے، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:-

ولولا ان تصيبهم مصيبة بما قدمت ايديهم فيقولوا ربنا لولا ارسلت الينا رسولا فنتبع آياتك ونكون من المؤمنين (القصص ع ۵)

مبادا جب ان کو اپنی کرتوتوں کی وجہ سے تکلیف پہنچے تو کہیں کہ اے ہمارے رب کیوں نہ تو نے ہماری طرف رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومن ہو جاتے۔

۲- وهذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون ان تقولوا انما انزل الكتاب على

یہ بابرکت کتاب جو ہم نے نازل کی ہے۔ اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ مبادا تم کہو، کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طائفتين من قبلنا وان
كنا عن دراستهم لغافلين
او تقولوا لو انا انزل علينا
الكتاب لكنا اهدى منهم
(انعام ع ۲۰)

کتاب ہم سے پہلے دو
گروہوں پر اتاری گئی اور ہم
ان کے پڑھنے سے بے خبر تھے،
یا یہ کہو کہ اگر ہمیں کتاب دی
جاتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت
والے ہوتے۔

۳۔ یا معشر الجن والانس
الم یاتکم رسل منکم یقصون
علیکم آیاتی وینذرونکم
لقاء یومکم ہذا قالوا
شہدنا علی انفسنا و
غرتہم الحیوٰۃ الدنیا
وشہدوا علی انفسہم
انہم کانوا کافرین ذلک
ان لم یکن ربک مہلک
القریٰ بظلم واہلہا
غافلون۔ (انعام ع ۱۶)

اے جنوں اور انسانوں کی جماعت
کیا تمہارے پاس رسول نہ آئے
جو تم پر میری آیات بیان کرتے
اور تمہیں آج کے دن سے ڈراتے
انہوں نے کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں
کہ خدا کے رسول آئے۔ پر ہم
کو دنیا کی زندگی نے دھوکا
دیا اور ہمیں اپنے کفر کا اقرار
ہے۔ یہ اس لئے کہ خدا بستیوں
کو تنبیہ کئے بغیر ظلم سے ہلاک
کرنے والا نہیں۔

۴۔ انا ارسلنا نوحا
الی قومہ ان انذر
قومک من قبل ان
یاتیہم عذاب الیم (نوح)

ہم نے نوح کو اس کی قوم
کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم
کو عذاب کے آنے سے پہلے
ڈرا دے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہلی آئت سے ظاہر ہے کہ اگر رسول نہ بھیجا جائے، تو لوگ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کہ ہماری طرف رسول بھیج کر ہمیں متنبہ کیوں نہیں کیا گیا۔ دوسری آئت میں بتایا ہے کہ رسول کا آنا اتمام حجت کے لئے ضروری ہے، اگر رسول نہ آئے تو لوگوں کا یہ عذر معقول ہوگا کہ جب سابقہ قوموں کی طرف رسول آئے تو ہماری طرف کیوں رسول نہ بھیجا گیا۔ تیسری آئت میں بتایا گیا ہے، کہ رسول کے ذریعے انذار کرائے بغیر لوگوں کو عذاب دینا یا ہلاک کرنا ظلم ہے اور ظلم خدا کی شان سے بعید ہے۔ چوتھی آئت سے واضح ہے کہ حضرت نوح کو اپنی قوم کی طرف عذاب کے آنے سے پہلے پہلے انتباہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔

اسی طرح آیات ذیل سے ظاہر ہے کہ کئی مقاصد کے لئے رسولوں کا آتے رہنا ضروری ہے :-

۱۔ قل ما کنت بدعا من الرسل ..... ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما و رحمۃ۔ (احقاف ع ۱)	کہہ کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں ..... اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب راہنما و رحمت ہے۔
۲۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (نحل ع ۵)	اور ہم نے ہر امت میں رسول مبعوث کیا کہ خدا کی عبادت کرو، اور شیطان سے بچو۔
۳۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر (فاطر ع ۳)	کوئی امت نہیں جس میں رسول نہ آیا ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۴۔ ینزل الملائکۃ بالروح
من امرہ علی من یشاء من
عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ
الا انا فاتقون ۰
(نحل - ع ۱)

اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر
چاہتا ہے، ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام
نازل کرتا ہے کہ لوگوں کو خبردار کر دو
کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس
مجھ سے ہی ڈرو۔

۵۔ لقد ارسلنا رسلنا
بالبینات وانزلنا معہم
الکتاب والمیزان لیقوم
الناس بالقسط (حدید ع ۳)

ہم نے رسولوں کو واضح نشانات۔
کتاب اور ترازو کے ساتھ بھیجا
تاکہ لوگ انصاف پر قائم
ہوں۔

(۶) وما نرسل المرسلین
الا مبشرین ویجادل الذین
کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق
واتخذوا آیاتی وما انذروا
ھزوا (کہف - ع ۸)

ہم رسولوں کو بشارت دینے اور ڈرانے
کیلئے بھیجتے ہیں مگر کافر جھوٹ سے مقابلہ کرتے ہیں
تاکہ سچائی کو مٹا ڈالیں اور میری آیات
اور انذار سے ہنسی کرتے ہیں۔

(۷) انا انزلناہ فی لیلۃ
مبارکۃ انا کنا منذرین
فیہا یفرق کل امر حکیم
(دخان ع ۱)

ہم نے قرآن کو مبارک رات میں
نازل کیا۔ بے شک ہم ڈرانے والے
ہیں۔ اس میں دانائی کی ہر بات
بیان کر دی جاتی ہے۔

پہلی آیت میں رسول اللہ سے کہلوایا ہے کہ میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں۔
ارسال رسل خدا کی سنت قدیمہ ہے۔ چنانچہ کتاب موسیٰ اس سے پہلے موجود ہے
دوسری آیت میں رسول بھیجنے کی غرض یہ بتائی کہ لوگوں کو خدا کی عبادت کرنے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شیطان سے بچنے کا حکم دے۔ اور فرمایا کہ اس غرض کے لئے ہر قوم میں رسول بھیجا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگوں کو خدا کی عبادت پر قائم کرنے اور شیطان سے بچانے کے لئے رسولوں کا آتے رہنا ضروری ہے۔ تیسری آیت میں حصر تام کے طور پر فرمایا ہے کہ کوئی امت نہیں جس میں رسول نہ آیا ہو۔ اس سے بھی ہر زمانہ میں رسول کا آنا ضروری ٹھہرتا ہے۔ چوتھی آیت میں کلام کے لئے "ینزّل" کا لفظ لا کر جو مضارع ہے اور حال اور مستقبل دونوں کو شامل ہے، بتایا ہے کہ لوگوں کو متنبہ کرنے اور توحید پر قائم کرنے کے لئے کلام الٰہی ہمیشہ نازل ہوتا رہتا ہے۔ پانچویں آیت میں فرمایا ہے کہ لوگوں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے رسولوں کا بھیجنا ضروری ہے۔ چھٹی آیت میں پھر مضارع کا صیغہ لا کر بتایا ہے کہ ہم رسولوں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لئے ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔ ساتویں آیت میں انا کنا منذرین کہہ کر بتایا ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ وہ دانائی کی باتیں سکھانے اور انذار کے لئے کلام نازل کرتا رہتا ہے۔

لمبے زمانہ کے بعد رسولوں کا آنا ضروری ہے

قرآن میں کئی جگہوں پر ہے کہ رسولوں کے بعد لمبا زمانہ گذرنے سے دل مُردہ ہو جاتے ہیں اور انہیں پھر زندہ کرنے کے لئے رسولوں کا بھیجنا ضروری ہوتا ہے، جیسے کہ فرمایا ہے:-

فطال علیہم الامد فقست قلوبہم وکثیر منہم فاسقون ان اللہ یحی الارض بعد موتہا (حدید۔ ع ۲)

پس جب ان پر لمبا زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر نے ان میں سے عہد کو توڑ دیا، خدا زمین کو اس کی مردگی کے بعد زندہ کرتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا اهل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر۔
(مائدہ ع ۳)

اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس ایک لمبے وقفہ کے بعد آیا ہے۔ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا۔

حضرت عیسےٰ کے چھ سو سال بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس چھ سو سال کے وقفہ کو کافی لمبا عرصہ سمجھا گیا جس کے بعد رسول کو آنا چاہئیے۔ چنانچہ اس کی طرف اہل کتاب کو توجہ دلا کر کہا کہ اتنے عرصہ کے بعد بھی اگر رسول نہ آتا، تو تم یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ ہماری ہدایت کے لئے رسول کیوں نہ بھیجا گیا۔ جائے غور ہے، جب اللہ تعالیٰ ایک طرف چھ سو سال کے عرصہ کو کافی لمبا عرصہ خیال فرماتا ہے تو دوسری طرف کیونکر فرما سکتا تھا، کہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خواہ کروڑوں سال تک یہ کرۂ ارض قائم رہے، کوئی رسول نہیں آئے گا۔ قرآن کی طرف یہ بات منسوب کرنا حد درجہ کا بے انصافی ہے۔

فیصلہ اختلافات کے لئے پیغمبر کا آنا ضروری ہے

پیغمبر اختلافات کے فیصلہ کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:-

کان الناس امة واحدة فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین

سب لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ پس اللہ نے نبیوں کو بشارت دینے اور انذار کے لئے مبعوث کیا، اور ان پر سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینات بغیًا بینہم۔ (بقرہ ع ۲۶)	تاکہ وہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرے جو ان کے درمیان باہمی عداوت سے رونما ہو چکے ہیں۔

جب لوگ آپس کی سرکشی کے باعث اس تعلیم میں جو انہیں دی گئی اختلاف کرکے متفرق ہو جاتے ہیں، تو خدا تعالیٰ پیغمبر کو بھیجتا ہے، تاکہ ان کے اختلافات کا فیصلہ کر دے، اور صحیح راستہ کو واضح کر دے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ سب انسان ایک جماعت ہیں اور خدائے تعالیٰ ان کا تفرقہ پسند نہیں فرماتا۔ ان کے متفرق ہو جانے پر پھر انہیں متحد کرنے کی راہ نکالتا ہے۔ نیز چونکہ سب انسان ایک جماعت ہیں، سب خدا کی ہدایت اور اپنے اختلافات میں خدائی فیصلہ کے یکساں محتاج ہیں، اس واسطے ہر اختلاف کے موقعہ پر خدا پیغمبر بھیجتا رہا ہے۔ اور بھیجتا رہے گا۔

اجرائے سلسلہ رسالت کے نو وجوہات

اسی طرح سورہ نحل ع ۸-۹ میں ہے:- تاللّٰہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لہم الشیطان اعمالہم فہو ولیہم الیوم ولہم عذاب الیم وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون۔ واللّٰہ انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا

ہم نے یقیناً تجھ سے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے۔ پھر شیطان نے ان کے برے اعمال انہیں خوبصورت کر دکھلائے سو وہی آج ان کا دلی ہے، اور وہ دردناک عذاب میں ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان في ذلك لآية لقوم
يسمعون وان لكم في
الانعام لعبرة نسقيكم
مما في بطونه من بين
فرث ودم لبنا خالصا
سائغا للشاربين ومن
ثمرات النخيل والاعناب
تتخذون منه سكرا و
رزقا حسنا ان في ذلك
لآية لقوم يعقلون ۔ و
اوحى ربك الى النحل ان
اتخذي من الجبال بيوتا
ومن الشجر ومما يعرشون
ثم كلي من كل الثمرات
فاسلكي سبل ربك ذللا
يخرج من بطونها شراب
مختلف الوانه فيه شفاء
للناس ان في ذلك لآية
لقوم يتفكرون والله خلقكم
ثم يتوفكم ومنكم من
يرد الى ارذل العمر

ہم نے تجھ پر کتاب اس غرض سے
نازل کی، کہ تو ان کے اختلاف کا
فیصلہ کرے اور وہ مؤمنوں کے
لئے ہدایت اور رحمت ہو، اللہ
بادلوں سے بارش برساتا ہے اور
اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے
اس میں ان لوگوں کے لئے جو کان
رکھتے ہیں نشان ہے ۔ بے شک
تمہارے لئے چوپایوں میں درس عبرت
ہے ۔ ہم ان کے پیٹوں میں سے
خالص اور خوشگوار دودھ گوبر
اور لہو سے علیحدہ کر کے تم کو پلاتے
ہیں اور کھجور اور انگور سے تم شراب
اور اچھا رزق حاصل کرتے ہو ۔
اس میں عقلمندوں کے لئے نشان ہے
خدا نے شہد کی مکھی کو فطری ہدایت
دی کہ تو پہاڑوں، درختوں اور
چھتوں میں اپنے چھتے بنا ۔ پھر ہر
قسم کے پھلوں کا رس حاصل کر اور
خدا کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل
کر، تو ان چھتوں میں سے مختلف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

لکی لا یعلم بعد علم شیئاً ۔
ان اللہ علیم قدیر
واللہ فضل بعضکم علی بعض
فی الرزق فما الذین فضلوا
برادی رزقہم علی ما
ملکت ایمانہم فہم فیہ
سواء افبنعمۃ اللہ
یجحدون ، واللہ جعل
لکم من انفسکم ازواجا
وجعل لکم من ازواجکم
بنین و حفدۃ ورزقکم
من الطیبات افبالباطل
یومنون وبنعمۃ اللہ
ھم یکفرون ۔
(نحل ع ۸-۹)

قسم کا شہد برآمد ہوگا - جو لوگوں کے لئے شفا بخش ہے - اس میں سوچنے والوں کے لئے نشان ہے - اللہ تمہیں پیدا کرتا ہے - پھر وفات دیتا ہے اور تم میں سے جو لمبی عمر پاتے ہیں وہ سب سیکھا سکھایا بھول جاتے ہیں - بے شک اللہ علم والا قدرت والا ہے - اللہ نے تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے - پر فضیلت والے اپنے رزق سے اپنے ماتحتوں کو فائدہ نہیں پہنچاتے تاکہ سب برابر ہو جائیں - کیا یہ لوگ خدا کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ نے تمہارے لئے تم ہی میں جوڑے بنائے اور ان جوڑوں میں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمہیں کھانے کو اچھی اچھی چیزیں عطا کیں — کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لاتے اور خدا کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟

ان آیات میں بتایا ہے کہ

۱ - خدا کی قدیم سے یہ سنت چلی آئی ہے ، کہ دین کے زوال اور شیطانی غلبہ کے وقت رسول بھیجتا رہا ہے - چنانچہ آج پھر جب شیطان ہی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگوں پر مسلّط ہے۔ اسی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت محمدؐ رسول اللہ کو بھیجا ہے۔

۲۔ آپ کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ اس حقیقت کو جسے یہ لوگ آپس کے اختلاف کی وجہ سے کھو چکے ہیں، کھول کر بیان فرماویں اور اس طرح آپ ان کے لئے موجب ہدایت و رحمت ہوں۔

۳۔ ایسے وقت میں اگر رسول نہ آئے۔ تو انسانیت کا خاتمہ ہو جائے جیسے امساک باراں کے بعد اگر بارش نہ آئے، تو زمین پر ساری زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔

۴۔ گوبر اور لہو کے درمیان سے دودھ پیدا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اسی طرح جب سابقہ تعلیمیں لفظی اور معنوی آمیزشوں سے خلط ملط ہو جاتی ہیں تو سوائے تازہ وحی ربانی کے خالص دین کو کوئی چیز بہم نہیں پہنچا سکتی۔

۵۔ کھجور اور انگور سے خدا اچھا رزق مہیا کرتا ہے۔ لوگ ان کو بگاڑ کر ان سے شراب جیسی مضر چیز بنا لیتے ہیں۔ یہی حالت شریعتوں کی ہے، شریعت جو سرچشمہ ہدایت اور سامان ربوبیت ہے۔ لوگ اسے بگاڑ کر بجائے نفع کے ضرر رساں بنا دیتے ہیں۔ اس وجہ سے تازہ وحی کی ضرورت پڑتی ہے۔

۶۔ وحی الٰہی شہد کی مکھی کی طرح سے سابقہ تعلیمات کا جوہر اکٹھا کر کے خالص شہد یعنی خالص دین جو لوگوں کی روحانی بیماریوں کے لئے شفا ہے تیار کر دیتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کو شفاءٌ لما فی الصدور (یونس۔ ع ۶) کہا بھی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۷- اللہ لوگوں کو پیدا کرتا ہے، اور ان پر موت وارد کرتا ہے، اور جو لمبی عمر پاتا ہے، وہ بڑھاپے میں اپنا سارا حاصل کردہ علم بھول جاتا ہے یہی مثال اُمتوں اور قوموں کی ہے، جو انتہائی ایک وقت میں علم کے معراج کمال پر ہوتی ہیں۔ رفتہ رفتہ اپنے علم کو کھو کر جہالت میں لوٹ آتی ہیں، اس واسطے پھر علم دین کو از سرِ نو قائم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۸- خدا نے کسی کو کم دیا ہے اکسی کو زیادہ، اور منشا یہ ہے کہ جن کو زیادہ ملا ہے، اس سے وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائیں اور اس طرح سب لوگ آپس میں برابر ہو جائیں، لیکن جن کو زیادہ ملتا ہے وہ اسے خدا کی دین سمجھ کر اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اسے دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اس سے حیات نوعی کا توازن درہم برہم ہو جاتا ہے اور زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے ——— اونچ نیچ کو مٹانے اور توازن کو دوبارہ قائم کرکے زندگی کو معرضِ ہلاکت سے نکالنے کے لئے رسول کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر رسول مساواتِ انسانی کا سبق دے کر از سرِ نو توازن قائم نہ کر دے، تو انسانی زندگی ختم ہو جائے، پس رسول جو بقائے نوع کا موجب ہے، بہت بڑی نعمت ہے، لیکن لوگ ناشکری سے اس نعمت کو رد کرتے ہیں،

۹- جس طرح جسمانی طور پر انسان کی بقا زوج بیٹے، پوتے اور مناسب غذا سے ہے، اسی طرح سچائی کی بقا تعلق باللہ یکے بعد دیگرے آنے والے پیغمبروں اور ان کے ذریعہ دی گئی تازہ بتازہ ہدایت سے ہے، جس طرح انسان اپنی جسمانی بقا کے سامان خود مہیا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اپنی روحانی بقا کے لئے بھی خدا کا محتاج ہے، اگر یہ روحانی سلسلہ پیغمبروں کا نہ ہو تو جسمانی زندگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باطل یعنی بے مقصد ہو کر رہ جائے، اس لئے فرمایا کہ کیا یہ لوگ نسل انسانی کی پیدائش کو رائگاں سمجھتے ہیں، اور سلسلۂ رسالت جیسی نعمت عظمیٰ کو جس میں سچائی کے بقا اور نسل انسانی کی ترقی کا راز مضمر ہے رد کرتے ہیں؟

اجل امم سوائے خدا کے ہر شئی ہر آن معرض فنا میں ہے، کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذی الجلال والاکرام،

ہر شئے کا ایک اندازہ مقرر ہے۔ خلق کل شیئٍ فقدرہٗ تقدیراً،

اسی قاعدہ کلیہ کے مطابق قومیں بھی بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں، ایک قوم پیدا ہوتی ہے، ترقی کرتی ہے، عروج کو پہنچتی ہے، پھر تنزل کرتی ہے۔ کمزور ہو جاتی ہے، آخر اپنی عمر پوری کر کے مر جاتی ہے اور دوسری قوم کے لئے جگہ خالی کر دیتی ہے، مسکتی ہوئی قوموں کے سامنے نئی زندگی پیش کرنے اور اگر وہ اس سے انکار کریں تو ان پر موت کا حکم لگانے اور ان کی جگہ دوسری قوم پیدا کرنے کے لئے پیغمبر بھیجا جاتا ہے۔ قرآن شریف اس مضمون سے بھرا پڑا ہے۔ چند آیات بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ قل انی علیٰ بینۃٍ من ربی وکذبتم بہٖ ما عندی ما تستعجلون بہٖ ..... وما تسقط من ورقۃٍ الا یعلمہا ولا حبۃٍ فی ظلمات الارض ولا رطبٍ ولا یابسٍ الا فی کتابٍ مبین، وھو الذی یتوفکم باللیل	کہہ کہ میں اپنے رب کی طرف سے حق پر ہوں اور تم اسے جھٹلاتے ہو۔ جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ...... کوئی پتا نہیں گرتا مگر اللہ اُسے جانتا ہے اور نہ زمین کے نیچے تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے۔ نہ کوئی خشک ہے نہ تر، جو کتاب مبین میں نہ ہو اور وہی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم
يبعثكم فيه ليقضى اجل مسمى
ثم اليه مرجعكم ثم ينبئكم
بما كنتم تعملون وهو القاهر
فوق عباده ويرسل عليكم
حفظة حتى اذا جاء احدكم
الموت توفته رسلنا وهم
لا يفرطون ثم ردوا الى الله
مولٰهم الحق الا له الحكم
وهو اسرع الحاسبين...
... انظر كيف نصرف الآيات
لعلهم يفقهون وكذب به
قومك وهو الحق قل
لست عليكم بوكيل
لكل نبأ مستقر و
سوف تعلمون ۝
(انعام - ع ۸)

جو تمہیں رات کو سلاتا ہے اور جانتا ہے
کہ دن میں تم نے کیا کیا - پھر تمہیں
صبح کو اٹھاتا ہے تاکہ تمہاری مقررہ
میعاد پوری ہو، پھر اس کے حضور
تمہاری پیشی ہوتی ہے، تو وہ تمہیں
بتاتا ہے جو تم کرتے تھے وہ اپنے
بندوں پر غالب ہے - وہ تمہارے
لئے محافظ بھیجتا رہتا ہے، یہاں تک
کہ جب تم میں سے کسی کی موت آ
پہنچتی ہے - تو ہمارے رسول اُسے
وفات دیتے ہیں اور وہ اس میں
کوتاہی نہیں کرتے - پھر لوگ اپنے
خدائے برحق کی طرف لوٹا دیئے جاتے
ہیں - حکم اسی کا نافذ ہے اور وہ
حساب لینے میں سب سے زیادہ تیز
ہے ...... دیکھ کیوں کر ہم آیات
کو پھیر کر لاتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں - تیری
قوم نے اسے جھٹلایا، حالانکہ وہ سچائی ہے کہہ کہ میں تمہارا ذمہ وار نہیں ہوں - ہر
چیز کے لئے ایک وقت مقررہ ہے اور عنقریب تم جان لو گے -

گرنے والے پتے سے مراد وہ قوم ہے، جس میں سے زندگی ختم ہو گئی ہو
اور وہ گر رہی ہے، زمین کے اندر دانہ سے مراد نئی قوم کا بیج ہے جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیا گیا ہے۔ اور جس سے ایک قوم عدم سے وجود میں آ رہی ہے۔ یابس سے مراد وہ قوم ہے، جس کی زندگی کی تازگی ختم ہو چکی ہے اور رطب سے وہ قوم مراد ہے، جو زندگی کے پانی سے ہری بھری ہے۔ رات اور دن قوم کا گرنا اور ابھرنا ہے، کبھی کمزور ہو جاتی ہے، کبھی پھر طاقت میں آ جاتی ہے، یہاں تک کہ اپنے اجل کے دن پورے کر لیتی ہے، جب تک کوئی قوم اپنی اجل کو نہیں پہنچتی خدا اس کی حفاظت کے سامان کرتا رہتا ہے، اس میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں، جو اس کی بیماریوں کا علاج کر کے طاقت کو بحال کرتے رہتے ہیں، لیکن جب اس کی میعاد پوری ہو جاتی ہے، خدا کے رسول اس پر موت وارد کر دیتے ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ دیکھو کیسے ہم فرد کی زندگی اور موت کی مثال کو قومی زندگی اور موت پر چسپاں کر کے دکھاتے ہیں تا کہ یہ لوگ سمجھیں، اسی طرح جو یہ فرمایا کہ ہر خبر کے ظہور کے لئے ایک مقررہ وقت ہے اور ایسے ہی مخالفوں پر عذاب آنے کی خبر کا بھی وقت مقرر ہے۔ جو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ فنائے عالم کے بعد انہیں سزا ملے گی، خدا کے حساب میں تیز ہونے کا ذکر کر کے بتا دیا ہے کہ جلد ہی ان کا حساب کتاب ہو کر انہیں سزا ملے گی، چنانچہ وہ آنحضرت کے زمانہ میں ہی مل گئی۔

۲- ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینات وما کانوا لیؤمنوا کذلک

تم سے پہلی نسلوں نے جب ظلم کیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، اور ان کے پاس کھلے نشانات کے ساتھ رسول آئے لیکن وہ ایمان نہ لائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نجزی القوم المجرمین
ثم جعلناکم خلائف
فی الارض من بعدھم
لننظر کیف تعملون ۔

ہم مجرموں کو اسی طرح سزا
دیتے ہیں۔ پھر ہم نے تم کو زمین
میں ان کا جانشین بنایا تاکہ ہم
دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو

(یونس ۔ ع)

اس آیت میں بتایا ہے کہ ہر قوم اپنی زندگی کے دوران میں زیر امتحان ہوتی ہے جب وہ بے انصافیوں کے سبب زندگی کی اہل نہیں رہتی تو مٹا دی جاتی ہے، چنانچہ خدا نے یکے بعد دیگرے سابقہ قوموں کو ہلاک اور ان کی جگہ نئی قوموں کو کھڑا کرتا آیا ہے۔

۳ ۔ واما نرینک بعض
الذی نعدھم او نتوفینک
فالینا مرجعھم ثم اللہ
شہید علی ما یفعلون
ولکل امۃ رسول فاذا
جاء رسولھم قضی بینھم
بالقسط وھم لا یظلمون
ویقولون متی ھذا الوعد
ان کنتم صادقین ۔۔۔۔
۔۔۔۔ لکل امۃ اجل
اذا جاء اجلھم فلا

اور اگر ہم تجھے ایک حصہ اس کا جس کا
ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں دکھا
دیں یا تیری وفات کے بعد وعدہ
پورا ہو۔ بہرحال انہوں نے ہمارے
پاس آنا ہے۔ خدا ان کے کئے
پر گواہ ہے۔ ہر امت کے لئے
ایک رسول ہے۔ جب ان کا رسول
آجاتا ہے ان میں انصاف کے ساتھ
فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان سے
کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ کہتے
ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

يستأخرون ساعة ولا يستقدمون ...... وما انتم بمعجزين ولو ان لكل نفس ظلمت ما في الارض لافتدت به واسروا الندامة لما راوا العذاب وقضي بينهم بالقسط وهم لا يظلمون - الا ان لله ما في السموت والارض الا ان وعد الله حق ولكن اكثرهم لا يعلمون -

(يونس ع ۵)

پورا ہوگا ...... ہر امت کے لئے میعاد مقرر ہے۔ جب ان کی میعاد پوری ہو جاتی ہے۔ تو ذرا بھی اس سے پس و پیش نہیں ہو سکتے ...... تم اس سے کسی طرح بھی بچ کر نہیں جا سکتے اور اگر ظالم اپنے ذریعہ میں زمین کے سارے خزانے بھی پیش کر دیں اور عذاب کو دیکھ کر اظہار پشیمانی کریں تب بھی ان کا چھٹکارا نہیں ہاں ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔ یاد رکھو کہ زمین و آسمان کا مالک خدا ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ان آیات میں بتایا ہے کہ ہر قوم کی میعاد مقرر ہے، جب اس کی موت کی گھڑی آ جاتی ہے۔ تو وہ ٹالی نہیں جا سکتی۔ جب یہ گھڑی قریب آ پہنچتی ہے تو رسول ظاہر ہوتا ہے اور اس قوم کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیتا ہے۔ یعنی اپنی زندگی کے دوران میں جیسے کام اس نے کئے ہوتے ہیں ان کا حساب کرکے جس بات کی وہ مستحق پائی جاتی ہے اسے فیصلہ دیا جاتا ہے۔ کافروں کے اس سوال کا کہ عذاب کب آئے گا۔ جواب دیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ اب جب کہ پیغمبر آچکا ہے اور اس نے انہیں موت کا حکم سنا دیا ہے، اب کوئی دن کی بات ہے کہ ان کی صف کو لپیٹ کر ایک طرف کر دیا جائے گا چنانچہ وہ وعدہ کا دن جس کا ذکر "ان وعد اللہ حق" میں کیا ہے اسی دنیا میں آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف جزیرہ نمائے عرب سے معدوم ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیے کتنی صراحت سے ہر امت کے لئے اجل اور ہر امت کے لئے رسول اور رسول کے آنے پر انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو جانے کا قانون بیان فرمایا ہے، اور پھر مخاطب مخالفین کے خلاف کتنے زور سے فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ ہر ظالم نفس کو اپنے کئے کی سزا ملتی ہے اور کوئی اس سے بچا نہیں سکتا۔ اور عذاب خالد دیا جاتا ہے، شروع میں "نتوفینک" کے بعد "الینا مرجعکم" کے الفاظ آئے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اب جب کہ فیصلہ ہو چکا ہے، رسول جسمانی وجود کے ساتھ ان کے اندر رہو یا نہ ہو، اس کا کوئی اثر فیصلہ کے نفاذ پر نہیں پڑتا۔ یہ مجرم اب ہماری تحویل میں ہیں اور بھاگ کر نکل نہیں سکتے۔ "ما انتم بمعجزین" دوسری دفعہ جو "قضی بینہم بالقسط" آیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عذاب کی آخری انتہائی شدید ضرب کے وقت جو ممکن ہے۔ رسول کی وفات کے بعد واقع ہو۔ فیصلہ ہوتا ہے، یہ پہلے بصراحت تمام بیان ہو چکا ہے کہ فیصلہ رسول کے آنے پر ہوتا ہے، اس موقعہ پر جب عذاب کی آخری ضرب کا ذکر کیا، جو بے حد سخت ہے تو ان لفظوں کو اس لئے دہرایا کہ اگرچہ یہ عذاب نہایت شدید ہے۔ اس میں ظلم کوئی نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ ولکل امۃ اجل فاذا جاء
اجلھم لا یستاخرون ساعۃ
ولا یستقدمون
یا بنی آدم اما یاتینکم
رسل منکم یقصون علیکم
آیاتی فمن اتقی واصلح فلا
خوف علیھم ولا ھم یحزنون
والذین کذبوا بآیاتنا...
...اولئک ینالھم نصیبھم من الکتاب
حتی اذا جاءتھم رسلنا
یتوفونھم قالوا اینما کنتم
تدعون من دون اللہ
قالوا ضلوا عنا وشھدوا
علی انفسھم انھم کانوا کافرین
قال ادخلوا فی امم قد
خلت من قبلکم من الجن
والانس فی النار کلما دخلت
امۃ لعنت اختھا حتی اذا
اداّرکوا فیھا جمیعا قالت
اخراھم لاولٰھم ربنا
ھؤلاء اضلونا فآتھم

ہر امت کے لئے میعاد مقرر ہے جب
وہ پوری ہو جاتی ہے تو اس سے آگے
پیچھے نہیں ہو سکتے ،
اے بنی آدم! تمہارے پاس
تم میں سے رسول آئیں گے
اور میری آیات بیان کریں گے،
تو جو خدا سے ڈر کر اپنی اصلاح کرے
گا، اس کے لئے نہ خوف ہے نہ غم،
اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں...
ان کو اپنا حصہ کتاب سے ملتا رہتا ہے
یہاں تک کہ جب ہمارے رسول
ان پر موت وارد کرنے آتے ہیں۔
ان سے پوچھتے ہیں وہ کہاں ہیں
جن کو تم خدا کے سوا پکارتے تھے
تو وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ اب
ہمیں نظر نہیں آتے، اور اپنے کافر
ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ کہتا
ہے۔ کہ تم ان قوموں میں داخل ہو جاؤ
جو تم سے پہلے جن و انس میں سے
آگ میں ہیں۔ جب کوئی امت آگ
میں داخل ہوتی ہے تو وہ داخل ہوتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عذاباً ضعفاً من النار
قال لکل ضعف ولکن لا
تعلمون وقالت اولٰهم
لاخرٰهم فما کان لکم
علینا من فضل فذوقوا
العذاب بما کنتم تکسبون
ان الذین کذبوا بایاتنا
واستکبروا عنها لا تفتح
لهم ابواب السماء ولا
یدخلون الجنة حتی یلج
الجمل فی سم الخیاط وکذلک
نجزی المجرمین ۔ لهم من
جهنم مهاد ، ومن فوقهم غواش
وکذلک نجزی الظالمین ۝
والذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت
لا نکلف نفساً الا وسعها
اولئک اصحاب الجنة هم
فیها خالدون ونزعنا
ما فی صدورهم من غل
تجری من تحتهم الانهار
وقالوا الحمد للّٰہ الذی هدانا

ہی اپنی بہن پر لعنت کرتی ہے یہاں
تک کہ سب اس میں ایک دوسرے
سے ملتے ہیں تو ان کے پچھلے اپنے
پہلوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اے ہمارے
رب! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ ان
کو دگنی سزا دے۔ خدا کہتا ہے کہ
ایک کو دگنی سزا ملتی ہے، لیکن تم نہیں
جانتے۔ اور پہلے پچھلوں کو کہتے ہیں
تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں۔
اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ جو لوگ
ہماری آیات کو جھٹلاتے اور ان سے
سرکشی کرتے ہیں، ان کے لئے آسمان
کے دروازے نہیں کھولے جاتے
نہ وہ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں
یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے
گزرے۔ اسی طرح ہم مجرموں
سزا دیتے ہیں، ان کے لئے جہنم
بچھونا ہوتا ہے۔ اور اوپر اوڑھنا
اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے
مومن اور نیک کام کرنے والے
والے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

هذا وما كنا لنهتدی لولا
ان هدانا الله لقد جاءت
رسل ربنا بالحق ونودوا ان
تلكم الجنة اورثتموها بما كنتم
تعملون ونادی اصحاب الجنة
اصحاب النار ان قد وجدنا
ما وعدنا ربنا حقا فهل
وجدتم ما وعد ربكم حقا
قالوا نعم فاذن مؤذن
بينهم ان لعنة الله على
الظالمين الذين يصدون
عن سبيل الله ويبغونها
عوجا وهم بالآخرة
كافرون (اعراف ع ۵)

ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے
ہم ان کے سینوں سے ہر قسم کا کینہ باہر نکال
دیتے ہیں، وہ نہایت اطمینان سے زندگی
بسر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سب تعریف
اس خدا کے لئے ہے، جس نے ہمیں اس کی
طرف راہنمائی فرمائی، اس کی راہنمائی کے بغیر
ہمیں یہ بات حاصل نہ ہوتی - بے شک خدا
کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں اور ان
کو آواز دی جاتی ہے کہ بعوض تمہارے
نیک کاموں کے تمہیں یہ جنت دی گئی
ہے۔ جنت والے دوزخیوں کو پکارتے
ہیں کہ ہم نے تو خدا کا وعدہ سچا پا لیا ہے
کیا تم نے بھی جو تمہارے ساتھ رب
نے وعدہ کیا تھا سچا پایا؟ وہ کہتے ہیں
ہاں۔ پھر ان میں ایک شخص بلند آواز سے کہتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے جو
خدا کے راستہ سے روکتے ہیں اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں۔ اور آخرت کے منکر
ہیں۔

ان آیات میں بتایا ہے کہ ہر قوم کی میعاد مقرر ہے، جب یہ میعاد خاتمہ کے
قریب پہنچتی ہے تو رسول آتا ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے، اسے کچھ خطرہ نہیں جو
نہیں مانتے، ان کو ایک وقت تک تاریکی عذاب جو ان کے لئے مقدر ہے،
پہنچتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی ہلاکت کی گھڑی آ جاتی ہے۔ اس وقت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غرور اور تکبر کا نشہ اُتر جاتا ہے، اور خود اعتراف کرنے لگتے ہیں کہ بے شک ہمارا قدم کا خزانہ ہے۔ دین ہم میں باقی نہیں رہا، اس وقت پچھتانا کچھ کام نہیں آتا، حکم ہوتا ہے کہ ان قوموں میں جو تم سے پہلے دینی و دنیوی خسارہ اور ذلت کی آگ میں ہیں داخل ہو جاؤ، ہر قوم جب اپنے رسول کی تکذیب کرکے دوزخ میں داخل ہوتی ہے، تو اگرچہ خود خدا سے بھی دوری اور ذلت کی اسی سطح پر ہوتی ہے، جس پر کہ پہلی مکذب قومیں ہوتی ہیں۔ تازہ مکذب قوم اپنے آپ کو مومن اور پہلی مکذب قوموں کو کافر خیال کرتی رہتی ہے اور اپنی گمراہی کے لئے بھی سابقہ مکذب قوم کو ہی ذمہ دار ٹھہراتی ہے (کہ ہم بھی ان کی دیکھا دیکھی دین کو چھوڑ کر اُن کے نقش قدم پر چلنے لگے ہیں)۔ اس وجہ سے سابقہ مکذب قوم کو دوگنے عذاب کا مستحق سمجھتی ہے۔ سابقہ مکذب قوم کہتی ہے کہ اگر ہم ایمان باللہ اور اخلاق فاضلہ سے عاری ہیں تو تم میں بھی ایمان و اخلاق کہاں ہیں؟ تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے؟ جیسے ہم، ویسے تم۔ اس وقت خدا کہتا ہے کہ تم سب کو یکساں عذاب ہے، لیکن تمہیں ایک دوسرے کی حالت کا علم نہیں۔ ہر قوم اپنی مصیبت کا رونا روتی ہے، مگر نہیں جانتی کہ دوسری بھی ویسی ہی مصیبت میں گرفتار ہے، اس ذلت و مصیبت سے جو سب منکروں کے لئے یکساں ہے، ان کا نکلنا اور آرام و عزت کی زندگی پانا محال ہے اوپر اور نیچے یعنی دین اور دنیا دونوں میں حسرت اور ناکامی کی جلن انہیں گھیرے ہوئے ہے، ہاں جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ آرام و اطمینان کی جنت میں ہیں، ان کے جنت میں ہونے کا راز اس میں ہے کہ ان کے سینوں کو تمام کدورتوں سے پاک کر دیا گیا ہے، وہ منکروں کی طرح پیغمبر کو تکبر سے رد نہیں کرتے کہ ہمیں اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ اس بات کے ہیں کہ خدا نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیغمبر بھیج کر ان کی راہنمائی فرمائی، جس سے ان کے سینے کدورتوں سے پاک ہوئے
اور وہ چین و اطمینان کی جنت میں داخل ہو گئے۔ خدا کی شکر گذاری کرتے ہیں
اور صاف اقرار کرتے ہیں کہ اگر خدا پیغمبر بھیج کر ہماری راہنمائی نہ فرماتا۔ تو ہم
خود بخود اس مقام پر ہرگز نہ پہنچ سکتے۔ غرض ان آیات میں تمام قوموں کی
اجل مقرر ہونے اور ان کی میعاد کے خاتمہ پر رسولوں کے آتے رہنے اور مکذب
قوموں کو جہنم میں اور فرمانبرداروں کو اسی دنیا میں جنت میں داخل کرنے کا صریح بیان ہے

٥- ان فی ذلک لآیات و
ان کنا لمبتلین ثم انشأنا
من بعدھم قرنا آخرین
فارسلنا فیھم رسولا منھم
ان اعبدوا اللہ ما لکم
من الٰہ غیرہ افلا تتقون
وقال الملاء من قومہ
الذین کفروا وکذبوا بلقاء
الآخرۃ ...... فاخذت
ھم الصیحۃ بالحق فجعلنا
ھم غثاء فبعدا للقوم
الظالمین ۔ ثم انشأنا
من بعدھم قرونا آخرین
ما تسبق من امۃ
اجلھا وما یستاخرون

بے شک اس میں نشانات ہیں اور
ہم آزمائش کرتے رہتے ہیں۔ پھر ہم
نے ان کے بعد دوسری قوم پیدا کی
اور ان میں سے ہی ان کی طرف رسول
مبعوث کیا کہ خدا کی عبادت کرو۔
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا
تم ڈرتے نہیں؟ تو اس کی قوم کے
سردار کفر کرنے لگے۔ اور اپنے انجام
کو جھٹلانے لگے۔ .... تو خدا حق
نے انہیں آدبایا اور انہیں خس و خاشاک
کی طرح ذلیل و خوار کر دیا۔ اور ظالم
لوگ عزت و مرتبہ کے مقام سے دور
ڈال دیے گئے۔ ان کے بعد ہم کئی اور
قومیں پیدا کیں۔ کوئی بھی قوم اپنے
مقررہ وقت سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ثم ارسلنا رسلنا تترا
کلما جاء امة رسولها
کذبوه فاتبعنا بعضهم
بعضا وجعلناهم احادیث
فبعدا لقوم لا یؤمنون
ثم ارسلنا موسی واخاه
ھارون . . . .
فکذبوهما فکانوا من
المهلکین
(مومنون - ع ۳-۲)

پھر ہم لگاتار رسول بھیجتے رہے
ہر بار جب کسی قوم کے پاس اس کا
رسول آتا وہ اُسے جھٹلاتی،
تو ہم اس قوم کو پہلی مکذب قوموں
میں داخل کر کے افسانہ بنا دیتے
منکرین خدا کے قرب سے راندے
جاتے ہیں۔ دیکھو ہم نے موسیٰ اور
اس کے بھائی ہارون کو بھیجا۔
ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا، تو وہ
ہلاک ہو گئی۔

ان آیات میں خدا نے لوگوں کو ہمیشہ آزمانے رہنے کا ایک کے بعد دوسری قوم پیدا کرتے رہنے اور ان کی اصلاح پر متواتر رسول بھیجتے رہنے مکذبین کو خس و خاشاک کی طرح ذلیل کرتے رہنے اور ان کے بعد دوسری نسلوں کو پیدا کرتے رہنے کا نہایت واضح بیان ہے اور اس کے علاوہ قاعدہ کلیہ بھی پوری صراحت سے بیان فرما دیا ہے۔ کہ ہر قوم کی عمر مقرر ہے، جس سے وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ ان پر موت وارد کرنے کے لئے متواتر رسول آتے رہتے ہیں۔ جوں جوں قوموں کے پاس رسول آتے رہے اور وہ اسے جھٹلاتی رہیں، خدا انہیں مٹا کر افسانے بناتا رہا۔

۶- وقلنا من بعده لبنی
اسرائیل اسکنوا الارض
فاذا جاء وعد الاخرة

اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو
کہا کہ تم زمین میں رہائش اختیار
کرو جب دوسرا وعدہ آ گیا ہم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جئنا بکم لفیفا۔ (بنی اسرائیل ع ۱۲)

نے تمہاری حدف کو لپیٹ دیا ۔

اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ ایک وقت میں بنی اسرائیل کو عزت و کامیابی کی زندگی بسر کرنے کے لئے زمین میں آباد کیا گیا۔ لیکن جب اُن کی میعاد پوری ہو گئی اور وہ خدا کے فضل کے اہل نہ رہے۔ تو ان کا خاتمہ کر دیا گیا۔

لو یؤاخذھم بما کسبوا لعجل لھم العذاب۔ بل لھم موعد لن یجدوا من دونہ موئلا وتلک القریٰ اھلکناھم لما ظلموا وجعلنا لمھلکھم موعدا۔ (کہف ع ۸)

اگر خدا تعالیٰ ان کے کئے پر مواخذہ کرنے لگے تو بہت جلد ان پر عذاب آ جائے۔ لیکن ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتے۔ دیکھو تمہارے گرد و پیش کی قوموں نے جب ظلم کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اسی طرح ہم نے موجودہ مکذبین کی ہلاکت کا وقت بھی مقرر کر رکھا ہے۔

ان آیات میں پھر اس امر کو دہرایا ہے کہ تمام قوموں کے لئے وقت مقرر ہے۔ سابقہ قومیں اپنے ظلم کے باعث مقررہ اوقات پر ہلاک ہوتی رہیں اور یہی سلوک آنحضرتؐ کے مخالفین سے ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۸۔ فھل ینظرون الا سنۃ الاولین فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا

یہ اُسی قانون کے نفاذ کے منتظر ہیں۔ جو پہلے ان جیسے لوگوں کے خلاف نافذ ہوتا رہا۔ سو تو قانون الٰہی میں ہرگز کوئی تبدیلی یا تاخیر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم ...... ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی

(فاطر - ع ۵)

نہ پائے گا - کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر معلوم نہیں کر لیا کہ ان سے پہلے مکذبین کا انجام کیا ہے ! ...... اگر خدا لوگوں کے کئے پر ساتھ کے ساتھ مؤاخذہ کرنے لگے تو روئے زمین پر ان سے کوئی باقی نہ رہے، لیکن وہ ان کو مقررہ وقت تک ڈھیل دیتا ہے -

۹ - ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ولیأتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون -

(عنکبوت ع ۶)

یہ تجھ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں - اگر میعاد مقرر نہ ہوتی تو عذاب آچکا ہوتا اور وہ ضرور ان کو بے خبری کی حالت میں اچانک آ پکڑے گا -

آیات مندرجہ ۸ تا ۹ میں خدا تعالیٰ کی قدیمی سنت کی طرف توجہ دلائی ہے - جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ کوئی قوم اس سے مستثنیٰ ہے ، اور وہ یہ ہے کہ ہر قوم کی ایک میعاد مقرر ہے ، جب وہ میعاد پوری ہو جاتی ہے ، تو وہ قوم ہلاک ہو جاتی ہے

۱۰ - ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا

کافروں کو ان کے کئے کی وجہ سے بار بار مصیبت پہنچتی رہتی ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قارعہ او تحل قریبا
من دارھم حتی یاتی
وعد اللہ ان اللہ لا
یخلف المیعاد - ولقد
استھزئ برسل من
قبلک فاملیت للذین
کفروا ثم اخذتھم
فکیف کان عقاب ...
وما کان لرسول ان
یاتی بآیۃ الا باذن
اللہ لکل اجل کتاب یمحو
اللہ ما یشاء ویثبت
وعندہ ام الکتاب

یا ان کی بستی کے پاس نازل ہوتی ہے
یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ پہنچتا
ہے، خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا -
تجھ سے پہلے رسولوں کے ساتھ
ٹھٹھا کیا گیا، تو میں نے کافروں
کو مہلت دی، پھر میں نے ان کو پکڑا
پس میرا عذاب کیسا تھا - رسول
سوائے خدا کے حکم کے کوئی نشان
نہیں لا سکتا، ہر زمانہ کے لئے ایک
پروگرام مقرر ہے - اللہ مٹاتا ہے
جو چاہتا ہے - اور ثبت کرتا
ہے، جو چاہتا ہے اور اسی کے
پاس ام الکتاب ہے -

(رعد - رکوع - ۴-۵-۶)

اجل کے معنی ہیں میعاد، لکل اجل کتاب کے معنی ہیں کہ ہر میعاد یعنی زمانہ کے ہر حصہ کے لئے ایک مقرر پروگرام ہے، جس کے مطابق اس حصہ وقت نے گذرنا ہے، جو کچھ اس حصہ میں واقع ہوتا ہے مثلاً کس کس نے پیدا ہونا ہے، کتنا عرصہ رہنا ہے، اپنی عمر میں کس کس مرحلہ سے گذرنا ہے - آخر کب اور کس طرح ہلاک ہونا ہے، سب کچھ زمانہ متعلقہ کے پروگرام میں لکھا ہوا ہے - زمانہ کے ہر حصہ کا پروگرام ازل سے ابد تک کے سارے زمانہ کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پروگرام کا حصّہ ہے، سارے زمانہ کے پروگرام کا نام ام الکتاب ہے اور
زمانہ کے ہر حصّہ کے پروگرام کا نام کتاب اجل۔ یہ دونوں کتابیں ارادۃ
اللہ ہیں، فرض کرو، کہ ایک شخص لاہور سے انگلستان جاتا ہے، لاہور
سے روانگی کے وقت وہ بمبئی کا ٹکٹ لیتا ہے، اور اس وقت اس کا
ارادہ بمبئی پہنچنے کا ہے، وہاں سے جب وہ جہاز میں سوار ہوتا ہے
تو اس کا ارادہ جہاز کی پہلی منزل پر پہنچنے کا ہے۔ پھر دوسری منزل پر،
علی ہذا القیاس، ایک وقت میں وہ ایک منزل پر پہنچنے کا ارادہ کرتا ہے
جب وہاں پہنچ جاتا ہے، تو وہ ارادہ محو ہو جاتا ہے، اور اگلی منزل کا
ارادہ کرتا ہے، اسی طرح اس کا ارادہ منزل بمنزل بدلتا رہتا ہے، لیکن
ان تمام تبدیلیوں کے باوجود اس کا وہ ارادہ جو انگلستان پہنچنے کا ہے
بدستور رہتا ہے، یہ ضمنی ارادے اس اصل ارادہ کے ہی حصے ہیں۔ اسی طرح
ارادۃ اللہ اگرچہ مختلف زمانوں کے لحاظ سے بدلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ
تبدیلی اس کے ظاہر میں ہے، اصل ارادہ میں جو ازل سے ابد تک کے سارے
زمانہ سے متعلق ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، یہ اصل ارادہ جو نہیں بدلتا، اور
سارے زمانہ پر حاوی ہے۔ ام الکتاب ہے اور مختلف زمانوں سے متعلق
جو الگ الگ ارادے ہیں وہ اسی اصل ارادے کے حصے یا ظہورِ زمانہ ہیں
جو اصل ارادہ کے لوح پر ثبت اور محو ہوتے
رہتے ہیں، سوال ہوگا، کہ ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ خدا کا
اصل ارادہ جو کبھی نہیں بدلتا وہ کیا ہے؟ اور جو ارادہ وقتاً فوقتاً
بدلتا رہتا ہے، وہ کیا ہے؟ سو یہ علم اس کتاب سے حاصل ہوتا ہے،
جو پیغمبر پر نازل ہوتی ہے اس میں دو قسم کے احکام ہوتے ہیں ایک اصولی جو کبھی نہیں بدلتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ایک کتاب سے دوسری میں اور دوسری سے تیسری میں منتقل ہوتے رہتے ہیں
دوسرے وہ احکام جن میں اصول کی حسب حالات زمانہ تشکیل کیجاتی ہے اور
جو حالات کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اصولی حصّہ ام الکتاب ہے اور وقتی
حصّہ کتاب اجل۔ ممکن ہے بعض احباب کے دل میں خیال گذرے کہ اجلیں بے شمار
ہیں، ہر چیز کی ایک اجل ہے، سو ہر اجل کے لئے "کتاب" کے معنی ہوئے ہر چیز
کی تقدیر یا قسمت نہ کہ وہ کتاب جو پیغمبر پر نازل ہوتی ہے۔ کسی چیز کی تقدیر
یا قسمت کیا ہے؟ اس چیز کے متعلق ارادۂ الٰہی اور پیغمبر پر جو کتاب نازل ہوتی
ہے وہ کیا ہے؟ عہد متعلقہ کے بارے میں الٰہی ارادوں کا مجموعہ اسو اس کتاب
میں عہد متعلقہ کے ہر شخص اور ہر قوم کا نصیب لکھا ہوتا ہے جو اسے پہنچتا رہتا
ہے، چنانچہ کافر جو اپنی ہلاکت کا نشان مانگتے ہیں، انہیں جواب ملتا ہے۔
لکل اجل کتاب، کہ ہر میعاد کا ایک مقررہ پروگرام ہے، سو تمہاری میعاد یا
عمر کا بھی ایک پروگرام ہے اس پروگرام میں جو کچھ تمہارے لئے مقرر ہے
اسے بھوگ کر تم ہلاک ہو گے۔ "اولئک ینالہم نصیبہم من الکتاب
حتیٰ اذا جاءتہم رسلنا یتوفونہم (اعراف - ع ۴) قرآن
شریف میں جو اجل متعلقہ کی کتاب ہے، جا بجا مخالفین کو جو کچھ انہیں پیش آنا
تھا، پہلے سے بتا دیا گیا، جیسے کہ سورہ اعراف و انعام کی آیات سے جو پہلے
نقل ہو چکی ہیں، ظاہر ہے اور شوریٰ کی آیات سے جو آگے آئیں گی ظاہر ہو گا۔
خود اس مقام پر بھی بتا دیا ہے۔ کہ ولا یزال الذین کفروا تصیبہم
بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارہم حتیٰ یاتی وعد
اللہ ط یعنی کافروں کو ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ایک نہ ایک مصیبت
پہنچتی رہے گی۔ یہاں تک کہ ان کی ہلاکت کا وعدہ جس کے لئے وہ جلدی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہیں آ جائے۔ "لکل اجل کتاب" میں اجل سے مراد ایک پیغمبر کے ظہور سے دوسرے پیغمبر کے ظہور تک کا زمانہ ہے۔ اور یہاں متعلقہ میں تمام چیزوں کی تقادیروں اور قسمتوں کو بنانے اور بگاڑنے والی وہی ارادۃ اللہ کی کتاب ہے۔ جو پیغمبر پر نازل ہوتی ہے۔ علامہ ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا ہے۔

"نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

سابقہ آیات میں تو یہ بتایا تھا، کہ ہر امت کے لئے اجل ہے اور ہر امت کے لئے رسول ہے۔ ان آیات میں بتایا ہے کہ ہر عہد کے لئے جداگانہ ارادہ الٰہی ہے اور جداگانہ کتاب ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا "کل یوم ھو فی شان"، ہر زمانہ میں وہ ایک نئی شان میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر زمانہ میں کلام بقدر ضرورت نازل ہوتا ہے۔

نزولِ کلام بقدر ضرورت

وان من شیءٍ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدرٍ معلوم۔ وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً فاسقیناکموہ وما انتم لہ بخازنین وانا لنحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون (حجر ع ۲)

ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم اسی قدر نازل کرتے ہیں جتنی ضرورت ہوتی ہے اور ہم ہواؤں کو پانی سے بھرپور کرکے بھیجتے ہیں اور بارش برساتے ہیں اور تمہیں پلاتے ہیں۔ اور تم اس کا ذخیرہ نہیں کر سکتے۔ اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔

والذی نزل من السماء ماءً بقدرٍ فانشرنا بہ بلدۃ

خدا بادلوں سے اندازے کے مطابق پانی برساتا ہے اور اس کے مردہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میتاً کذٰلک تخرجون ۵
(زخرف - ع ۱)

بستی کو زندہ کرتا ہے یہی تمہارے قبروں سے جی اُٹھنے کی کیفیت ہے۔

ان آیات میں اس خیال کی تردید ہے کہ خدا نے ایک ہی وقت میں تمام آئندہ زمانوں کے واسطے ہدایت نازل کردی ہے، صاف فرمایا ہے کہ ہر چیز کے خزانے ہمارے ہی پاس ہیں، اور ہم ہر چیز کو حسب ضرورت مقررہ انداز سے نازل کرتے ہیں، مثلاً ہم بارش برساتے ہیں تو یوں نہیں کرتے کہ آئندہ سارے زمانوں کے لئے ایک ہی دفعہ بارش برسادیں۔ اور تم لوگ پانی کا ذخیرہ کرلو۔ اور اس کو ہمیشہ استعمال کرتے رہو۔ بلکہ ساتھ کے ساتھ ہر امساک کے بعد بارش ہوتی رہتی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن وحی الٰہی کو بار بار بارش سے مثال دیتا ہے۔ یہ بتانے کو کہ جس طرح جسمانی زندگی کے لئے بار بار بارش کی ضرورت ہے، ایک وقت کی بارش دوسرے وقت کام نہیں آسکتی۔ اسی طرح روحانی زندگی کے لئے وحی الٰہی کی بار بار ضرورت ہے۔ ایک زمانہ کی وحی دوسرے زمانہ کے لئے کام نہیں دیتی۔ اس موقعہ پر بھی مقررہ انداز سے بارش برسانے کے ذکر سے حسب ضرورت نزول کلام کو بیان کرنا ہی مقصود ہے، آخر پر یہ الفاظ لاکر کہ "ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں" وضاحت کردی، کہ بارش سے وحی الٰہی کی بارش مراد ہے، جو روحانیت کے مرجانے پر نئے سرے سے اُسے زندہ کرنے کے لئے آتی رہتی ہے۔

غرض مسلمانوں کا یہ خیال کہ خدا نے ایک ہی دفعہ ساری روحانی بارش برسادی ہے اور اب مزید کوئی ہدایت نازل ہونے والی باقی نہیں رہی۔ قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلسلۂ رسالت کو بنا بر سمجھنے کی مذمت

سلسلۂ رسالت کو بنا بر سمجھنے کی قرآن میں کھلی مذمت ہے، فرماتا ہے:-

ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نأت بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر ۔ الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۔ (البقرۃ ع ۱۳)

نہ اہل کتاب کے منکر اور نہ مشرک پسند کرتے ہیں کہ تم پر خدا کی طرف سے کلام الٰہی نازل ہو، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کرتا ہے ۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔ جب ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لاتے ہیں، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور زمین و آسمان کا بادشاہ وہی ہے، اور تمہارے لئے خدا کے سوا نہ کوئی کارساز ہے ۔ نہ مددگار ۔

تغیرات عالم نے نسخ آیات پر شہادت پیش کی ہے، عالم میں نسخ چپہ چپہ پر نظر آتا ہے ۔ ایک چیز آج وجود میں آتی ہے کل دوسری اس کی جگہ لے لیتی ہے، عالم کی ہر چیز آیت اللہ ہے ۔ عالم کے معنی بھی نشان کے ہیں اور آیت کے معنی بھی نشان ہیں ۔ عالم کو عالم اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ خدا کا حقیقی نشان ہے ۔ جب عالم میں قدم قدم پر نسخ آیات ہوتا رہتا ہے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو پھر کلام اللہ میں نسخ آیات پر اعتراض کیسا؟ اگر عالم میں آیات بدلتی رہیں یعنی حالات بدلتے رہیں اور کتاب اللہ میں اُن کے مناسب تبدیلیاں نہ ہوں تو صحیفہ قدرت یعنی اور صحیفہ الہامی میں جو دونوں خدا کی کتابیں ہیں۔ تفاوت ہو جائے، دونوں ایک دوسرے کی تغلیط کرنے لگیں اور خدا کی ہستی پر اتفاق ہونے کی بجائے اس کی ہستی کی گواہ ہوں سو خدا جو تبدیلیاں کرتا ہے، پورے علم کے ساتھ جانچ تول کے کرتا ہے۔ فرماتا ہے:-

واذا بدلنا آية مكان آية والله اعلم بما ينزل قالوا انما انت مفتر بل اكثرهم لا يعلمون
(نحل رکوع ۱۴)

جب ہم ایک آیت کو بدل کر اس کی جگہ دوسری لاتے ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں، کہ ہم کیوں اور کن مصلحتوں سے یہ تبدیلی کر رہے ہیں، تو یہ لوگ پیغمبر کو کہتے ہیں کہ تو نے افترا کیا ہے۔ حالانکہ یہ خود نادان ہیں۔

عالم میں دو قسم کی تبدیلیاں ہوتی ہیں، کبھی تو نئی حالت پہلی سے بہتر ہوتی ہے اور کبھی اس کی مثل۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس کے دانت نہیں ہوتے نہ معدہ ثقیل غذا ہضم کر سکتا ہے، اس وقت اس کی قدرتی غذا ماں کا دودھ ہوتا ہے۔ جب بڑھتا ہے تو دانت نکل آتے ہیں اور معدہ میں بھی زیادہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے، پھر ماں کے دودھ کی بجائے روٹی چاول وغیرہ کھانے لگتا ہے۔ بعد کی حالت جس میں دانت نکل آئے ہیں، اور معدہ مضبوط ہو گیا ہے اگرچہ پہلی حالت سے ہی پیدا ہوئی ہے پہلی سے بہتر ہے۔ لیکن روٹی ماں کے دودھ کی مثل ہے۔ کیونکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دودھ بھی غذا کا کام دیتا تھا اور روئی بھی وہی کام دیتی ہے، اسی طرح
نباتات میں قوت نمو تھی، حیوانی مرتبہ پر پہنچ کر اس میں حرکت ارادی
کا بھی ظہور ہو گیا، دوسری حالت پہلی سے بہتر ہے۔ زمانہ ماضی میں کئی
انواع حیوان زمین پر موجود تھیں جو اب باقی نہیں رہیں۔ ہاں! اور
انواع وجود میں آ گئی ہیں، جو ان کی شکل یعنی انہی کی طرح حیوان ہیں۔

اسی طرح کتاب اللہ کی آیات میں دو طرح کی تبدیلیاں ہوئی
ہیں، ایک وہ جنہیں لفظ "ننسخ" سے تعبیر کیا ہے اور دوسری وہ جن
کے لیے "ننسہا" فرمایا ہے۔ پہلی قسم کی تبدیلی میں سابقہ کتاب
کی آیت سے بہتر لائی جاتی ہے اور دوسری قسم کی تبدیلی میں سابقہ
آیت کی مثل۔ "نسخ" کے معنی لغت میں "لکھنا" ہیں۔ "ناسخ"
کاتب کو کہتے ہیں اور "نسخہ" کتاب کو، سورہ اعراف میں نسخہ
کا لفظ الواح تورات کے لئے آیا ہے۔ اور سورہ "جاثیہ" میں
انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ۵ کہ ہم لکھ لیتے ہیں جو
تم کرتے ہو۔ ننسہا کے معنی ہیں، ہم فراموش کرا دیتے ہیں۔ پورے
جملہ کے معنی یہ ہیں کہ بعض آیات کو ہم لکھ لیتے ہیں، اور بعض کو
فراموش کرا دیتے ہیں۔ جنہیں لکھ لیتے ہیں، انہیں پہلے سے اچھی
صورت اور پیرایہ میں لکھتے ہیں۔ اور جنہیں فراموش کرا دیتے
ہیں، ان کی مثل نئی آیات لاتے ہیں۔ پہلے عرض ہو چکا ہے کہ
بنیادی تعلیم سب کتابوں کی ایک ہی ہے، جو ایک کتاب سے دوسری
میں اور دوسری سے تیسری میں منتقل ہوتی رہتی ہے؛ اور شرائع
و احکام جو وقتی ہوتے ہیں، وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں
پہلے احکام فراموش کرا دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ان کی مثل جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حالات کے مناسب ہوں دے دیئے جاتے ہیں، پس "مثلہا" کا لفظ بنیادی تعلیم سے متعلق ہے، جو پہلی کتاب سے دوسری کتاب میں لکھ لی جاتی ہے، ہاں پہلے سے اُسے زیادہ وسیع کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک زمانہ میں وحدت انسانی کا درس اپنے قبیلہ یا اپنے وطن تک محدود تھا تو دوسرے زمانہ میں گو وہی درس دیا ہے اُسے دنیا بھر تک وسیع کر دیا گیا، اگر ایک زمانے میں کہا گیا کہ حب وطن جزو ایمان ہے اور دوسرے زمانے میں کہا گیا کہ اپنے وطن سے محبت کرنا موجب فخر نہیں کل عالم سے محبت کرنا چاہیے، تو اگرچہ اس میں بظاہر پہلے حکم کا ازالہ معلوم ہوتا ہے، حقیقت میں یہ پہلے حکم کی توسیع ہے، جو سارے عالم سے محبت رکھے گا وہ وطن والوں سے بھی ضرور محبت رکھے گا، کیونکہ اس کا وطن بھی عالم میں شامل ہے مقصود یہ ہے کہ جس کو 'نسخ' کہا جاتا ہے واقعہ میں وہ پہلے حکم کی توسیع و توضیح ہوتی ہے جو نئے حالات میں بے شک پہلے سے بہتر ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی تبدیلی کی مثال تبدیلی قبلہ ہے ایک زمانے میں بیت المقدس قبلہ بنایا گیا دوسرے میں کعبۃ اللہ پہلے کا مقصد تو یک جہتی تھا دوسرے کا بھی وہی یک جہتی۔

عموماً ہمارے مفسرین نے یہ دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ نسخ کن آیات کا ہوتا ہے اور ناسخ کن کا ہے، نئی آیات کن سابقہ آیات سے بہتر ہوتی ہیں اور کن کی مثل ہیں، حالانکہ یہ جاننا ضروری تھا، اگر اس طرف توجہ کرتے تو صحیح منشا پر پہنچ جاتے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پوری آیات زیرِ غور کا مطلب یہ ہے کہ اگر منکر تازہ کلام کے
نزول کو پسند نہیں کرتے تو خدا ان کی خواہشات کا تابع نہیں ۔
جیسے تغیراتِ عالم میں وہ مختارِ کل ہے، اسی طرح اپنے کلام میں
بھی اپنی حکمتوں اور مصلحتوں سے جو تبدیلیاں چاہے نافذ کرنے
پر پورا اختیار رکھتا ہے ۔

عالم کو ان تبدیلیوں کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اور خدا کے سوا
کوئی نہیں جو عالم کی اس ضرورت کو پورا کر سکے، چونکہ لوگ تبدیلیوں
کی حکمتوں سے آگاہ نہیں ہوتے، ان پر اعتراض کرتے ہیں، حالانکہ
انہیں شکر گزار ہونا چاہیئے تھا کہ خدا نے ان کی ضرورت کا وہ کام
انجام دیا جو وہ خود نہیں کر سکتے تھے ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تازہ وحی کے بارہ میں خود فیصلہ کریں گے کہ
آیا وہ سابقہ آیات سے بہتر یا اس کی مثل ہے کہ نہیں، حالانکہ قرآن نے خاص کر
معترضین کو اندھا، بہرا قرار دیا، چنانچہ اس مقام پر بھی انہیں نادان کہا ہے
یہ تو ظاہر ہے کہ سونے کا کھرا کھوٹا ہونا صراف بتا سکتا ہے ۔ نہ کہ وہ جس نے
سونا کبھی دیکھا ہی نہیں، ہر زمانہ میں منکرین تازہ وحی کو سابقہ سے ناقص بتاتے رہے
حالانکہ جوں جوں مومنین کی تعداد بڑھتی گئی قدم قدم پر ان کا یہ فیصلہ غلط
ثابت ہوتا رہا، پس نہ لوگ اس بارہ میں فیصلہ کے اہل ہیں نہ ان کے فیصلہ پر
اعتماد ہو سکتا ہے، ہاں جائز مطالبہ یہ ہے کہ مدعی کو معیارِ رسالت پر
پرکھ لیا جائے، اگر وہ اس معیار پر پورا اتر جائے، تو اس کے ذریعے
نازل شدہ آیات مذکورہ کے ناقص قرار دینے سے ناقص ثابت نہیں ہو
سکتیں، خدا نے آیات زیرِ غور میں، لوگوں کو یہ اختیار نہیں دیا کہ تم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آیات کے ناقص یا اعلیٰ ہونے کا فیصلہ کرو بلکہ یہ فرمایا ہے کہ خدا جو کچھ نازل کرتا ہے وہ اس کے اپنے نقطۂ نظر سے نہ کہ معترضین کے نقطۂ نظر سے سابقہ وحی سے بہتر یا اس جیسا ہوتا ہے:

۲- اکان للناس عجباً ان اوحینا الی رجل منہم ان انذر الناس وبشر الذین آمنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم ؕ
(یونس ع ۱)

کیا لوگوں کو اس پر تعجب ہوتا ہے؟ کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی طرف وحی کی کہ لوگوں کو ڈرا، اور مومنوں کو بشارت دے کہ وہ اللہ کے نزدیک ان لوگوں میں شمار کئے جائیں گے، جو سچائی کے اختیار کرنے میں سبقت لے گئے ہیں۔

یہاں بتایا ہے کہ لوگ رسول کے آنے کو انوکھی چیز خیال کرتے ہیں اور خدا اُن کے اس خیال کو انوکھی چیز خیال کرتا ہے کیونکہ رسولوں کا بھیجنا اس کی سنت اور اس کا معمول ہے۔

۳- وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علیٰ بشر من شیٔ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ
(انعام - ع ۱۱)

جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا، انہوں نے خدا کی شناخت کا حق ادا نہیں کیا کہہ کر وہ کتاب کس نے نازل کی تھی، جو موسیٰ لائے تھے۔

یہودی یہ تو مانتے تھے کہ حضرت موسیٰ پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کلام الٰہی کے نزول کا انکار کرتے تھے جیسے کہ دوسری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جگہ مذکور ہے، قالوا نؤمن بما انزل الینا ویکفرون بما وراءہٗ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اسے مانتے ہیں جو ہم پر یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوا اور اس کے سوا مزید کلام نازل ہونے سے انکاری ہیں، لیکن کلام الٰہی کا انکار خواہ کسی زمانہ میں کیا جائے، دراصل خدا کی صفت "تکلم" کا انکار ہے، اور اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) کہ خدا نے کبھی کچھ نازل نہیں کیا (۲) کہ پہلے تو وہ کلام کرتا رہا ہے، لیکن اب اس کی صفت تکلم زائل ہو گئی ہے یا وہ اب اتنا سنگدل ہو گیا ہے کہ خلق کو محتاج ہدایت پا کر بھی ان کی راہنمائی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ پہلی صورت تو ان کے اپنے مسلمہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ مانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خدا کی کتاب نازل ہوئی۔ دوسری صورت کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خدا کی شان کو جیسے کہ وہ واقع میں ہے نہیں پہنچانا یعنی خدا کی صفات ربوبیت اور تکلم کو جو واقع میں تمام زمانوں پر وسیع ہیں، حضرت موسیٰ تک محدود کر دینا چاہا اور خدا جو تازہ کلام سے ربوبیت فرما رہا ہے، اس کی ناشکری کرتے ہیں سورہ بقرہ رکوع ۱۱ میں ان کے انکار کی اصل وجہ بیان فرمائی ہے۔

بئسما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا ان ینزل اللہ من فضلہ علیٰ من یشاء من عبادہٖ۔ (البقرہ)

کہ وہ حسد کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے کہ خدا اپنے فضل سے بنی اسرائیل کے سوا جسے چاہے نوازے۔ ان کے اس قول کو کہ فضل الٰہی کے لئے وہی مخصوص ہیں اور توریت کے بعد دوسری کتاب نازل نہیں ہو سکتی۔ خدا نے یوں تعبیر کیا ہے۔ وَقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ کہ یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور اس قول پر اظہار ناراضگی فرمایا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء و لیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا۔ (مائدہ ع ۹) کہ ان کے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، خدا کے ہاتھ باندھے ہوئے قرار دینے کی وجہ سے ان پر لعنت ہے خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ اے رسول تجھ پر خدا کا کلام نازل ہونے کے حسد سے یہ لوگ سرکشی اور کفر میں روز بروز بڑھتے جائیں گے۔

۴۔ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کذالک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب۔ (مومن ع ۴)

اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح نشانات لے کر آیا، تم کو ہمیشہ اس کے بارہ میں جو وہ لایا شک ہی رہا اور جب وہ وفات پا گیا تو تم نے یہ بات بنائی کہ اب اس کے بعد خدا ہرگز کسی رسول کو مبعوث نہیں کرے گا، اسی طرح خدا حد سے بڑھنے اور شک کرنے والے کو گمراہ کرتا ہے۔

ان آیات میں خدا نے یہ بیان فرمایا ہے کہ لوگوں کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا اور اس کے بعد فرمایا کہ خدا حد سے گذرنے والے شکی کو اسی طرح گمراہ کر دیتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ بنا لیتا ہے کہ آئندہ کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیں کہ گذشتہ آیت میں یہود کا نئی کتاب کے انکار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو خدا کے ہاتھ جلنے ہونے کے مترادف قرار دیکر ان پر لعنت کی ہے تو اس سے ثابت ہے اس عقیدہ کو
کہ آئندہ خدا ہرگز رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ کھلی گمراہی اور حاسد سے بڑھے
والوں اور شکی لوگوں کا عقیدہ قرار دیا ہے۔

شیطان کی وسوسہ اندازی

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ شیطان کیا وسوسہ انسان کے دل میں
ڈالتا ہے اور کیونکر ڈالتا ہے۔ چند باتوں کو صاف کرنا ضروری ہے۔ پہلی
بات یہ ہے کہ سجدہ کا حکم جس کے انکار سے آدم اور شیطان میں باہمی مخاصمت
پڑی کب اور کہاں ہوا؟ سورہ اعراف میں ہے ولقد خلقنٰکم ثم
صورنٰکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا
الا ابلیس۔ کہ جب ہم نے تم کو پیدا کیا، تمہاری شکلیں بنائیں
تو ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو انہوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس
نے نہ کیا، اس سے ظاہر ہے کہ سجدہ کا حکم اس وقت ہوتا ہے جب نہ
صرف آدم اول ہی بلکہ بنی آدم بھی وجود میں آچکے ہیں، گویا یہ حکم ہم لوگوں
کی موجودگی میں پڑتا ہے، نیز اگر یہ حکم آدم اول کی پیدائش کے وقت
ہوا اور حضرت آدم کا ذاتی معاملہ تھا، جس سے بنی آدم کو کوئی سروکار نہیں
تو قرآن میں بار بار اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ظاہر نہیں، ایک اور بات
جو اس ضمن میں ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ ہے کہ سجدہ کا حکم
ملائکہ کو تھا، شیطان درمیان میں کیونکر آگیا؟ اس میں شک نہیں کہ سجدہ
نہ کرنے پر جن الفاظ میں شیطان سے جواب طلب ہوتا ہے۔ ان سے پتہ
چلتا ہے کہ شیطان کو بھی سجدہ کا حکم تھا، چنانچہ وہ الفاظ یہ ہیں۔ ما
منعک الا تسجد اذ امرتک کہ جب میں نے تجھے حکم دیا تم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے کیوں سجدہ نہ کیا؟ لیکن اس حکم کے سوا جو قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم کے الفاظ میں فرشتوں کو ہوا۔ کوئی علیحدہ حکم شیطان کے لیے قرآن میں مذکور نہیں، اس سے پایا جاتا ہے کہ شیطان بھی اس حکم میں شامل تھے۔ گویا شیطان بھی ملائکہ میں سے تھے۔ دوسری طرف قرآن میں یہ بھی ہے کہ شیطان جنوں اور کافروں میں سے تھے۔ کان من الجن، کان من الکافرین۔ فرشتوں کی شان قرآن میں لکھی ہے۔ لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون کہ ملائکہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جائے بجالاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان جس نے نافرمانی کی ملائکہ سے نہیں، ایک اور بات یہ ہے کہ سجدہ کا مطلب کیا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ ملائکہ خدا کی مشیت کو نافذ کرنے والے کارکن ہیں جو عالم کے مختلف شعبوں پر مامور ہیں اور انہیں آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دینے کے معنی یہ ہیں کہ سارا عالم انسان کی خاطر اور اس کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا، سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ، کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے انسان کے لیے مسخر کیا گیا ہے، لیکن شیطان اور اس کی جماعت عالم کے کسی شعبہ پر مامور نہیں اگر حکم ملائکہ کو جو عالم کے شعبوں پر مامور ہیں ہوا تھا۔ تو شیطان اس حکم میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ضمناً اس سے پھر یہ معلوم ہوا کہ سجدہ صرف آدم اول کے لیے ہی نہ تھا بلکہ اولاد آدم کے لیے بھی۔ کیونکہ عالم سب انسانوں کے لیے مسخر کیا گیا ہے۔ جیسے سخر لکم سے ظاہر ہے۔ ان مشکلات کے علاوہ ایک یہ مشکل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باقی ہے کہ کیا سجدہ غیر اللہ کو جائز ہے؟

ان حالات میں میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ آدم کی کہانی میں اولاد آدم کی کہانی بیان کی گئی ہے، قرآن میں آدم کا لفظ اسم جنس کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور نوع کے افراد کاملہ کے لئے بھی، جہاں آدم کو مسجود ملائکہ کیا جاتا ہے، وہاں پیغمبر مراد ہوتا ہے جو خلیفۃ اللہ یعنی خدا کے قائمقام کی حیثیت سے مسجود کل ہے۔ یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ پیغمبر مظہر ظہور الٰہی ہے۔ تمام خلق سے خدا کا مدعا اپنے آپ کو ظاہر کرنا ہے، چنانچہ فرماتا ہے کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ اپنے آپ کو ظاہر کروں، سو میں نے خلق کو پیدا کیا، خلق منزل بمنزل ارتقا کرتی آئی ہے؟ اور بے شمار شاخوں اور شعبوں میں پھیل گئی ہے لیکن اس کی تمام سرگرمیوں کا نصب العین کامل ظہور الٰہی ہے جو اخیر پر آکر انسان کامل میں جو پیغمبر ہے ہوا ہے۔ پیغمبر میں خدا کے ارادہ اور اس کی صفات کا ایسا کامل ظہور ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک آئینہ ہے، جو سورج کے سامنے رکھا ہے، اس کو جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ اس کو نہیں بلکہ خدا کے ظہور کو ہے۔ جو اس میں منعکس ہے اور جو خدا کا اور اس کی تمام مخلوق کا مقصود ہے۔ اسی ظہور کی خاطر تمام عالم وجود میں آیا اور انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے اور باقی تمام افراد اسی کی طفیل اپنی اپنی استعداد کے مطابق عالم پر حکمرانی کرنے اور اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، وہی ظہور الٰہی مقصود عالم ہے۔ اور وہی مسجود ملائکہ، مظہر تو فقط ایک شیشہ یعنی آلہ ظہور ہے۔ جو شیشہ یا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آلۂ ظہور کو سجدہ کرتا ہے وہ مشرک ہے اور جو ظہور کو نہ کہ شبیہ کو سجدہ کرتا
ہے۔ وہ خود خدا کو سجدہ کرتا ہے، یوں سمجھو کہ پیغمبر قبلہ ہے، جس کی طرف
رخ کرکے سجدہ خدا کو کیا جاتا ہے، خدا ایک ہے، اور پیغمبر میں اسی
ایک خدا کا ظہور ہوتا ہے، جو ظہور الٰہی کا پرستار ہے، جہاں اُسے پاتا ہے
سر جھکا دیتا ہے، جو شبیہ کا پرستار ہے اور ظہور سے ناآشنا، وہ قبلہ پرست
ہے نہ کہ خدا پرست، وہ خالی شبیہ یا قبلہ سے چمٹا رہتا ہے اور ظہور کا
انکار کر دیتا ہے، سب سے بڑی وجہ پیغمبر وقت کے انکار کی یہی ہوتی ہے
کہ لوگ آلۂ ظہور کو نہ کہ ظہور کو خدا کا مقام دے دیتے ہیں اور پھر حقیقی
خدا کو اپنی نفسانیت کے بُت پر نثار کر دیتے ہیں، سجدہ سے مراد سچی اطاعت
ہے، اور پیغمبر کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے، چنانچہ قرآن میں ہے من
اطاع الرسول فقد اطاع اللہ، یہ سمجھانے کے لئے کہ آدم مسجود ملائکہ
سے مراد پیغمبر ہے، اور اُسے سجدہ کرنے سے مراد اس کی اطاعت ہے، جو
خود خدا کی اطاعت ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ شیطان سجدہ کے حکم میں جو
ملائکہ کو ہوا، کیونکر شامل ہو گیا، میں نے عرض کیا کہ ظہور الٰہی جو پیغمبر کے
ذریعہ ہوتا ہے۔ مسجود و مطاع کل ہے، تمام مخلوق کو اس کی اطاعت
کا یکساں حکم ہوتا ہے اور تمام سے اطاعت کی توقع کی جاتی ہے۔
اطاعت ملائکہ کا خاصہ ہے، اطاعت کی توقع کی بنا پر حسن ظنی سے تمام
کو ملائکہ کہہ کر خطاب کیا جاتا ہے اور سب کو اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے جو اطاعت
کی توقع کو پورا کر دیتے ہیں اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، وہ اپنے آپ
کو ملائکہ کے معزز نام کا اہل ثابت کر دیتے ہیں، جو سرکشی اختیار کرتا
ہے وہ سرکشی اختیار کرنے پر شیطان بنتا اور اس نام سے موسوم ہوتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے، پہلے اس سے بھی اطاعت کی توقع تھی اور اسے بھی شامل ملائکہ رکھا گیا تھا، اس واسطے ہر ظہور میں خدا جب اطاعت کا حکم دیتا ہے سب کو ملائکہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے، اس وقت شیطان کوئی نہیں ہوتا، جیسے علیحدہ حکم سجدہ کا دیا جائے، شیطان شیطنت کے ظہور سے وجود میں آتا ہے، یعنی جب پیغمبر سے سرکشی اختیار کرتا ہے، شیطان بنتا ہے جس طرح ہر ظہور میں ملائکہ کو حکم پڑتا ہے کہ آدم خلیفۃ اللہ کو سجدہ کرو اسی طرح ہر ظہور میں شیطان آدم زاد کو وسوسہ اندازی بھی کرتا ہے یہ نہیں کہ شیطان نے کسی خاص ایک موقعہ پر ہی وسوسہ اندازی کی ہو، چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

بما اغویتنی لاقعدن لھم صراطك المستقیم ۝ ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شاکرین ۝

(اعراف)

کہ اے خدا چونکہ تو نے مجھے آدم کی وجہ سے ذلیل کیا ہے، میں اس کے سیدھے راستہ پر گھات لگا کر بیٹھوں گا، اس کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا، دائیں اور بائیں سے آؤں گا اور اسے گمراہ کروں گا۔ اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائے گا۔

خدا نے متنبہ کیا:-

یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنھما لباسھما لیریھما سوءٰتھما

(اعراف - ع ۳)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ اے اولادِ آدم ہوشیار رہنا! شیطان تمہیں کبھی فتنہ میں نہ ڈال دے جیسے اُس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا اور ان کا لباس اتروا کر انہیں ننگا کر دیا۔ اسی طرح پیغمبر کی مخالفت کے پیشروں کو خدا شیطان کے نام سے پکارتا ہے۔ واذا خلوا الی شیاطینہم (بقرہ ۵) اور جو ان کی پیروی کر کے ایمان نہیں لاتے، انہیں شیطان کے دوست قرار دیتا ہے۔ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون (اعراف ع ۳)

اب یہ دیکھنا ہے کہ شیطان کیا وسوسہ ڈالتا ہے اور کیونکر۔ شیطان کے انکار کی وجہ تو اس کا تکبر ہے۔ (ابیٰ واستکبر) وہ کہتا ہے (انا خیر منہ) کہ میں خلیفۃ اللہ سے اچھا ہوں۔ ءَ اسجد لمن خلقت طیناً، (بنی اسرائیل ع ۷) کیا میں ایک خاک کے پتلے کو سجدہ کروں؟ نسلِ آدم کو جس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا ہے وہ یہی انا اور تکبر کا درخت ہے۔ شیطان مرد اور عورت دونوں کو شجرِ ممنوعہ کا پھل کھلانے کی یہ تدبیر کرتا ہے کہ انہیں کہتا ہے، ھل ادلکم علیٰ شجرۃ الخلد وملکٍ لا یبلیٰ (سورہ طٰہٰ ۷) ما نہٰکما ربکما عن ھٰذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین ۝ وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین (اعراف ع ۲)

کیا میں تمہیں ہمیشگی کے درخت اور بڑی بادشاہت کا پتہ دیتا ہوں تم کو اس درخت سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ تم کہیں فرشتے نہ بن جاؤ اور ہمیشہ کی زندگی نہ پا لو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ میں تمہارا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خیر خواہی سے یہ کہہ رہا ہوں، میری ذاتی غرض کوئی نہیں،
دیکھئے! پیغمبر کی مخالفت کے قائد جو بڑے بڑے علماء ہوتے
ہیں جنہیں لوگوں نے خدا کے دین کے ماہر اور محافظ اور خدا کے کارندے
مانا ہوا ہوتا ہے، ان کے وقار کو پیغمبر کے آنے سے ٹھیس پہنچتی ہے۔ اسے
قبول کرنے میں ان کی بڑائی کا خاتمہ ہوتا ہے، جو انہیں ناگوار ہوتا ہے
اس واسطے پیغمبر کے بالمقابل انا خیر منہ کا نعرہ یوں لگاتے ہیں،
کہ ہمارا موجودہ مذہب تحریک جدید سے بہتر ہے، تحریک جدید کو
ماننے کے معنی یہ ہیں، کہ ہم اپنے پہلے مذہب کو جو مسلمہ طور پر خدا کی
طرف سے ہے چھوڑ کر اس مٹی کے پتلے کو جس کی ہمارے مقابل کوئی
بھی حیثیت نہیں، سجدہ کریں۔ (ءاسجد لمن خلقت طینا)
اپنے پیروؤں کو کہتے ہیں، خدا کی طرف سے تمہاری تربیت پر مامور ہونے
کا دعویٰ ایک ڈھونگ ہے، جو اس مدعی نے رچایا ہے کہ تم لوگ اس کے
دھوکے میں آکر اس کی مخالفت نہ کرو اور وہ آسانی سے تمہیں تمہارے دین اور
قومی روایات سے جو آخری ہیں اور زندگی کا سرچشمہ ہیں، برگشتہ کر کے تمہیں ہمیشہ
کی زندگی پانے اور خدا کے مقرب (ملائکہ) بننے سے روک دے۔ (ما نہاکما
ربکما عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملكين او تكونا من
الخالدين) خدا جانتا ہے، ہم تمہاری خیر خواہی تمہیں اس خطرہ سے آگاہ
کرتے ہیں، (وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین) اگر اس شخص کے پاس
کوئی خیر و خوبی ہوتی تو ہم خود اسے قبول کرنے میں پیچھے نہ رہتے۔ لو کان خیرا
ما سبقونا الیہ (احقاف ع ۲) یہ تحریک تمہاری دینی اور قومی
زندگی کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے، اگر زندہ رہنا چاہتے ہو اور ابدی بادشاہت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حاصل کرنا چاہتے ہو، تو ہم تمہیں اس کا راستہ بتاتے ہیں، پورے عزم سے اٹھو، اپنے دین، اپنے رسول، اپنے سلف صالحین کے ننگ و ناموس کے لئے اٹھو، اور ایک آواز ہو کر کہو کہ ہماری موجودہ شریعت اور ہمارے موجودہ طریقے ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہ کبھی پرانے نہیں ہوتے کہ ان میں تبدیلی کی ضرورت ہو، ہمیشہ کی زندگی اور ابدی بادشاہت کا سرچشمہ یہی ہیں، نہ ہم ان کو چھوڑنا چاہتے ہیں، نہ تحریک جدیدہ میں جذب ہو کر اپنی قومی زندگی کو مٹانا چاہتے ہیں، ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں اور اس خطرہ کو مٹا کر زندہ رہیں گے۔ (هل ادلکم علیٰ شجرة الخلد وملك لا یبلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے مقابلہ پر اپنی موجودہ شریعتوں اور طریقوں کے لئے دوام کا دعویٰ کرنا اور ان کی بقا کے لئے پیغمبر سے جنگ آزما ہونے کا مشورہ یہی وہ وسوسہ ہے جو ہمیشہ شیطان ہر پیغمبر کے ظہور پر لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ جب لوگ شیطانی وسوسہ سے اپنے پرانے خیالات کی ابدیت اور دوام کے قائل ہو کر پیغمبر کو رد کر دیتے ہیں تو ننگے ہو جاتے ہیں، یعنی ان کی اپنی سابقہ تعلیمیں ضرورت وقت کو پورا نہیں کر سکتیں اور وہ اپنے ہاں کمی محسوس کرنے لگتے ہیں، پھر تقاضائے حالات سے مجبور ہو کر اپنی کتاب کی توجیہہ پیغمبر کی تعلیم اور اقتضائے زمانہ کی روشنی میں کرنے لگتے ہیں اور اپنی مجلسوں یا قانون ساز مجلسوں سے پیغمبر وقت کی تعلیمات یا ان سے ملتی جلتی تعلیمات کو منظور کرا کر اپنے ہاں رائج کراتے ہیں، یہ ہوا پیغمبر کی پیش کردہ جنت سے نکل کر اور اس کے لباس تقویٰ کو رد کر کے پھر اسی کی جنت کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنا فبدت لهما سوآتهما وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة، الہامی مذاہب پیغمبر کے مقابلہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پر اپنی اپنی شریعتوں کو کامل اور دائمی بتاتے ہیں، اور جو ترمیم ان میں پیغمبر خدا کے حکم سے کرتا ہے اُسے پسند نہیں کرتے، لیکن حالات سے مجبور ہو کر خود ہی ترمیمیں اور اصلاحیں کرنے لگتے ہیں، بالفاظ دیگر خدا کو ترمیم اور اصلاح کے حق سے محروم ٹھہراتے ہیں، پیغمبر کو رد کرتے ہیں، لیکن خود پیغمبر بنتے ہیں، اور خدا کی کتاب میں اصلاحات کرنے لگتے ہیں، ان کا ایسی اصلاحات پر مجبور ہونا خدا کی فعلی شہادت ہوتی ہے۔ کہ پیغمبر کی ضرورت فی الواقع زمانہ کو لاحق تھی، ولہٗ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعًا وکرھًا (آل عمران ع ۹) ہر کسی کو چار و ناچار خدا کی مشیت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قیامت

ہر چیز کا قیام اس کے اعضا کے ایکے سے ہے جونہی کہ کوئی چیز ایکے سے محروم ہوئی، معدوم ہو گئی۔ یہی ایکا وہ سچائی ہے، جس سے دنیا و مافیہا کے پیدا ہونے کا ذکر قرآن میں ہے۔ قیامہ قیام حق کا نام ہے جس کے دم سے ہر شئے کا وجود ہے، حق پیغمبر کے ذریعہ قائم ہوتا ہے، اس لئے ہر پیغمبر کا ظہور قیامت ہے۔ اجل امم کے ضمن میں ہم دیکھ آئے ہیں کہ قومیں جب حق کو چھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں تو مر جاتی ہیں، جب کوئی قوم جاں بلب ہوتی ہے تو پیغمبر ان میں سچائی کی روح پھونک کر اسے مرے سے زندہ کرنے آتا ہے۔ جو سچائی کو قبول کرتے ہیں وہ دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں، جو اسے رد کر دیتے ہیں وہ پھوٹ اور تفرقہ کی موت مر جاتے ہیں اور ذلت و خواری کے جہنم میں جا پہنچتے ہیں، جب اس دنیا سے کوچ کرتے ہیں، اپنی جہنم ساتھ لے جاتے ہیں۔ اسی طرح مومن اس جہاں سے جاتے ہوئے سچائی اور اطمینان کی جنت ساتھ لے جاتے ہیں۔ قوموں کا حساب کتاب، فیصلہ اور جنت جہنم میں داخلہ اسی دنیا میں پیغمبر کے آنے پر ہو جاتا ہے۔ یہ فیصلہ سنانے والی زبان اگرچہ پیغمبر کی ہوتی ہے۔ حکم جو وہ سناتی ہے خدا کا ہوتا ہے، پس قیامت ہر پیغمبر کے ظہور پر قائم ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف کی آیات مذکورہ سے صاف ظاہر ہے، کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہنم میں داخلہ کے لئے کوئی ایک دن مقرر نہیں، بلکہ ہر رسول کے آنے پر تازہ مکذب قوم جہنم میں داخل ہوتی ہے، جہاں سابقہ مکذب قومیں پہلے سے داخل شدہ موجود ہوتی ہیں۔ ان آیات کے آخر پر فرمایا ہے کہ جب مومن جنت میں داخل ہو چکتے ہیں اور کافر جہنم میں، تو مؤذن پکارتا ہے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اگر خط کشیدہ الفاظ اگلے جہان میں جنت اور دوزخ میں داخلہ کے بعد پکارے جاتے ہیں، تو یہ اس وقت کے مناسب حال نہیں، اس وقت کون سے ظالم لوگوں کو اللہ کے راہ سے روک رہے ہوں گے اور آخرت کا انکار کر رہے ہوں گے، اور مثالیں ملاحظہ فرمایئے:-

فاما یاتینکم منی ھدًی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا قال کذلک اتتک آیاتنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسی وکذلک نجزی من اسرف ولم یؤمن بآیات ربہ ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی (طہٰ - ع ۷)

جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے، تو جو اس کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا، نہ ناکام اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا اس کو رزق کی تنگی رہے گی، اور ہم اس کو قیامت کے روز اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا، اے میرے ربّا تو نے مجھے کیوں اندھا اٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا، خدا کہے گا تیرے پاس ہماری آیات آئیں، تو نے ان کو چھوڑ دیا اور اسی طرح ہم نے تمہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھوڑ دیا۔ زیادتی کرنے اور نہ ماننے والے کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کی سزا اس سے زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔

ان آیات میں بتایا ہے کہ خدا کی طرف سے ضرور ہدایت آتی رہے گی اور جب جب خدا کا رسول ظاہر ہوگا جو اس کی پیروی کرے گا گمراہی و ناکامی سے بچ جائے گا اور جو اس سے منہ پھیرے گا روحانی رزق کی اس کو تنگی رہے گی یہاں تک کہ عین یوم قیامہ میں جب خدا کا پیغمبر سعید روحوں کو حق کی روشنی سے منور کر رہا ہوگا یہ حق کو دیکھنے سے اندھا ہوگا جب ذلت و نکبت اسے آن گھیرے گی تو یہ دل ہی دل میں کہے گا کہ اے خدا آج تو نے ہمیں ایسی حالت میں کیوں چھوڑ دیا ہے کہ ہمیں کوئی راہ اپنی نجات کی دکھائی نہیں دیتی۔ اس کا جواب دیا ہے کہ ہماری آیات سے اعراض ہی تیری نابینائی کا موجب ہو گیا ہے۔ تو نے جب آیات اللہ سے آنکھ بند کر لی، تو خدا نے تمہیں اندھاپن کی حالت میں چھوڑ دیا، اور ابھی اندھاپن پر کیا رہتا ہے، آخرت میں اس سے بھی زیادہ شدید تر اور دیرپا عذاب ہے۔ اس موقع پر جس چیز کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ قیامت میں وہ اندھا محشور ہوتا ہے۔ جب وہ پوچھتا ہے مجھے اندھا کیوں اٹھایا گیا ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ آیات اللہ سے تیرے اعراض کا نتیجہ ہے۔ لیکن ابھی آخرت میں تیرے لئے اس سے زیادہ شدید عذاب ہے۔ گویا آخرت یوم القیامہ کے بعد ہے۔ کتنی صفائی سے یہ آیت بتاتی ہے کہ یوم قیامہ اور حشر و نشر اسی زمینی زندگی میں ہوتا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ ... — جب اللہ نے کہا اے عیسے ....
جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ — میں تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون ۔ فاما الذین کفروا فاعذبہم عذابا شدیدا فی الدنیا والاٰخرۃ (آل عمران ع ۶)	قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پھر تم کو پیشی میرے حضور میں ہوگی، اور میں تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔ پھر جو نہ مانیں گے، ان کو دنیا وآخرت دونوں میں سخت عذاب دوں گا۔

حضرت عیسےٰ سے وعدہ فرمایا ہے، کہ تیرے پیرووں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا، پھر تیرے پیرووں کی میرے حضور پیشی ہوگی اور جو اختلافات انہوں نے پیدا کرئیے ہوں گے، ان کا قیامت میں فیصلہ کروں گا پھر جو اس فیصلہ کا انکار کرے گا، اُسے دنیا اور آخرت دونوں میں سخت عذاب دوں گا، قیامت میں فیصلہ ہوتا ہے اور جو اس فیصلہ کو نہیں مانتا اس کو دنیا اور آخرت دونوں میں عذاب کا وعدہ دیا جاتا ہے، گویا قیامت کے بعد بھی دنیا چلتی ہے، یہ قیامت جس میں عیسائیوں کا خدا کے حضور رجوع اور فیصلہ ہوا، ظہور محمدی ہے۔ جب عیسائیوں نے اختلافات پیدا کرئیے، اور ان کی اجل پوری ہوگئی، تو حضرت محمد رسول اللہ نے نمائندہ خدا کی حیثیت سے ان کا فیصلہ کیا، یہاں آنحضرت کے ظہور کو عیسائی قوم کی قیامت قرار دیا ہے، اور آنحضرت کے فیصلہ کو خدا کا فیصلہ جو عیسائیوں کی قیامت کے روز صادر ہوتا ہے، جو اس فیصلہ کا انکار کرتا ہے، اسے دنیا اور آخرت دونوں میں سخت عذاب کا وعدہ ہے۔

وتری الظالمین لما رأوا العذاب یقولون ھل الی مرد	جب ظالم عذاب دیکھیں گے، تو انہیں یہ کہتے پائے گا کہ کیا کسی طرح یہ عذاب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

من سبيل وترٰهم يعرضون
عليها خاشعين من الذل
ينظرون من طرف خفي و
قال الذين آمنوا ان الخاسرين
الذين خسروا انفسهم واهليهم
يوم القيامة الا ان الظالمين
في عذاب مقيم وما كان
لهم من اولياء ينصرونهم من
دون الله ومن يضلل الله
فما له من سبيل استجيبوا
لربكم من قبل ان ياتي يوم
لا مرد له من الله ما لكم
من ملجا يومئذ وما لكم من
نكير - (شوریٰ ع ۵)

ٹل سکتا ہے جب وہ اس پر پیش کئے جاوینگے تو تو
دیکھے گا کہ ذلت اور ڈر کی وجہ سے
آنکھ نہیں اٹھا سکتے
اور مومن کہیں گے کہ انہوں نے اپنے آپ
اور اپنے اہل کو قیامت کے دن میں تلف کر
ڈالا، یاد رکھو کہ ظالم دیرپا عذاب میں
ہیں گا اور ان کے لئے کوئی دوست یا
مددگار نہیں جو انہیں خدا سے بچائے۔ اور
جسے اللہ گمراہ کرے، اس کے لئے
کوئی راستہ کھلا نہیں رہتا۔ اپنے
رب کی فرمانبرداری کرو، قبل اس کے
کہ وہ دن آئے جو کسی طرح ٹل نہیں
سکتا، اس دن نہ کوئی جائے پناہ ہے
اور نہ تم انکار کر سکتے ہو۔

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں ان آیات پر فرماتے ہیں:۔

"یہاں جو نقشہ عذاب کا کھینچا ہے، وہ قیامت پر بھی صادق آتا ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر صفائی سے ان کی اس حالت پر صادق آتا ہے: جو اس دنیا میں انہیں پیش آئی، ذلت کی وجہ سے عاجزی اختیار کرنا اور کمزور نگاہ سے دیکھنا ان کی وہ حالت ہے، جو فتح مکہ میں ظہور میں آئی"

ان آیات میں قیامت کا لفظ موجود ہے اور کچھ شک نہیں کہ خدا نے یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقشہ مخالفوں کی اس حالت کا کھینچا ہے، جو قیامت میں انہیں پیش آنے والی تھی، اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ یہ نقشہ ان کی اس حالت پر جو فتح مکہ کے روز انہیں پیش آئی صادق آتا ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تو فنائے عالم کے بعد قائم ہونے والی قیامت کا نقشہ کھینچے اور وہ نقشہ قیامت سے بڑھ کر صفائی سے اسی دنیا میں فتح مکہ کے روز پیش آ جائے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو غرض قیامت سے تھی وہ بدرجہ احسن فتح مکہ کے روز اتفاقاً پوری ہو گئی، جب وہ غرض بدرجہ احسن فتح مکہ کے روز اتفاقاً پوری ہو گئی . . . . تو جائے غور ہے کہ اب فنائے عالم کے بعد گھٹیا درجہ کی قیامت کیونکر اور کس غرض سے قائم ہو گی؟ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے نقشہ کھینچا ہی فتح مکہ کے دن کا تھا، اور اسی دن کا نام حق کے قائم ہونے کے لحاظ سے یوم الدین اور مخالفوں کی تباہی کے لحاظ سے یوم الفصل یا ساعۃ اور دوسری جگہ اسی کا نام یوم الفتح بھی رکھا ہے، ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین، قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانہم ولا ھم ینظرون (سجدہ ع ۳) کہ پوچھتے ہیں فتح یعنی فیصلہ کا دن کب آئے گا۔ سو کہہ دے کہ فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان کچھ نفع نہیں دے گا، اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی، ہر چیز کی ایک حد ہے، فرعون کو ایک عرصہ تک ایمان کے لئے ترغیب و ترہیب دلائی جاتی رہی۔ آخر جب اس کی ہلاکت کا وقت آ گیا اس کا ایمان اس کے کام نہ آیا۔ اسی طرح بار بار مخالفین رسول اللہ کو سمجھایا جاتا رہا۔ کہ ہلاکت کے لئے جلدی نہ کرو اور بات کو سوچو کیونکہ جب وہ وقت آئے گا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسے ٹالا نہیں جا سکے گا، چنانچہ جب وہ وقت آ گیا، اُسے کوئی روک نہ سکا۔ اگر ساعہ فتح مکہ کے روز قائم ہو گئی، تو اس میں کچھ تعجب نہیں بلکہ اگر قائم نہ ہوتی تو سخت تعجب ہوتا، کیونکہ خدا نے قرآن میں بار بار انہیں بتایا تھا کہ تمہارے حساب وکتاب کا وقت اور تمہاری تباہی کی گھڑی بہت قریب ہے ملاحظہ ہوں آیاتِ ذیل۔

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة معرضون (انبیاء، ع ۱)

لوگوں کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں روگرداں ہیں۔

اقتربت الساعة وانشق القمر (قمر - ع ۱)

ساعت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

فهل ينظرون الا الساعة ان تاتيهم بغتة فقد جاء اشراطها (محمد ع ۲)

اگر یہ اس انتظار میں ہیں کہ ان کی ہلاکت کی گھڑی اچانک آ جائے تو اس کی علامات ظاہر ہو چکی ہیں،

وما امر الساعة الا كلمح البصر او هو اقرب (نحل - ع ۱۱)

ساعہ کا معاملہ آنکھ کی ایک جھپک کی طرح ہے یا اس سے بھی قریب۔

چاند عربوں کی طاقت و حکومت کا نشان ہے، انہیں بتایا گیا تھا کہ چاند کا پھٹنا تمہاری تباہی کا پیش خیمہ ہے جو تمہارے سر پر کھڑی ہے چنانچہ وہ گھڑی (ساعہ) فتح مکہ کے روز آ گئی۔ اور یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی، ہر پیغمبر کے ظہور پر اس کے مخالفوں کی ساعہ اسی دنیا میں آتی رہی، چنانچہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فرماتا ہے۔
قل ارأیتکم ان اتاکم عذاب
اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ
تدعون ان کنتم صادقین ۃ
بل ایاہ تدعون فیکشف ما
تدعون الیہ ان شاء و
تنسون ما تشرکون، ولقد
ارسلنا الی امم من قبلک
فاخذناہم بالبأساء والضراء
لعلہم یتضرعون فلولا اذ
جاءہم باسنا تضرعوا و
لکن قست قلوبہم وزین
لہم الشیطان ما کانوا
یعملون فلما نسوا ما
ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب
کل شیء حتی اذا فرحوا بما
اوتوا اخذناہم بغتۃ
فاذا ہم مبلسون فقطع
دابر القوم الذین ظلموا
والحمد للہ رب العالمین
(انعام ۵ع)

کیا تم نے غور کیا ہے، اگر خدا کی طرف
سے عذاب یا تمہاری ہلاکت کی گھڑی
(ساعۃ) آجائے تو سچ بتاؤ کہ کیا اس
وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے
ہو؟ وہ اگر چاہے تو تمہاری اس
تکلیف کو دور کر دیتا ہے، جس کی
وجہ سے تم اسے پکارتے ہو، اس
وقت تم شرک بالکل بھول جاتے
ہو۔ ہم نے تجھ سے پہلی قوموں میں
رسول بھیجے، تو ہم نے ان کو دکھ اور
تنگی میں مبتلا کیا، تاکہ وہ عاجزی
کریں، کاش عذاب آنے پر وہ عاجزی
کرتے، لیکن ان کے دل سخت ہو گئے۔
اور شیطان نے ان کے کام ان کی نظر
میں خوبصورت کر کے دکھائے۔ جب
وہ ہماری نصیحت کو بھول گئے، تو
ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے
کھول دیئے، یہاں تک کہ اس کی وجہ سے
جو انہیں دیا گیا ناز کرنے لگے۔ تو ہم
نے ان کو اچانک آلیا۔ تو وہ مایوس
ہو گئے، اس طرح اس قوم کی جڑ کٹ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گئی، جنہوں نے ظلم کیا اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے
ان آیات میں ساعۃ کے معنی بیان کئے گئے ہیں، فرمایا ہے کہ سابقہ زمانوں میں
رسولوں کے بھیجنے پر خدا لوگوں کو عذاب میں گرفتار کرتا رہا تاکہ وہ سرکشی سے باز
آئیں، لیکن جب وہ باز نہ آئے اور انہوں نے انتباہ کی پرواہ نہ کی، تو خدا نے
ان پر آسائش کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی مرفہ الحالی پر اترانے
لگے، تو اچانک خدا نے مواخذہ کیا، اور ظالموں کی جڑ کاٹ دی۔ ساعۃ میں اور عذاب
میں یہ فرق ہے کہ عذاب وہ ہے جو درمیانی زمانے میں خدا کی طرف متوجہ کرنے کے لئے
آتا ہے اور ساعۃ وہ آخری گرفت ہے جس سے ظالموں کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ اور
یہ دونوں قسم کے مواخذے بروئے آیات مذکورہ ہر پیغمبر کے ظہور پر ہوتے رہتے ہیں
حضرت نوح کی قوم کے متعلق فرمایا ہے، مما خطیئاتہم اغرقوا فادخلوا
نارا۔ کہ اپنی خطا کاریوں کے باعث غرق کئے گئے اور آگ میں داخل کئے گئے
یہ نہیں کہ فنائے عالم کے بعد آگ میں داخل ہوں گے، بلکہ جب غرق ہوئے اسی
وقت داخل ہو گئے۔ یہ قوم نوح کی ساعۃ تھی۔ سورہ ہود میں اسی کا نام
عذاب یوم الیم ۔ عذاب مقیم لا عاصم الیوم من
امر اللہ مذکور ہیں، یعنی دردناک عذاب، دیرپا عذاب، وہ دن جس
میں اللہ کے عذاب سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔

اسی طرح قوم ہود کی ساعۃ کے نام عذاب غلیظ اور عذاب یوم عظیم
ہیں قوم لوط کی ساعۃ کے نام عذاب غیر مردود - یوم عصیب اور
عذاب یوم عظیم ہیں۔ قوم صالح کی ساعۃ کے نام عذاب قریب - عذاب
غیر مکذوب - عذاب یوم عظیم اور رجفۃ ہیں - قوم شعیب کی
کی ساعۃ کے نام عذاب یوم محیط اور صیحۃ ہیں (دیکھو سورہ ہود- اعراف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور شعرا)

ان ناموں کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ عام طور پر یہ نام قیامت کے سمجھے جاتے ہیں، جو فنائے عالم کے بعد مانی جاتی ہے، حالانکہ بر دئے قرآن ان ناموں والی قیامت اسی دنیا میں کئی بار قائم ہو چکی ہے۔

ان ربک لیحکم بینہم یوم القیمہ فیما کانوا فیہ یختلفون ہ (نحل ع ۱۶)	نیز اب ان کے درمیان ان کے اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن میں کرتا ہے۔

اس آیت میں یحکم پر لام تاکید ہے، اور مضارع پر جب لام تاکید آتا ہے، تو اسے حال کے لئے خاص کر دیتا ہے۔ جیسے انی لیحزننی ان تذھبوا بہ (یوسف ع ۳) اس واسطے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ اللہ فنائے عالم کے بعد اختلافات کا فیصلہ کرے گا، بلکہ یہ معنی ہیں کہ اللہ ظہور محمدی میں جو قیامت کا دن ہے، فیصلہ کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ آیۂ کریمہ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبین مبشرین ومنذرین لیحکم بین الناس فیما اختلفوا پہلے آ چکی ہے، جو قاعدہ کلیہ کے طور پر بتاتی ہے کہ خدا نبیوں کو اسی غرض سے مبعوث کرتا ہے کہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ اسی دنیا میں کر دے۔ جب ایک طرف فیصلہ قیامت میں ہوتا ہے، اور دوسری طرف فیصلہ اسی دنیا میں رسول کے ذریعہ ہو جاتا ہے، تو اس سے پایا گیا کہ قیامت وہی وقت ہے جب رسول ظاہر ہو کر خدا کا فیصلہ سنا دیتا ہے۔ فیصلہ جب اسی دنیا میں پیغمبر کے ظہور پر ہو جاتا ہے، بلکہ نافذ بھی ہو جاتا ہے، مکذب ذلت و ہلاکت کے جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں، اور مومن دینی اور دنیوی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فلاح کی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ جیسے کہ اجل امم کے ضمن میں متعدد آیات سے دکھایا جا چکا ہے، تو پھر وہ کونسا فیصلہ باقی ہے، جو فنائے عالم کے بعد کی مفروضہ قیامت میں ہونا ہے، پیغمبر کے مخالفوں کی تباہی اور پیغمبر کی کامیابی کا دن جو اسی دنیا میں آجاتا ہے، وہی یوم الدین اور یوم الفصل بھی ہوتا ہے، چنانچہ فرمایا ہے

(ا) فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم ینظرون وقالوا یا ویلنا ھذا یوم الدین ھذا یوم الفصل الذی کنتم بہ تکذبون ۰
(صافات ع ۱)

ایک ہی ڈانٹ سے انہیں نظر آنے لگے گا اور کہیں گے، افسوس یہ تو جزا و سزا اور فیصلہ کا دن ہے، جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

(ب) وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم خامدون۔
(یٰس ع ۲)

اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا اور نہ ہم اتارا کرتے ہیں، وہ فقط ایک چیخ تھی، جس سے ٹھنڈے ہو کر رہ گئے۔

(ج) ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین ۰ ما ینظرون الا صیحۃ

کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو عذاب جس کا وعدہ دیتے ہو، کیوں نہیں آتا۔ یہ صرف ایک چیخ کی انتظار میں ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واحدة تأخذهم وهم
يخصمون ـ فلا يستطيعون
توصية ولا الى اهلهم يرجعون
و نفخ في الصور فاذا هم من
الاجداث الى ربهم ينسلون
قالوا يا ويلنا من بعثنا من
مرقدنا هذا ما وعد الرحمن
وصدق المرسلون، ان كانت
الا صيحة واحدة فاذا هم
جميع لدينا محضرون فاليوم
لا تظلم نفس شيئا ولا
تجزون الا ما كنتم تعملون
(یٰس ـ ع ۳ ـ ۴)

جو ان کو آ پکڑے، جب کہ یہ جھگڑ رہے
ہوں اور وصیت کرنے یا اپنے اہل
کی طرف لوٹنے کی فرصت نہ پائیں گے
اور بگل بجایا گیا تو وہ فوراً اپنی
قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف
بھاگنے لگے ـ انہوں نے کہا ـ افسوس
ہم کو قبروں سے کس نے اٹھایا یہ تو
وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ
کیا تھا ـ رسولوں کی بات سچ نکل آئی
نہ تھی وہ مگر ایک چیخ، جس سے وہ
آن کی آن میں سب ہمارے ہاں حاضر
ہو گئے ـ آج کے دن کسی پر کچھ ظلم
نہیں کیا جائے گا ـ تمہیں صرف تمہارے
اپنے کیے کا بدلہ دیا جائے گا ـ

آنحضرتؐ کے مخالف جس وعید کا انتظار کرتے تھے، اور بار بار پوچھتے
تھے کہ وہ کب آئے گی، اسے آیات ۲ میں صیحۃ واحدۃ (ایک چیخ)
کہا ہے۔ آگے اس کا واقع ہونا بیان کیا ہے، کہ رب کے حضور پیش کرنے
بگل بجایا گیا ـ پس وہ قبروں سے اٹھ کر یہ کہتے ہوئے رب کے حضور بھاگنے
لگے کہ ہائے افسوس یہ تو وہی حالت پیش آئی جس کا رحمان نے وعدہ کیا
تھا، اور بتا بھی دیا ہے کہ یہی (بگل) وہ ایک چیخ تھی، جس کے واقع ہونے
پر آن کی آن میں وہ سب خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ آگے فرمایا، کہ جب وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حاضر ہوگئے ہر، تو انہیں کہا گیا کہ یہ جزو سزا کا روز ہے، جس میں ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہیں ہوگا، چونکہ ان آیات میں مردوں کے قبروں سے اُٹھنے کا ذکر ہے، ہمارے مفسّر مردوں کے زندہ ہونے سے جو الہامی کتابوں کا منشا ہے، اُسے معلوم کرنے کی کوشش کئے بغیر اپنے خیال کے تابع ان آیات کو فنائے عالم کے بعد مزعومہ قیامت پر لگاتے ہیں۔ جس میں وہ سمجھتے ہیں کہ قبریں کھلیں گی اور مردے اپنے پرانے عنصری جسموں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے، مردوں کے زندہ ہونے کا بیان آگے آئے گا۔ سردست میں ناظرین کرام کی توجہ آیت (ب) کی طرف دلاتا ہوں جس میں بعینہٖ انہیں الفاظ میں جو اس آیت میں ہیں، (ان کانت الا صیحۃ واحدۃ) سابقہ زمانہ میں کسی مکذب قوم کے ہلاک ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس ذکر سے مدعا آنحضرتؐ کے مخالفوں سے جو ہلاک ہونے والا تھا، اُسے سابقہ مثال سے واضح کرنا تھا۔ یہ مسلّم ہے کہ آیت (ب) والی صیحہ سابقہ زمانہ میں اسی دنیا کے اندر واقع ہوگئی، جس سے مکذب قوم ہلاک ہوگئی، نہ یہ کہ فنائے عالم کے بعد واقع ہوگی جب زمین کی قبروں سے مُردے برآمد ہوں گے، جب اس کو اس صیحہ کے لئے جو آنحضرتؐ کے مخالفوں پر واقع ہونے والی تھی بطور مثال بیان کیا گیا تو ہمارا فرض ہے کہ یہاں اس صیحہ میں بھی آنحضرتؐ کے مخالفوں کی اسی دنیا میں ہلاکت مراد لیں، نہ کہ فنائے عالم کے بعد جسمانی طور پر مردوں کا قبروں سے نکلنا۔

آیت ج کے آخیر پر بتایا ہے کہ وہی روز جس میں یہ چیخ واقع ہوئی روز جزا و سزا ہے، جس چیز کو آیت ج میں ایک چیخ کہا ہے، اسی کو آیت الف میں ایک ڈانٹ کہا ہے، جیسے آیت ج میں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم پر افسوس یہ تو وہی وقت آگیا، جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا، اسی طرح آیت ۱ میں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر افسوس یہ تو یوم الدین یعنی جزا و سزا کا روز اور یوم الفصل یعنی فیصلہ کا دن ہے، پس ان لوگوں کے فیصلہ اور جزا و سزا کا روز بھی فتح مکہ کا روز ہی تھا۔

مردوں کا زندہ ہونا

قرآن میں ہے :-

(۱) اومن کان میتا فاحیناہ وجعلنا لہٗ نورا یمشی بہٖ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا کذالک زین للکافرین ما کانوا یعملون (انعام - ع ۱۰)

کیا وہ جو مردہ تھا۔ پس ہم نے اُسے زندہ کیا اور اس کے لیے نور بنایا، جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے، اس کے برابر ہے؟ جو تاریکیوں میں پڑا ہے، اور ان سے نکل نہیں سکتا، اسی طرح کافروں کے عمل ان کے لئے خوبصورت بنائے گئے۔

(۲) قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیئ قدیر۔ تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر

کہہ کہ اے اللہ تو بادشاہت کا مالک ہے، جسے چاہتا ہے بادشاہت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور مردہ سے زندہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حساب - (آل عمران ع ۳) اور زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے، بلا حساب دیتا ہے۔

پہلی آیت میں کافر کو صاف طور پر مردہ کہا ہے اور ایمان لانے کو زندہ ہونا جب ایک کافر ایمان لاتا ہے، تو خدا کہتا ہے کہ مردہ زندہ ہو گیا، دوسری آیت میں قومی حیات اور موت بیان کی ہے، پہلے جو قوم برسر اقتدار ہے اس کے ذلیل ہو جانے کا نام اس کی موت رکھا ہے، اور نئی قوم کے برسر اقتدار آنے کو مردہ قوم کا زندہ ہونا کہا ہے۔

۳- وقالوا أإذا کنا عظاما و
رفاتا أإنا لمبعوثون خلقا
جدیدا أولم یروا أن الله
الذی خلق السموات والارض
قادر علی ان یخلق مثلهم و
جعل لهم اجلا لا ریب فیه
فأبی الظالمون الا کفورا-
(بنی اسرائیل - ع)

وہ کہتے ہیں کہ جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوں گے، تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے۔ کیا ان کو پتہ نہیں کہ جس خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا، وہ ان جیسوں کو پیدا کر سکتا ہے، خدا نے ان کی ایک میعاد رکھی ہے، جس میں کوئی شک نہیں، مگر ظالموں کے حصہ میں صرف ناشکر گذاری ہے۔

جب وہ پوچھتے ہیں کہ کیا ہماری بوسیدہ ہڈیوں کو پھر زندہ کیا جائے گا تو جواب میں یہ نہیں کہا کہ ہاں؛ بلکہ یہ کہا ہے کہ تمہاری ہلاکت کی گھڑی کا مقرر ہے - تم ہلاک ہو جاؤ گے، خدا تم جیسے اور پیدا کرے گا۔ یہ ان جیسی اور مخلوق کون ہے؟ یہی خلق جدید (مسلمان قوم) ہے، جو مردوں کے زندہ ہونے سے وجود میں آئی اور یہ کیونکر تھے اور زندہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیونکر ہوئے؟ پہلے بتایا جا چکا ہے، کہ کافر مردہ ہوتا ہے، جب ایمان لاتا ہے زندہ ہو جاتا ہے۔

تو خدا نے فنائے عالم کے بعد مردے زندہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا، بلکہ اسی وقت انہیں میں سے ان کی آنکھوں کے سامنے کافروں کو جو مردہ تھے، نور ایمان سے زندہ کرنے کا وعدہ کیا، اور وہ وعدہ اسی وقت پورا بھی کر دیا اچھی طرح غور کر کے دیکھیے تو کافروں کو بجائے زندہ کرنے کے ہلاکت کا وعدہ دیا ہے، ہاں ان میں سے جو ایمان لائیں انہیں ہلاک شدہ قوم کا جانشین بنانے کا وعدہ کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی پورا کر دیا گیا۔ اس مفہوم کو بنی اسرائیل کی مثال سے بھی جو ساتھ ہی آگے آتی ہے واضح کر دیا ہے۔ فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا بکم لفیفا کہ جب ان کا وقت آ گیا، ہم نے ان کی صف کو لپیٹ دیا۔

(۴) فاوحی الیہم ربہم لنہلکن الظالمین و لنسکننکم الارض من بعدہم ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید۔ واستفتحوا وخاب کل جبار عنید من ورائہ جہنم، ویسقی من ماء صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ	خدا نے ان کو وحی کی کہ میں ضرور ظالموں کو ہلاک کر ڈالوں گا، اور تم کو زمین میں آباد کروں گا۔ یہ انعام اس کے لئے ہے جو میرے حضور جوابدہی اور میری دھمکی سے ڈرتا ہے۔ اور انہوں نے فیصلہ چاہا۔ اور ہر ظالم سرکش ناکام ہو گیا، اس کے سامنے جہنم ہے اور وہ گندہ پانی پلایا جائے گا۔ گھونٹ گھونٹ کر اسے پئے گا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ویأتیه الموت من کل مکان
وما هو بمیت ومن ورائه
عذاب غلیظ - مثل الذین
کفروا کرماد اشتدت به
الریح فی یوم عاصف لا
یقدرون مما کسبوا علی شیء
ذلک هو الضلل البعید -
الم تر ان الله خلق السموات
والارض بالحق ان یشاء
یذهبکم ویأت
بخلق جدید

(ابراهیم ع ۳)

اور مشکل سے اُسے گلے سے اتارے
گا۔ ہر طرف سے اُسے موت آئے
گی مگر وہ مرے گا نہیں اور سامنے اس کے
سخت عذاب ہوگا، کافروں کے
اعمال کی مثال اس راکھ کی طرح ہے
جسے آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر
لے گئی، یعنی ان کی کوششیں رائگاں
جائیں گی۔ یہی پرلے درجے کی گمراہی
ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں؟ کہ خدا
نے زمین و آسمان کو حق و حکمت
سے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو
تمہیں لے جائے۔ اور نئی مخلوق
لے آئے۔

ان آیات میں فرمایا ہے کہ جیسے خدا سابقہ زمانوں میں ظالموں کو ہلاک کرکے پیغمبروں کے پیروؤں کو ان کے جانشین بناتا رہا۔ اسی طرح زمانہ نزول قرآن میں ہوگا۔ موجودات کا وجود حق سے ہے، اور حق ظالموں کے ہاتھوں برباد نہیں ہوسکتا۔ اگر ظالم باز نہ آئے۔ تو خدا انہیں لے جائے گا۔ اور نئی مخلوق ان کی جگہ لے آئے گا۔ کہاں لے جائے گا؟ جہنم جو ان کے سامنے انتظار میں کھڑی ہے۔ اس کی نذر کردے گا، ان کی مخالفانہ کوششیں اس طرح اڑ جائیں گی جیسے تیز آندھی کے سامنے راکھ، اور ناکامی و حسرت کی موت ہر آن اُن پر آئے گی۔ اور وہ مریں گے بھی نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نئ مخلوق کونسی ہے؟ مسلمان قوم، ان آیات میں خلق جدید یا مردہ زندہ ہونے کے معنی یہ بتائے ہیں کہ ظالموں کو ہلاک کرکے پیغمبر کے پیروؤں کو زمین میں بسا دوں گا۔ یعنی انہیں استحکام و تمکنت بخشوں گا۔ اور ان کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کر دوں گا۔ یہاں جہنم کی کیفیت بھی بیان کر دی ہے، کہ وہ تنگی اور عذاب کی زندگی ہے، جو موت سے بدتر ہے۔ اس زوال انسان پر ناکامی و حسرت کی موت آتی رہتی ہے، لیکن اس کی جان بھی نہیں نکلتی جان نہ نکلنے کا یہ مطلب نہیں کہ مرنا ہی نہیں، مطلب یہ ہے کہ زندگی بھر ذلت و حسرت سے نجات نہیں ہوتی اور موت پر بھی چونکہ جہنم ساتھ ہی چلی جاتی ہے اس لئے وہاں بھی چھٹکارا نہیں ہوتا۔

(۵) ولقد اتوا علی القریۃ التی امطرت مطر السوء افلم یکونوا یرونہا بل کانوا لا یرجون نشورا ...... وسوف یعلمون حین یرون العذاب من اضل سبیلا۔ (فرقان ع۴)

اور یہ لوگ اس بستی سے گذرتے رہے ہیں، جس پر عذاب کی بارش برسائی گئی، کیا یہ لوگ اُسے دیکھتے نہیں رہے؟ بلکہ دوبارہ جی اُٹھنے کی امید نہیں رکھتے، ...... اور وہ ضرور جان لیں گے، جب وہ عذاب دیکھیں گے، کہ گمراہ کون ہے۔

یہ آیت دوبارہ جی اُٹھنے (نشور) کی کیفیت کو خوب واضح کرتی ہے پہلے کہا، کہ یہ لوگ اس بستی سے گذرتے رہے ہیں، جسے ہلاک کیا گیا، تو کیا یہ لوگ اُسے دیکھتے نہیں رہے؟ دیکھتے تو رہے ہیں، اور اگر وہ چاہتے تو اس بستی کے بد انجام سے عبرت حاصل کرکے اپنی بدکرداری و بدحالی کی موت سے چھٹکارا پاکر از سر نو زندگی حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ مردے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندہ ہونا چاہتے نہیں، ظاہر ہے کہ کسی ہلاک شدہ بستی کے نظارہ میں مُردوں کے فنائے عالم کے بعد جی اُٹھنے پر کوئی دلیل نہیں، کہ یہ کہا جائے کہ یہ لوگ ہلاک شدہ بستی کو دیکھنے کے باوجود قیامت مزعومہ میں مُردوں کے جی اُٹھنے کو نہیں مانتے، ظاہری طور پر مُردوں کے جی اُٹھنے پر ایک ہلاک شدہ بستی کا زندہ ہوتے دیکھنا تو دلیل ہو سکتا ہے، لیکن محض ایک بستی کی ہلاکت کا نظارہ مُردوں کے جی اُٹھنے پر کوئی دلیل بہم نہیں پہنچاتا، اس نظارہ سے اگر کوئی دلیل پیدا ہوتی ہے تو یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر ان لوگوں نے اپنا رویہ نہ بدلا۔ تو یہ بھی اسی بستی کی طرح ہلاک ہو جائیں گے اور یہی مراد ہے، جیسے کہ فرمایا کہ یہ لوگ زندگی کے نہیں ہلاکت کے منتظر ہیں، ورنہ اگر زندگی کے خواہاں ہوتے تو ہلاکت سے بچ سکتے تھے۔ اور زندگی پا سکتے تھے۔ چنانچہ آخری الفاظ میں ان کی ہلاکت کی پیش گوئی بھی کر دی ہے۔

(۶) أمن يهديكم في ظلمات البرّ والبحر ومن يرسل الرياح بشرًا بين يدي رحمته أإله مع الله تعالى الله عما يشركون۔ أمن يبدؤ الخلق ثم يعيده ومن يرزقكم من السماء والارض أإله مع الله قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔ قل لا يعلم من في السموٰت والارض

کون ہے جو خشکی و تری کی تاریکیوں میں تمہاری راہنمائی کرتا ہے۔ اور کون اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بطور خوشخبری بھیجتا ہے۔ کیا کوئی معبود اللہ کے سوا ہے؟ اللہ کی شان اس سے بالا ہے کہ اس کا کوئی شریک ہو۔ بھلا بتاؤ، تو خلق کو پیدا کون کرتا ہے، اور واپس کون بلاتا ہے اور تم کو زمین و آسمان سے رزق کون دیتا ہے؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الغیبہ الا اللہ وما یشعرون
ایان یبعثون بل ادٰرک
علمہم فی الاخرۃ بل ھم فی
شک منہا بل ھم منہا عمون
وقال الذین کفروا أاذا کنا
ترابًا وآباءنا أانا
لمخرجون ۔ لقد وعدنا
ھذا نحن وآباءنا
من قبل ان ھذا الا
اساطیر الاولین ۔ قل
سیروا فی الارض فانظروا
کیف کان عاقبۃ المجرمین
(نمل ع ۵-۶)

کیا خدا کے ساتھ کوئی شریک ہے؟
کہہ اگر تم سچے ہو تو ثبوت پیش کرو
کہہ کہ زمین و آسمان میں سوائے
اللہ کے غیب کو کوئی نہیں جانتا ۔
یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کب
اُٹھائے جائیں گے ۔ دوسری زندگی
ان کی علمی دسترس سے باہر ہے ۔
بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں
ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے
ہیں ۔ کافر کہتے ہیں ، کیا جب ہم اور
ہمارے باپ دادا مٹی ہوں گے تو کیا ہم
نکال کھڑے کئے جائیں گے ، ہمیں اور
ہمارے باپ دادوں کو اس کا وعدہ
دیا جاتا رہا ہے ، یہ صرف پرانی داستانیں ہیں کہہ زمین میں چلو پھرو اور
دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا ؟

مطلب یہ ہے کہ خدا نے تاریکیوں میں حیران اور حق کے پانی کے بغیر سسکتی ہوئی مخلوق کو نئے سرے سے زندہ کرنے اور جسمانی اور روحانی رزق دینے کا انتظام فرمایا ہے ، جب مرتی ہوئی مخلوق کو از سر نو زندہ کرنے میں خدا کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہیں تو استحقاق عبادت میں کون اس کا شریک ہو سکتا ہے ؟ اگر مشرک اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو خلق جدید کے کام میں شرکاء کا حصہ دکھائیں ، یہ بات کہ مخلوق از سر نو زندہ ہونے والی ہے ، سر دست ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غیب کی خبر ہے، جس کا سوائے خدا کے کسی کو علم تک نہیں، مشرکا نے دوبارہ
کو زندہ کیا کرتا ہے، ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ خود کب اٹھائے جائیں گے
روحانی زندگی یا دوسری زندگی ان کی علمی دسترس سے باہر ہے، بلکہ وہ اس
کے وجود سے ہی شک میں ہیں، اور اس کی طرف سے اندھے ہیں، اس کا تصور
تک نہیں کر سکتے، زندگی سے فقط یہ جسمانی و حیوانی زندگی ہی سمجھتے ہیں، چنانچہ
دوسری (روحانی) زندگی کے ذکر پر حیرت زدہ ہو کر پوچھتے ہیں کہ کیا جب ہم
اور ہمارے آبا مٹی ہو جائیں گے، تو ہم پھر زندہ کئے جائیں گے، پھر کہہ دیتے
ہیں، یہ وعدہ ہم سے پہلے ہمارے آباء سے بھی ہوتا رہا، لیکن پورا کبھی نہیں
ہوا، یہ پرانی کہانیاں ہیں، ان سے کہو کہ زمین پر پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیسا
انجام ہوا، یعنی وعدہ جو کیا جاتا رہا یا اب کیا جاتا ہے، وہ یہ تھا اور یہی ہے
کہ اگرچہ تم ایک حیوان کی حیثیت سے زندہ ہو، انسانیت تمہارے اندر سے مر
چکی ہے یا تم وحی الٰہی کی بارش وقت سے اپنے اندر نئے سرے سے انسانی و اخلاقی
زندگی پیدا کرو یا تم کو مٹا دیا جائے گا، تاکہ تم زندگی کے خواہشمندوں کی
راہ میں روک نہ بنو۔ سو تم زمین پر سفر کر کے دیکھ سکتے ہو کہ سابقہ قومیں جنہوں
نے روحانی زندگی پانے سے انکار کر دیا، حسب وعدہ ان کو مٹا دیا گیا اور یہی
حال تمہارا ہوگا،

اگر یہ تشریح قبول نہ کی جائے، اور کہا جائے کہ فی الواقع جو لوگ جسمانی طور
پر مر گئے ہیں وہ زندہ کئے جائیں گے۔ تو کفار کا یہ کہنا صحیح ٹھہرے گا کہ "یہ وعدہ
ہمیشہ ہوتا رہا، لیکن پورا کبھی نہیں ہوا"، اس قول کا یہ کوئی جواب نہیں
کہ "چل پھر کر دیکھو، مجرموں کا کیا انجام ہوا"؟ جواب تو یہ ہونا چاہیے
کہ فلاں فلاں جگہ دیکھ لو، مردوں کے ظاہری قبروں سے زندہ نکل کھڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہونے کی مثالیں ملتی ہیں۔

۷۔ أإذا متنا وكنا ترابًا
ذلك رجع بعيد۔ قد علمنا
ما تنقص الأرض منهم و
عندنا كتاب حفيظ۔ بل
كذبوا بالحق لما جاءهم
فهم في أمر مريج . . . . .
ونزلنا من السماء ماءً
مباركًا فأنبتنا به جنات
وحب الحصيد والنخل باسقات
لها طلع نضيد۔ رزقًا
للعباد وأحيينا به بلدة
ميتا۔ كذلك الخروج
كذبت قبلهم قوم نوح
وأصحاب الرس وثمود
وعاد وفرعون وإخوان
لوط وأصحاب الأيكة وقوم
تبع، كل كذب الرسل
فحق وعيد۔ أفعيينا بالخلق
الأول۔ بل هم في لبس
من خلق جديد ۵ (ق)

کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو
جائیں گے، پھر لوٹنا بعید از عقل ہے
بے شک ہم جانتے ہیں جو زمین ان
سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس
حفاظت کرنے والی کتاب ہے۔ بلکہ
انہوں نے سچائی کو جھٹلایا جب وہ
ان کے پاس آئی اور اس کے مفہوم
کو بگاڑا . . . . . . اور ہم بادل
سے برکت والا پانی اتارتے ہیں۔
پھر اس سے باغ اور غلہ پیدا
کرتے ہیں اور بلند۔ کھجور کے درخت
جن کو تہ بہ تہ خوشے لگتے ہیں
جو بندوں کے لئے رزق ہے، اور
اس سے ہم مردہ بستی کو زندہ کرتے
ہیں، مردوں کے زندہ ہونے کی
یہی کیفیت ہے، ان سے پہلے قوم
نوح اور اصحاب رس اور ثمود نے
جھٹلایا اور عاد، فرعون۔ لوط
کے بھائیوں، اصحاب ایکہ اور قوم
تبع سب نے رسولوں کو جھٹلایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا - کیا ہم پہلی خلق سے تھک گئے ہیں، نہیں، بلکہ یہ لوگ خلق جدید کے بارہ میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں -

کافر کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے؟ پھر زندہ کئے جائیں گے؟ جواب ملتا ہے کہ یہ لوگ سچائی کو جھٹلا رہے ہیں اور غلط بحث کر رہے ہیں وہ زندگی جو مرنے پر جز و زمین بن جاتی ہے ہم اس کا ذکر نہیں کرتے ہم اس زندگی کا ذکر کرتے ہیں جس کا مادہ ہماری کتاب میں محفوظ ہے، آگے اس کی مثال بیان فرمائی ہے کہ جیسے ظاہری بارش سے ظاہری حیات کا سامان بہم پہنچتا ہے، اسی طرح روحانی بارش سے جو وحی الٰہی ہے، اخلاقی اور روحانی حیات کا سامان مہیا ہوتا ہے، پھر اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے مختلف اقوام کی مثالیں دی ہیں کہ انہیں بھی ہم نے کہا تھا کہ اے مردو! زندہ ہو جاؤ - جب انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور وحی الٰہی کے پانی سے زندہ ہونے سے انکار کر دیا - تو عذاب کا وعدہ پورا ہو گیا - یہ تو ظاہر ہے کہ سابقہ زمانوں میں جو عذاب کی دھمکی پوری ہوئی، وہ مخالفین پیغمبر کی تباہی تھی، نہ کہ ان کا زمینی قبروں سے نکل کھڑا ہونا، دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے مخالفوں کے سامنے کیا چیز پیش کی گئی تھی، جسے انہوں نے جھٹلایا، آیا انہیں یہ کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد زمینی قبروں سے نکال کھڑے کئے جاؤ گے - یا یہ کہ تم اخلاقی طور سے مردے ہو، پیغمبر کی تعلیم سے زندہ ہو جاؤ؟ اگر پہلی بات کہی گئی تھی، تو سابقہ قوموں کے عذاب سے تباہ ہو جانے اور ان کی جگہ نئی قوموں کے پیدا ہونے رہنے کا ذکر برمحل نہیں، اگر دوسری بات تھی تو بے شک اس ذکر میں ان کے لئے درس عبرت ہے - آگے جو فرمایا ہے کہ کیا ہم پہلی خلق سے تھک گئے ہیں کہ اب ان کو مٹا کر ان کی جگہ نئی مخلوق پیدا نہیں کر سکتے - اس سے بھی یہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم ہوتا ہے کہ بات جو انہیں کہی گئی تھی اور جس کو وہ جھٹلاتے تھے۔ یہ تھی کہ اگر وہ مخالفت سے باز نہ آئے تو انہیں مٹا دیا جائے گا، اور نئی قوم کو جو مسلمان ہیں۔ اُن کا جانشین بنایا جائے گا، وہ اپنی طاقت اور جمعیت کے گھمنڈ میں اسے انہونی چیز سمجھتے تھے، پہلے ان کو سابقہ قوموں کی مثالوں سے سمجھاتے رہے، کہ زمانہ ماضی میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ آخر جب وہ باز نہ آئے تو خدا نے انہیں مٹا دیا، اور مسلمانوں کو جو خائف جار جاتی تھی، ان کا وارث بنا دیا۔

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ مردوں کو زمینی قبروں سے نکال کھڑا کیا جائے گا، یہ بات کافر خود اس کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی لئے فرمایا بل ہم فی امر مریج، کہ یہ خلط مبحث کر رہے ہیں، اب جسے یہاں خلط مبحث کہا ہے، اُسے سورہ ہود میں پیغمبر کی تعلیم میں بھی پیدا کرنا کہا ہے۔ فرماتا ہے:-

۲، اننی لکم منه نذیر وبشیر
وان استغفروا ربکم ثم
توبوا الیه یمتعکم متاعا
حسنا الی اجل مسمی ویؤت
کل ذی فضل فضله وان تولوا
فانی اخاف علیکم عذاب
یوم کبیر ....
وهو الذی خلق السموات
والارض فی ستة ایام

میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے
انتباہ کرنے اور بشارت دینے کے
لئے آیا ہوں۔ کہ تم خدا سے بخشش
مانگو، پھر اس کی طرف جھک جاؤ،
وہ تم کو ایک مقررہ میعاد تک اچھی
چیزوں سے فائدہ پہنچائے گا۔ اور
زیادہ نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی
کے مطابق بدلہ عطا کرے گا۔ اگر
تم یہ نہ مانو، تو میں ڈرتا ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وكان عرشه على الماء
ليبلوكم ايكم احسن عملا
ولئن قلت انكم مبعوثون
من بعد الموت ليقولن
الذين كفروا ان هذا
الا سحر مبين، ولئن
اخرنا عنهم العذاب الى
امة معدودة ليقولن
ما يحبسه الا يوم
ياتيهم ليس مصروفا
عنهم وحاق بهم ما كانوا
به يستهزءون ......

. . . .

. . . .

افمن كان على بينة من
ربه ويتلوه شاهد منه
ومن قبله كتاب موسى
اماما ورحمة، اولئك
يؤمنون به، ومن يكفر
به من الاحزاب
فالنار موعده....

کہ تم پر بڑے دن کا عذاب آجائیگا
...... خدا نے آسمانوں اور
زمین کو چھ دن میں پیدا کیا - اور
اس کا عرش پانی پر تھا - تاکہ
تم کو آزمائے - کہ کون تم میں سے
سب سے اچھے کام کرتا ہے - اور
اگر تو ان کو کہے کہ تم اپنی موجودہ
حالت سے جو موت کی حالت ہے
نکل کر زندہ کئے جانے والے ہو
تو منکر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو
ہے ، اگر ہم کچھ عرصہ کے لئے عذاب
کو ملتوی کر دیتے ہیں ، تو کہتے ہیں
کونسی چیز اس (عذاب) کو آنے
سے روکتی ہے - یاد رکھو کہ جب
عذاب آجائے گا تو وہ رکے گا
نہیں اور وہ جس سے ہنسی کرتے
تھے وہ ان کو گھیر لے گا ....

. . . .

جو خدا کی طرف سے حقیقت واضح
پر قائم ہے ، اور اس کی طرف
سے ایک گواہ اسے پڑھتا ہے ،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

...... اولئک یعرضون
علیٰ ربهم ویقول الاشهاد
هٰؤلاء الذین کذبوا علیٰ
ربهم، الا لعنة الله
علی الظالمین الذین یصدون
عن سبیل الله و
یبغونها عوجاً وهم
بالآخرة هم
کافرون۔
(هود - ع ۱-۲)

اور اس کی پیروی کرتا ہے
اور اس سے پہلے موسیٰ کی
کتاب پیشوا اور رحمت ہے
وہ سب اس پر ایمان لاتے ہیں
اور جو جماعتوں میں سے اس
کا انکار کرتا ہے، اس کے لئے
آگ کی سزا ہے ....
...... وہ سب خدا کے سامنے
پیش کئے جائیں گے، اور گواہ کہیں
گے، یہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے
اپنے رب کو جھٹلایا، یاد رکھو، کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جو لوگ
خدا کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس کے مفہوم کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔
اور آخرۃ کے منکر ہیں۔

فرمایا ہے کہ میں بشارت دینے اور ڈرانے والا ہوں، بشارت یہ
ہے کہ خدا نے جو زندگی کے پانی پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور اس
سے مردہ قوموں کو زندہ کرتا رہتا ہے، تاکہ آزمائے کہ کون اچھے
عمل کرتا ہے۔ زندگی کے پانی کا رخ تمہاری طرف پھیرا ہے، اور اب
تم اس مردگی سے جو تم پر طاری ہے، زندہ کئے جانے والے
ہو، مخالف اس سیدھی بات کو، جو روحانی اور قومی زندگی کی
خوشخبری ہے۔ بگاڑ کر یوں پیش کرتے ہیں کہ تو اب یہ مردوں
کو زندہ کرنے لگا ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ تو پھر جادو ہوا، اور جب انہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بڑے دن کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے، اس کا جواب دیتے ہیں اگر پھر اس عذاب کو کس چیز نے روک رکھا ہے! حالانکہ جب وہ عذاب آئے گا، اسے ٹالنے کی کوشش کریں گے، لیکن وہ ٹلے گا نہیں اور چاروں طرف سے انہیں گھیرے گا، یہ بات خدا کی طرف سے قطعی علم پر مبنی ہے اور کتاب موسیٰ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی فرعون نے جب روحانی و اخلاقی زندگی پانے سے انکار کر دیا اور پیغمبر کو جھٹلا کر اپنی تباہی کے عذاب کا طالب ہوا، تو آخر فرعون کو اس کی ہلاکت نے آلیا، سو انسانی جماعتوں میں سے جو کوئی اس سچائی کا انکار کرے، اس کا ٹھکانا آگ ہے، عنقریب ان لوگوں کی اپنے رب کے حضور پیشی ہوگی۔ اور ان کے خلاف گواہ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان ظالموں پر جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور اس کے لئے کجی تلاش کرتے ہیں، یعنی دوسری زندگی سے اخلاقی اور روحانی زندگی مراد لینے کی بجائے زمینی قبروں سے مردوں کا نکال کھڑا کرنا مراد لے کر اس کی ہنسی اُڑاتے ہیں، اللہ کی پھٹکار ہے۔

۹۔ تلک الجنۃ التی نورث
من عبادنا من کان تقیاً۔۔
۔۔۔۔۔۔ رب السموٰت
والارض۔۔۔۔۔۔۔
فاعبدہ واصطبر لعبادتہ
۔۔۔ ویقول الانسان
ءاذا ما مِتُّ لسوف
اُخرج حیاً۔ اولا

یہ وہ جنت ہے، جس کا وارث ہم
اپنے بندوں میں سے متقی لوگوں
کو بناتے ہیں۔۔۔۔۔۔
وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے
۔۔۔۔ پس اس کی عبادت کر اور
اس کی عبادت پر مضبوطی سے
قائم رہ۔۔۔۔۔۔۔
انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئاً فوربک لنحشرنہم والشیاطین ثم لنحضرنہم حول جہنم جثیا ..... وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتماً مقضیاً ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا ... وکم اھلکنا قبلہم من قرن ... قل من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا ۔ حتی اذا رأوا ما یوعدون اما العذاب واما الساعۃ فسیعلمون من ھو شر مکاناً واضعف جندا ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثواباً وخیر مردا .... واتخذوا من دون اللہ آلہۃ

جاؤں گا تو میں زندہ کرکے نکالا جاؤں گا ؟ کیا انسان یہ یاد نہیں کرتا ، کہ ہم نے اسے پہلے پیدا کیا ، اور وہ کچھ بھی نہ تھا پس تیرے رب کی قسم ہے کہ ہم ان کو اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے ، پھر ان کو دوزخ کے گرد حاضر کریں گے ، در آنحالیکہ وہ گھٹنوں پر گرے ہوئے ہوں گے ، ...... تم میں سے کوئی نہیں مگر اس میں وارد ہوگا ، یہ تیرے رب پر لازم ہے ، جس کا فیصلہ ہو چکا پھر ہم متقیوں کو نجات دیں گے ۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے ۔ ... . ان سے پہلے کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کر ڈالیں ۔ کہہ کہ جو گمراہ ہے ، خدا اسے گمراہی میں مہلت دیتا ہے ، یہاں تک کہ جس کا وعدہ ان کو دیا گیا وہ ان کے سامنے آ جاتا ہے ، عذاب ہو یا ساعۃ ،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ليكونوا لهم عزًّا - كلا سيكفرون بعبادتهم .... فلا تعجل عليهم انما نعد لهم عدًّا - يوم نحشر المتقين الى الرحمن وفدًا ونسوق المجرمين الى جهنم وردًا - لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدًا -

(مریم ع ۴ - ۶)

اس وقت جان لیتے ہیں کہ کون برے حال میں ہے، اور کمزور جتھے والا کون ہے، ہدایت پانے والوں کی خدا مزید راہنمائی کرتا ہے اور باقی رہنے والے نیک کام تیرے رب کے نزدیک بدلہ اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہیں ...... انہوں نے خدا کے علاوہ معبود بنائے تاکہ وہ ان کے لئے غلبہ کا موجب بنیں، وہ ضرور ان کی عبادت کا انکار کریں گے،

...... پس تو جلدی نہ کر ہم ان کے لئے خوب تیاری کر رہے ہیں، اس دن ہم متقیوں کو بارگاہ رحمٰن میں عزت کے ساتھ جمع کر دیں گے - اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکیں گے - وہ شفاعت کے مجاز نہ ہوں گے - سوائے اس کے جس نے رحمٰن سے عہد لیا ہوگا -

دہریہ دوسری زندگی کا انکار کرتا ہے، اور اس کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسے دکھائی نہیں دیتی - اس کا علاج ایک ہی ہے کہ اسی زندگی میں انسان کو دوسری زندگی نظر آ جائے - اور در حقیقت مومن جو اس کا اقرار کرتا ہے، تو وہ اُسے یہاں ہی دیکھ پاتا ہے، اور کافر اس سے اندھا رہتا ہے - سو اس دنیوی زندگی کے دو پہلو ہیں - ایک تو بہیمی، دوسرا ملکی جس نے اپنی بہیمیت پر بحکم "موتوا قبل ان تموتوا" موت وارد کر دی، اس کی روحانیت بیدار ہو گئی، اور اسے یہاں ہی روحانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندگی حاصل ہو گئی، اسی کو جب وہ اس جہاں سے کوچ کرتا ہے ساتھ لے جاتا ہے، جس کی بہیمیت غالب اور روحانیت خفتہ رہی، وہ اندھا رہا، اور اپنا اندھاپن ساتھ لے گیا، اگر اندھا کہے کہ سرخی و سیاہی کا وجود کچھ نہیں تو بیچارہ ٹھیک کہتا ہے، جیسے اندھے کو سرخی و سیاہی منوانے کے لئے ضروری ہے، کہ اس کا اندھاپن دور ہو تا کہ وہ سرخی و سیاہی کا مشاہدہ کر سکے، اسی طرح ایک دہریہ کو دوسری زندگی کا یقین دلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر وہ حس بیدار ہو، جس سے وہ دوسری زندگی محسوس کر سکے، ایک اندھے کو سزا دینا کہ تو کیوں سرخی و سیاہی کا اقرار نہیں کرتا، لا حاصل ہے۔ ہاں! اس کی آنکھوں پر عمل جراحی کرنا یا دوسری طرح علاج کرنا صحیح ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ حشر و نشر۔ علاج و اپریشن یہاں ہی ہوتا کہ وہ اس زندگی میں دوسری زندگی کا مشاہدہ کر کے اس کے انکار سے باز آئے۔

آیات زیر غور میں متقیوں کو جنت کا وعدہ دے کر اور استقلال سے کام میں لگے رہنے کی تلقین کر کے کافر کا اعتراض نقل کیا ہے کہ کیا جب میں مر جاتا ہوں، تو اس کے بعد زندہ کیا جاؤں گا؟ قرآن اس کے انکار کی علت سے باخبر ہے۔ فرماتا ہے کہ عنقریب ان حصوں کے آنکھیں پانے ہیں جو دکھ ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے سب منکروں کو مع ان کے لیڈروں کے جمع کروں گا سب جہنم پر وارد ہوں گے، مومنوں کو اس سے نجات دیدوں گا اور مخالفت کے لیڈروں کو اسی میں چھوڑ دوں گا، یعنی ظالم اپنی بھڑکائی ہوئی جنگ کی آگ میں بھسم ہو جائیں گے اور مسلمان قوم نجات یا کر ان کی وارث ہو جائے گی، اور یوں لوگوں کے ایمان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لانے میں جو رکاوٹ ہے دور ہو جائے گی۔ قرون سابقہ میں یہی سنت اللہ رہی ہے۔ اور اب بھی ویسا ہی عمل ہوگا، جلد ہی ان کی تباہی کا وعدہ آپہنچے گا، تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بدحال کون ہے اور لاؤ و لشکر کے لحاظ سے کمزور کون، ہدایت پانے والوں کو خدا کامیاب کرے گا اور ایسے کام کرنے کی توفیق دے گا، جو باقی رہنے والے ہیں۔ مخالفوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنایا ہے کہ ان کا غلبہ اور قوت بحال رہے، ہرگز ایسا نہ ہوگا، عنقریب یہ اپنے جھوٹے لیڈروں کی پیروی اور باطل معبودوں کی عبادت سے انکار کریں گے۔

کچھ دن کی بات ہے کہ ہم متقیوں کو ایمان لانے والے وفدوں کی صورت میں جمع کر دیں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے، شفاعت کا کسی کو اختیار نہ ہوگا، ہاں اگر کسی نے رحمٰن سے عہد لیا ہوگا۔ یعنی مسلمانوں کی معاہد قوم ہوگی، تو وہ بچے گی، ورنہ سب سرکش تھرا پائیں گے۔

یہ سب کچھ واقع ہو چکا اور حضرت محمدؐ کے زمانہ میں اسلام کے غلبہ کے ساتھ روحانی زندگی پانے میں جو رکاوٹیں تھیں، دور ہو جانے سے سارے کا سارا جزیرہ عرب روحانی طور پر زندہ ہو کر دوسری زندگی کا اسی زندگی میں مشاہدہ کرکے قائل ہو گیا، پس خدا نے اسی دنیا میں مردوں کو زندہ کرکے مردوں کے زندہ ہونے سے جو اپنا منشا تھا وہ واضح کر دیا۔ "فماذا بعد الحق الا الضلال"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نفخ صور

سورہ یٰس کی آیات مذکورہ صـ۹۱، صـ۹۲ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ وعید جس کا آنحضرتؐ کے مخالف انتظار کرتے تھے، اور بار بار پوچھتے تھے کہ وہ کب آئے گی، اس کا وقوع اس طرح ہوا کہ رب کے حضور پیشی کے لئے بگل بجایا گیا، تو وہ قبروں سے اُٹھ کر اپنے رب کی طرف بھاگنے لگے، صرف ایک ہی چیخ یعنی بگل کی ایک ہی آواز سے سب کے سب خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اسی طرح سورہ قٓ میں ہے:۔

"ونفخ فی الصور ذلک یوم الوعید وجاءت کل نفس معہا سائق وشہید"

کہ یوم وعید میں بگل بجایا گیا تو ہر نفس اپنے ہانکنے والے اور گواہ کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہو گیا۔ بگل بجایا گیا یعنی طلبی ہوئی یوم وعید یعنی سزا کے لئے پیشی کی تاریخ، ہانکنے والا یعنی پولیس کا سپاہی جو ملزم کو گرفتار کر کے لے جاتا ہے، ملزم خود جانا نہیں چاہتا، اس واسطے اُسے ہانکنے کی ضرورت ہے، گواہ یعنی گواہان استغاثہ جو ملزم کے خلاف ارتکاب جرم کی شہادت دیں۔ آنحضرتؐ کے مخالفوں کی پیشی کی تاریخیں یوم بدر۔ یوم اُحد۔ یوم فتح، وغیرہ کے دن تھے۔ جب بگل بجایا گیا اور ان کی طلبی ہوئی، اور وہ اپنی سزا کے لئے خدا کے رسولؐ کے حضور میں جو خدا کے قائم مقام کی حیثیت سے کرسئ عدالت پر بیٹھا، حاضر ہو گئے۔ سورہ نبا میں ہے:۔

"ان یوم الفصل کان میقاتا یوم ینفخ فی الصور فتأتون افواجا"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ فیصلہ کی تاریخ مقرر ہے ؛ اُس دن بگل بجا کر طلبی کی جائے گی، تو تم گروہ در گروہ خدا کے حضور حاضر ہو جاؤ گے ، یوم بدر میں بگل بجایا گیا، تو مسلمانوں اور کافروں کے گروہوں کے گروہ حاضر ہو گئے ، مسلمان دینی اور دنیوی فلاح کی جنت کا انعام پانے کے لئے اور کافر ذلت و ندامت کی جہنم کا لقمہ بننے کے لئے ، سورۂ انعام رکوع ۹ میں ہے ، وھو الذی الیہ تحشرون وھو الذی خلق السموٰت والارض بالحق ویوم یقول کن فیکون۔ قولہ الحق ، ولہ الملک یوم ینفخ فی الصور عالم الغیب والشھادۃ (ع ۹)

یعنی خدا نے زمین و آسمان کو کلمہ کُن سے جو قول حق ہے پیدا کیا ہے ، جب خلق سے سچائی کی روح جاتی رہتی ہے ، اُسے نئے سرے سے قول حق سے زندہ کرنے کے لئے حضور میں طلب کرنا ضروری ہوتا ہے چنانچہ بگل بجایا جاتا ہے ، اور خلق کی طلبی ہوتی ہے ، پھر وہ بادشاہ ذی اختیار ارادہ کرتا ہے ۔ کہ خلق سچائی کی روح سے نئے سرے سے زندہ ہو جائے ؛ تو وہ ہو جاتی ہے ۔ کلمہ کُن سے مراد ارادہ ہی ہے ۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ۔ انما امرہٗ اذا اراد شیئا ان یقول لہٗ کن فیکون ۵ کہ جب وہ ایک چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ ہو جائے ، تو کہتا ہے کہ ہو جا ، سو وہ ہو جاتی ہے ، آیت زیر غور میں بتایا ہے کہ یہ ارادہ یا کُن کا لفظ جس میں اتنی تاثیر ہے ۔ قول حق یعنی سچائی ہے ، سو خلق جا بجا جو خدا کے کلمہ سے پیغمبر کے ہاتھ پر پیدا ہوتی ہے ، سچائی کا پیدا وار ہوتی ہے اور سچائی ہی اس کی جان ہوتی ہے ، جس سے وہ قائم رہتی ہے ، جب خدا پیغمبر میں اپنا کلام جو حق ہے پھونکتا ہے ، تو اس پھونک سے جو خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے حضور حاضری کے لئے آواز بلند ہوتی ہے، اس کے نتیجہ میں نیک بخت اور بدبخت دونوں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، سعید اطاعت کے لئے اور سچائی کی زندگی اور جنت پانے کے لئے اور شقی مخالفت کے لئے اور جہنم کا ایندھن بننے کے لئے، آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ "انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی" کہ میں ہی لوگوں کو اکٹھا کرنے والا یا مردوں کو زندہ کرنے والا ہوں، جس کے قدموں پر لوگ محشور ہوتے ہیں، چنانچہ بگل بھی آنحضرتؐ کے ذریعے سے بجایا گیا، اور حشر بھی آنحضرتؐ کے قدموں پر آپ کے زمانہ میں ہی ہو گیا۔ سورہ الحاقہ میں ہے۔

الحاقۃ ما الحاقۃ وما ادراک ما الحاقۃ کذبت ثمود و عاد بالقارعۃ۔ فاما ثمود فاھلکوا بالطاغیۃ واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرھا علیھم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعی کانھم اعجاز نخل خاویۃ فھل تری لھم من باقیۃ وجاء فرعون ومن قبلہ والمؤتفکات

یقیناً آ گھیرنے والی مصیبت، وہ مصیبت کیا ہے؟ میں تجھے کیا بتاؤں کہ وہ مصیبت کیا ہے ثمود اور عاد نے اس بڑی مصیبت کو جھٹلایا، تو ثمود شدید عذاب (زلزلہ) سے ہلاک ہو گئے، اور عاد آندھی سے جو آٹھ روز تک لگاتار ان پر مسلط رہی۔ جس سے ان کے آثار بھی مٹ گئے وہ لوگ اس میں کھجور کے کھوکھلے تنوں کی طرح گر گرے گئے اور ان میں سے ایک بھی نہ بچ سکا، فرعون اور اس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالطاغية۔ فعصوا رسول
ربهم فاخذهم اخذة
رابية - انا لما طغا الماء
حملناكم في الجارية لنجعلها لكم تذكرة
وتعيها اذن واعية
فاذا نفخ في الصور نفخة
واحدة وحملت الارض
والجبال فدكتا دكة
واحدة فيومئذ وقعت
الواقعة . . . .
. . . . . . وانا لنعلم
ان منكم مكذبين وانه
لحسرة على الكافرين وانه
لحق اليقين - (الحاقة)

پہلے لوگوں اور زیر و زبر کی ہوئی
بستی والوں نے جرم کیا، اور خدا
کے رسول کو نہ مانا، تو خدا نے
شاہانہ گرفت کی، جب سیلاب
آیا، تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار
کیا تاکہ ہم اسے تمہارے لئے
درس عبرت بنائیں، اور گوش ہوشیار
اسے یاد رکھے، جب بگل
بجایا جائے گا، تو اس کی ایک
ہی آواز سے زمین اور پہاڑوں
میں زلزلہ برپا ہو گا، پہاڑ
گر جائیں گے اور زمین ہموار
ہو جائے گی۔ اس روز وہ
بڑی مصیبت جو یقیناً واقع ہو کر
رہنے والی ہے، واقع ہو جائے گی۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں جھٹلانے والے ہیں،
یقیناً وہ کافروں کے لئے حسرت ہے، اور یقیناً وہ حق ہے۔

یقیناً آ گھیرنے والی مصیبت کیا ہے؟ سورۃ کے آخری الفاظ
میں خود بتا رہا ہے، کہ تم جو رسول کی تکذیب کر رہے ہو،
یاد رکھو! یہ تمہارے لئے باعث حسرت بن جائے گی۔ اور
اس کا تمہارے لئے مقام حسرت بن جانا قطعی نوشتہ ہے۔ یقینی ہے
اسی کو شروع میں الحاقہ کہا ہے، اور اسی کو آگے چل کر واقع ہو کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہنے والی بات الواقعہ کہا ہے، اور اسی کے اٹل ہونے پر سابقہ مکذّب قوموں کے دردناک اور عبرت انگیز انجام کو بطور گواہ پیش کیا ہے، جس سے مقصود یہ ہے کہ جیسے سابقہ قومیں تکذیب کر کے برے انجام سے نہ بچ سکیں، اسی طرح وہ بھی نہ بچ سکیں گے، آنحضرتؐ کے مخالفوں کا برا انجام جس سے انہیں ڈرایا گیا، جسے قطعی اور یقینی بتایا گیا، اور جس کے اٹل ہونے کو کئی مثالوں سے واضح کیا گیا، کب ظہور میں آئے گا؟ فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ، فیومئذ وقعت الواقعہ، چونکہ ہمارے علماء زیر خط کشیدہ الفاظ سے فنائے عالم مراد لیتے ہیں، اس لئے ان کے نزدیک آنحضرتؐ کے مخالفوں کا برا انجام فنائے عالم کے بعد واقع ہوگا، اگر یہ صحیح ہے تو جہاں سابقہ مکذّب قوموں پر خدا کی گرفت اسی دنیا میں ان کے اپنے زمانوں میں آتی رہی، آنحضرتؐ کے مخالف خدا کے اتنے لاڈلے ہیں، کہ ان کی فنائے عالم تک کی مہلت تاریخ ملتی ہے، اس صورت میں سابقہ مکذّب قوموں کی ہلاکت میں ان کے لئے درس عبرت ہے نہ ان کے سامنے یہ مثالیں پیش کرنے کا موقعہ و محل، جب ان کا معاملہ سابقہ مکذّب قوموں کے معاملہ سے بالکل الگ ہے سابقہ قوموں کو تو اسی دنیا میں مواخذہ ہوتا ہے، لیکن ان کو مواخذہ فنائے عالم کے بعد ہوتا ہے جو بالکل اور نوعیت کا ہے تو آخر اس سارے بیان کا مقصد کیا ہے؟

محاورۂ عرب میں لفظ جبل کا استعمال قوم کے سردار کے لئے بھی ہوتا ہے اور طاقتور انسان کے لئے بھی، چنانچہ لسان العرب میں ہے: الجبل سید القوم و عالمہم اور فلان جبل من الجبال، کہ جبل قوم کے سردار اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عالم کو کہا جاتا ہے، اور طاقتور آدمی کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ پہاڑوں
میں سے ایک پہاڑ ہے۔ خود قرآن شریف میں لفظ جبل کا استعمال ان
معنوں میں آیا ہے، "ولو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ
خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا
للناس لعلھم یتفکرون" کہ اگر ہم قرآن کو پہاڑ جیسے سخت دل آدمی پر
بھی نازل کریں تو خدا کے خوف سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے گا،
اس آیت میں جبل سے مراد پہاڑ نہیں کیونکہ خود بتا دیا ہے کہ یہ مثالیں
ہیں جو ہم لوگوں کے غور و فکر کے لئے بیان کرتے ہیں۔ نادر سے بڑھ کے
واقعی بھی یہ صحیح نہیں کہ قرآن کو پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ گر جاتا
ہے۔ جب لغت کی رو سے ہی جبل کا لفظ قوم کے لیڈر کے لئے استعمال
ہوتا ہے اور قرآن نے ہی تصریح کر دی کہ جبل سے مراد پہاڑ نہیں، بلکہ
سنگدل اور طاقتور انسان ہیں تو تصریح قرآن کے خلاف جبال سے
ظاہری پہاڑ مراد لینا درست نہیں۔ اسی طرح "منجد" میں ہے کہ جب
ذلک کا لفظ ارض کے لئے آئے تو معنے ہوتے ہیں۔ سوّی
صعودھا و ھبوطھا کہ زمین کے نشیب و فراز کو ہموار کر دیا
نیز قرآن میں ارض کا لفظ اہل ارض پر بھی استعمال ہوا ہے، چنانچہ فرمایا
ہے:- "افلا یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا
افھم الغالبون" کیا دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں
سے گھٹاتے چلے آتے ہیں، تو کیا یہ مخالفوں کے غلبہ کے آثار ہیں؟
اس آیت میں زمین سے مراد وہ باشندگان زمین ہیں جو آنحضرت
کے مخالف تھے، اور زمین کو گھٹانے سے مراد ان مخالفوں کا روز بروز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کم ہونے جاتا ہے ۔ پس سورۃ حاقہ کی آیت میں جبال سے مراد مخالفت کے لیڈر ہیں ، جو حق کی راہ میں پہاڑوں کی طرح روک بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ اور ارض سے مراد عوام ہیں ، جو ان لیڈروں کے تابع ہوتے ہیں ، اور پورے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب بگل بجا یا جائے گا اور مخالف لیڈروں اور ان کے پیروؤں کو ان کے گھروں سے ان کے مقام ہلاکت پر لایا جائے گا ، اس روز حاقہ اور حاقہ جو یقینی طور پر واقع ہو کر رہنے والی بات ہے واقع ہو جائے گی یعنی کافروں کو معہ ان کے لیڈروں کے زمین کے ساتھ ہموار کر دیا جائے گا اور اسلام کا راستہ پہاڑوں جیسی روکوں اور تمام نشیبوں اور فرازوں سے صاف کر دیا جائے گا ، چنانچہ ایسا ہی ہوا ، اسلام سے جزیرہ نمائے عرب میں انقلاب آیا ، اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نہ پہلی سی زمین رہی نہ پہلا سا آسمان ، سارا نقشہ ہی بدل گیا ، قرآن نے اس انقلاب کا انہی الفاظ میں ذکر بھی کیا ہے ، چنانچہ فرماتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسماوات وبرزوا للہ الواحد القہار (ابراہیم) کہ جب زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے ، خدا کی نافرمانی کا جہان فنا ہو جائے گا ، اور سب خدائے واحد و غالب کے سامنے نکل پڑیں گے ۔ ایسے محاورات قرآن میں بکثرت آتے ہیں ۔ عیسائیوں کے اتخاذ ولد کے عقیدہ پر فرماتا ہے ۔ تکاد السماوات یتفطرن منہ و تنشق الارض وتخر الجبال ھدًا کہ قریب ہے کہ اس عقیدہ کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں ، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں ، ظاہر ہے کہ ان الفاظ سے اس خیال کی انتہائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہستی مراد ہے، نہ کہ خدائے عالم۔

پس آنحضرتؐ کی زندگی میں ہی بگل بجایا گیا اور وعدہ عذاب جسے سچ اور واقعہ ہو کر رہنے والی بات کہا گیا تھا پورا ہو گیا، جیسے کہ سابقہ مکذب قوموں کی صورت میں یہ وعدہ ان کے زمانوں میں اسی دنیا میں پورا ہوتا رہا میں پہلے بتا آیا ہوں کہ آدم خلیفۃ اللہ سے مراد انسان کامل ہے، جو پیغمبر ہوتا ہے، خدا فرماتا ہے "فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین" کہ جب میں اس کا تسویہ کر چکوں، یعنی اُسے انسان کامل بنا چکوں اور اس میں اپنا کلام پھونکوں تو اس کے سامنے سب نے سجدہ اطاعت پیش کرنا، خدا جب پیغمبر میں اپنا کلام پھونکتا ہے تو پیغمبر سے خدا کے حضور حاضری کے لئے آواز بلند ہوتی ہے، چونکہ بگل میں بھی پھونک ماری جاتی ہے، تو اس سے حاضری کے لئے آواز پیدا ہوتی ہے، اس مشابہت کی بناء پر نفخ فی الصور سے مراد پیغمبر کا ظہور ہے، جو لوگوں کو فیصلہ کے لئے نئی زندگی پانے کے لئے یا بصورت انکار جہنم میں کھینچے جانے کے لئے خدا کے حضور طلب کرتا ہے۔

ابداء و اعادہ سورۂ یونس میں ہے:-

و- انہ یبدء الخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین آمنوا وعملوا الصلحت بالقسط والذین کفروا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون (یونس - ع ۱)	اللہ بے شک خلق کا ابداء اور اعادہ کرتا ہے تاکہ مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے، منکروں کے لئے گرم پانی پینے کو اور دردناک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عذاب ان کے کفر کے سبب سے ہے ۔

(ب) قل ھل من شرکائکم من یبدؤا الخلق ثم یعیدہٗ قل اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہٗ فانّی تؤفکون ، قل ھل من شرکائکم من یھدی الی الحق قل اللہ یھدی للحق افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدیٰ فما لکم کیف تحکمون ۔ (یونس ع ۴)

کہہ کہ کیا ان میں جنہیں تم خدا کے شریک ٹھہراتے ہو، کوئی ہے جو خلق کو پیدا کرتا اور واپس بلاتا ہو؟ تم کس گمراہی میں پھنسے ہو، کہہ کہ کیا تمہارے شرکا سے کوئی ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہو؟ تو جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے وہ پیروی کرانے کا حقدار ہے یا وہ جو ایسی راہنمائی نہیں کرتا بلکہ خود راہنمائی کا محتاج ہے ۔ تم کو کیا ہو گیا اور تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

آیۃ اسے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ سب لوگوں کو مر کر اور پھر قیامت کے روز قبروں سے اٹھ کر خدا کے حضور اچھا یا بُرا بدلہ پانے کے لئے لوٹنا ہے ، آیۃ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا اسی دنیا میں ابدا بھی کرتا ہے اور اعادہ بھی ، اگر خدا بھی اعادہ اس دنیا میں نہیں کرتا بلکہ فنائے عالم کے بعد قیامت کے روز کرے گا جب قبروں سے مردوں کو اٹھائے گا تو شرکا سے یہ مطالبہ کرنا کہ کیا تم ابدا اور اعادہ کر سکتے ہو ، بر محل نہیں ، چنانچہ اگلے فقرے میں خدا کے پیغمبر بھیج کر اسی دنیا میں راہنمائی کرنے اور شرکا سے یہ کام نہ ہو سکنے سے اس بات پر دلیل قائم کی ہے کہ فرمانبرداری کا حق دار خدا ہی ہے ۔ پس جیسے خدا تو اسی دنیا میں حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے لیکن شرکا یہ نہیں کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سکتے، اسی طرح خدا اسی دنیا میں ابدا اور اعادہ دونوں کرتا ہے ان شرکا
میں سے کوئی نہیں جو یہ کام کر سکے، سو منشا یہ ہے کہ پیغمبر کے ظہور پر اسی
دنیا میں خدا کے حضور رجوع خلق ہوتا ہے، پیغمبر کے ظہور کو جو بجلی چمکنے
سے تشبیہ دی گئی ہے، اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ پیغمبر کے ذریعہ خدا کے
حضور حاضری کے لئے آواز دلائی جاتی ہے، پھر حکم دیا جاتا ہے، کہ خدا
کی فرمانبرداری کرو، جو انکار کرتے ہیں، انہیں ذلت و ہلاکت کی سزا دے
کر جہنم میں بھیج دیا جاتا ہے اور دنیا میں عزت و کامگاری کی زندگی کی
طرف لوٹنا ان پر حرام کر دیا جاتا ہے "حرام علی قریۃ اہلکنٰہا انہم لا یرجعون"
اور جو حکم مانتے ہیں انہیں نئی زندگی عطا ہوتی ہے تو مومنوں کی جزا ابدا
کی شکل لیتی ہے، اور منکروں کی سزا اعادہ کی، غرض نافرمان مخلوق کو
سزا کے لئے واپس بلا لیا جاتا ہے، اور فرمانبرداروں کو زندہ قوم بنا کر ان کا
جانشین بنا دیا جاتا ہے، پھر جب یہ تازہ قوم رفتہ رفتہ بگڑ کر پہلی قوم کی
طرح اس قابل نہیں رہتی کہ دنیا میں اسے خدا کی نمائندہ قوم کے طور پر
باقی رکھا جائے تو وہی پہلا عمل دہرایا جاتا ہے اور اس نافرمان قوم کو سزا
کے لئے واپس بلا لیا جاتا ہے اور تازہ فرمانبردار قوم کو ابدا پیدا کر کے اس کا
جانشین بنا دیا جاتا ہے، ہر قوم کی زندگی کا زمانہ وہ وقفہ ہے جو اس کے
ابداء اور اعادہ کے درمیان ہے۔ جس پر لفظ "ثم" دلالت کرتا ہے
اسی طرح خدا کا سچا وعدہ کہ سب کا رجوع اللہ کی طرف ہے، ہر زمانہ
یعنی پیغمبر کے ظہور پر پیدا ہوتا رہتا ہے اور یہی فرمایا ہے، الیہ مرجعکم
جمیعا وعد اللہ حقا انہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ، کہ سب کا
رجوع اللہ کی طرف ہے، یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا بے شک ہر پیغمبر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ظہور پر پہلی نافرمان خلق کو سزا کے لئے واپس بلا کر اور خلق جدید کو ان کی جگہ پیدا کرے اس وعدہ کو ہمیشہ پورا کرتا رہتا ہے۔

قیامت کے معنی بروئے قرآن

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن نے خود قیامت کے کیا معنے کئے ہیں؟

یا ایہا الناس قد جاءتکم
موعظۃ من ربکم وشفاء
لما فی الصدور وھدی
ورحمۃ للمؤمنین قل بفضل
اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا
ھو خیر مما یجمعون۔ قل
أرأیتم ما انزل اللہ لکم من
رزق فجعلتم منہ حراما
وحلالا قل آللہ اذن لکم
ام علی اللہ تفترون وما
ظن الذین یفترون علی
اللہ الکذب یوم القیمۃ
ان اللہ لذو فضل علی
الناس ولکن اکثرھم لا
یشکرون وما تکون فی شان
وما تتلوا منہ من قرآن

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے
رب سے نصیحت آئی ہے اور وہ شفا
ہے، اس کے لئے جو تمہارے سینوں
میں ہے اور ہدایت اور رحمت ہے
مومنوں کے لئے، کہہ کہ خدا کے فضل
اور رحمت سے خوش ہو جائیں،
وہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع
کرتے ہیں، کہ کیا تم نے غور کیا ہے
کہ خدا نے تمہارے لئے جو رزق
نازل کیا، تم نے اس میں سے کچھ
حرام اور کچھ حلال قرار دیا۔ کیا
خدا نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے
یا تم خدا پر جھوٹ باندھتے ہو؟
خدا پر جھوٹ باندھنے والے قیامت
کو کیا خیال کرتے ہیں، خدا لوگوں
پر فضل کرنے والا ہے، لیکن ان میں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ولا تعملون من عمل الا
كنا عليكم شهودا اذ
تفيضون فيه وما يعزب
من ربك من مثقال
ذرة في الارض ولا في
السماء ولا اصغر من ذلك
ولا اكبر الا في كتاب
مبين ۔ الا ان اولياء
الله لا خوف عليهم ولا
هم يحزنون ۔ الذين
امنوا وكانوا يتقون
لهم البشرى في الحيوة
الدنيا وفي الاخرة لا
تبديل لكلمات الله
ذلك هو الفوز العظيم
(یونس ع ۷)

اکثر شکر نہیں کرتے۔ اے رسول تو کسی حال
میں نہیں ہوتا نہ اس کے بارہ میں قرآن
سے کچھ پڑھتا ہے، نہ مومن کوئی عمل
کرتے ہیں مگر ہم تمہارے نگران ہوتے ہیں
جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو،
اور تیرے رب سے کوئی ذرہ برابر چیز بھی
یا اس سے چھوٹی یا بڑی خواہ وہ زمین
میں ہے یا آسمان میں پوشیدہ نہیں بلکہ
کتاب مبین میں ہے یاد رکھو کہ خدا کے
اولیاء کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ
غم، جو ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار
کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت
میں خوشخبری ہے، خدا کی باتیں
اٹل ہیں۔ یہ بڑی بھاری
کامیابی ہے۔

قرآن کے شفا، ہدایت، رحمت، فضل اور روحانی رزق ہونے
کا جسے کافر رد کر رہے تھے، ذکر کر کے سوال کیا ہے کہ یہ لوگ قیامت
کو کیا خیال کرتے ہیں؟ قیامت تو خدا کے فضل کا مظاہرہ ہے، جو
زندگی بخش تازہ کلام کے نزول کی صورت میں ہوا ہے۔ قیامت میں
اللہ رسول کی اس حالت پر اور اس حالت سے متعلقہ نازل شدہ کلام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تلاوت اور پیروی پر اور مومنوں کے تمام اعمال پر بنفسِ نفیس شاہد ہوتا ہے، اور اپنی تربیتِ عالم کی سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے زمین اور آسمانوں کے ذرہ ذرہ پر کڑی نظر رکھتا ہے، اپنے دوستوں یعنی مومنوں کی ہر خوف و حزن سے نجات کا متکفل ہوتا ہے، ان کو دنیوی اور آخری کامیابی کی بشارت دیتا ہے، اور کوئی مخالف اس کے کلمہ کو پورا ہونے سے روک نہیں سکتا، قیامِ قیامت یا تازہ کلام کا نزول تو خلق اللہ کو اس فوزِ عظیم پر فائز کرنے کے لئے ہوتا ہے؛ پھر یہ لوگ کس غلط فہمی میں پھنس کر قیامت میں تازہ کلام کی نعمتِ عظمیٰ کو رد کر رہے ہیں؟

ان آیات میں قرآن نے خود یہ سوال اٹھایا ہے کہ لوگ قیامت کو کیا سمجھتے ہیں اور درحقیقت وہ کیا ہے؟ پھر بتایا ہے کہ وہ خدا کے فضل کا مظاہرہ ہے، اس میں خدا مومنوں کی حفاظت کرتا ہے، انہیں اپنے مقصد میں کامیاب کرتا ہے اور انہیں مخالفوں کے ہاتھوں مٹنے نہیں دیتا، بلکہ مخالفوں کو مٹا دیتا ہے، جیسے یہاں فرمایا ہے کہ خدا رسول اور مومنوں کے حالات کا خود شاہد رہتا ہے، ویسے ہی حضرت موسیٰ کو فرمایا "فانک باعیننا" کہ میں تجھ پر نظر رکھوں گا، کہ تجھے کوئی مٹانے نہ پائے۔ ایسی قیامت خدا کے ظہور کا نام ہے جو پیغمبر کے ذریعہ ہوتا ہے، گویا خدا اپنے خلیفہ کے ذریعے قیام فرماتا یا کھڑا ہوتا ہے؛ اور لوگوں کو حق پر قائم ہونے کے لئے بلاتا ہے جو حق پر قائم ہو جاتے ہیں ان کی حفاظت کرتا ہے اور جو نہیں ہوتے انہیں مٹا دیتا ہے اور حق پر قائم ہونے والوں کو ان کا جانشین بنا دیتا ہے۔ یہ قیامت کے وہ معنی ہیں جو آیات مذکورہ میں قرآن نے خود بتلائے ہیں یہاں نظامِ شمسی کی فنا اور زمینی قبروں سے مردوں کے اٹھ کھڑے ہونے کا کوئی ذکر نہیں، البتہ ظہورِ حق، حامیانِ حق کی کامیابی اور دشمنانِ حق کی ناکامی کا ذکر ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غلط فہمی کی وجہ

اس مقام پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قیامت ظہور پیغمبر کا نام ہے تو لوگوں کو کیونکر یہ غلط فہمی ہوئی کہ ظہور پیغمبر کو قیامت سمجھنے کی بجائے فنائے عالم کے بعد قیامت کا انتظار کرنے لگے۔ اس کی دو وجہیں ہیں:-

(۱) اس میں کچھ شک نہیں کہ قیامت کے معنی قیام حق ہیں، اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر پیغمبر کے ذریعہ حق قائم ہوتا رہا ہے، لیکن ہر پیغمبر کے ذریعہ قیام حق صرف ایک حصہ نسل انسانی میں ہوتا رہا ہے، اگرچہ پیغمبر کو نہ ماننے والے بھی اس کی تعلیم سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور بحیثیت کل عالم کی عمومی ترقی ہوتی رہی ہے تاہم ہر پیغمبر کے ہاتھ پر قیام حق کا جو کام ہوتا رہا وہ ایک حصہ نسل انسانی تک محدود تھا، اور پیغمبر کے بعد لمبا زمانہ گذرنے پر وہ حصہ بھی جس میں پیغمبر حق کو قائم کر جاتا رہا بگڑ جاتا رہا، پس دنیا بھر میں اور ہمیشہ کے لئے قیام حق کا کام جو مقصود ہے ابھی ہونا باقی ہے، یہ کام پیغمبروں کی تدریجی تربیت کے نتیجے میں آخر پر ہونا مقدر تھا، اور سارے پیغمبر اس سنہری زمانہ کی خبر دیتے رہے ہیں، جس میں دنیا بھر میں حق قائم ہو جائے گا، گویا کام جو پیغمبروں کے زمانہ میں ہوا وہ ان کی منزل مقصود کی طرف ایک ایک قدم تھا، اور بالآخر عالم بھر میں قائم ہونے والے حق کا ہی جزوی ظہور تھا، پس پیغمبروں کے ظہور پر جو قومی قیامتیں قائم ہوتی رہیں وہ قیامت کا نمونہ اور اس کی گواہ تھیں، اور پوری قیامت جس میں عالم بھر میں ہمیشہ کے لئے قیام حق ہونا تھا آئندہ آنے والی تھی، سو لوگ قیامت کا جو انتظار کرتے رہے ہیں اس میں وہ غلطی پر نہیں، ہاں غلطی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ ہے جو قیامت منتظرہ کی نوعیت کو بدل ڈالتے ہیں یعنی اُسے قیامت کے ان نمونوں سے جو پیغمبروں کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے رہے، بالکل نرالی چیز مانتے ہیں، مثلاً نمونہ کی قیامتوں میں تو عالم کے فنا ہونے اور نیا عالم پیدا ہونے سے انقلاب مراد لیتے ہیں، جس سے بدی کا نظام تباہ ہو کر نیکی کا نظام قائم ہوتا رہا - اور مردوں کے زندہ ہونے سے باطل پرستوں کا نور ایمان اور سچائی کی روح سے زندہ ہونا مراد لیتے ہیں، لیکن قیامت میں جس کے وہ منتظر ہیں فنائے عالم سے نظام شمسی کی فنا مراد لیتے ہیں. اور مردوں کے زندہ ہونے سے قبروں سے جسد عنصری کے ساتھ مردوں کا نکل کھڑا ہونا مراد لیتے ہیں - اگر قیامت کے نمونوں اور قیامت میں واقعی نوعیت کا اختلاف ہے، تو نہ وہ قیامت کے نمونے ہیں نہ اُس کے گواہ اور ثبوت، اور جس کی کوئی شہادت اور ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا، اس کو ماننے کا مطالبہ تکلیف مالا یطاق ہے -

(۲) دوسری وجہ غلط فہمی کی یہ ہے کہ قرآن میں ایسے ذکر بکثرت ہیں کہ خدا قیامت کے روز مومنوں کو نیک بدلہ دے گا، اور کافروں کو سزا دے گا، لوگ کہتے ہیں کہ ہم جو قیامت کے روز سے پہلے مر چکے ہوں گے اگر زندہ نہ کیے جائیں گے تو ہمیں جزا و سزا کیونکر ملے گی؟ سو واضح رہے کہ ایسے وعدے دو وعدوں پر مشتمل ہیں، (۱) جہاں ایسا وعدہ کا تعلق زمانہ مستقبلہ سے ہوتا ہے وعدہ اسی زمانہ میں پورا کر دیا جاتا ہے - یعنی مومن جو حق کے حامی ہوتے ہیں قیام حق سے کامیاب ہو جاتے ہیں اور دشمنان حق ناکامی اور ذلت کے جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں مومن دنیا سے جاتا ہوا اپنی سچائی اور اطمینان کی جنت ساتھ لے جاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور منکر اپنی جہنم، گویا دنیا اور آخرت دونو میں جزا سزا کا وعدہ پورا ہو جاتا ہے۔ پس ان کی صورت میں قیامت سے جس میں انہیں جزا سزا ملنے کا وعدہ دیا جاتا ہے وہی قیامت مراد ہوتی ہے جو پیغمبر وقت کے ظہور پر قائم ہوتی ہے اور اس قیامت کا دور دوسرے پیغمبر کے ظہور تک ہوتا ہے یعنی پیغمبر وقت کی تعلیم اس کے دور میں معیار حق ہوتی ہے جس سے لوگوں کی سچائی اور نیکی کو ماپا جاتا ہے، پیغمبر کے ساتھ میزان یا عملوں کے تولنے کا ترازو نازل ہونے کے یہی معنے ہیں (ب) باقی رہے آئندہ زمانے میں واقع ہونے والے وعدے تو ان کی صورت میں مومنوں سے مراد اس زمانے کے مومن ہوتے ہیں جو آئندہ دور میں اس زمانے کے پیغمبر پر ایمان لاتے ہیں اور منکروں سے مراد وہ منکر ہوتے ہیں جو پیغمبر وقت کے منکر ہوتے ہیں، جیسے خدا قیامت میں خواہ چھوٹے پیمانے پر ہو خواہ بڑے پر، خواہ ماضی میں خواہ حال میں، خواہ مستقبل میں، خواہ ایک قوم میں یا دوسری میں، فرق نہیں کرتا، اسی طرح وہ سب مومنوں کو خواہ کسی زمانہ اور وطن کے ہوں اور کسی رسول کے ذریعہ ایمان لائے ہوں ایک سمجھتا ہے۔ اور سب زمانوں اور قوموں کے منکروں کو خواہ انہوں نے کسی رسول کا انکار کیا ہو ایک قرار دیتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:۔

(۱) واذ وٰعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ ثم اتخذتم العجل من من بعدہ وانتم ظالمون (بقرہ ع ۷)

(۲) قالوا ان اللہ عہد الینا الا نومن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینات وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صادقین (آل عمران - ۱۹)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۳) ولقد جاءکم یوسف من قبل ..... حتیٰ اذا هلك
قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاً (مومن ع ۴)
(۴) ربنا واتنا ما وعدتنا علیٰ رسلك - (آل عمران ع ۲۰)

پہلی آیت میں بنی اسرائیل کو جو آنحضرتؐ کے سامنے تھے، مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ تم نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا، حالانکہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا، وہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے لوگ تھے، جو اُنیس سو سال پہلے ہو گذرے تھے، اور آنحضرتؐ کے وقت ان میں سے کوئی باقی نہ تھا، دوسری آیت میں ان کے اس قول کا ذکر کرکے کہ ہم رسول کو نہ مانیں گے، جب وہ سوختنی قربانی کا نشان لائے، فرمایا ہے کہ تمہارے پاس وہ رسول بھی آئے جو سوختنی قربانی کا نشان اپنے ساتھ رکھتے تھے، انہیں تم نے کیوں قتل کیا؟ حالانکہ آنحضرتؐ کے زمانہ کے یہودیوں کے پاس کوئی رسول سوختنی قربانی کا نشان لے کر نہ آیا تھا، آیت سوم میں حضرت موسیٰؑ کے عہد کے ایک شخص کا ذکر ہے جو مصریوں کو کہتا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ فوت ہوئے تو تم نے کہا، اب ان کے بعد ہرگز خدا کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا، حالانکہ حضرت یوسفؑ کے بعد جن لوگوں نے یہ بات کہی، ان میں سے حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں کوئی باقی نہ تھا، چوتھی آیت میں مسلمانوں کی زبان سے کہلوایا ہے کہ اے ربنا ہمیں وہ عطا کر جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے ساتھ کیا تھا، حالانکہ سابقہ رسولوں کے وقت میں نہ وہ لوگ موجود تھے، نہ ان رسولوں نے ان سے کوئی وعدہ کیا تھا۔

چونکہ سچ کی ہمیشہ ایک ہی ... ان کے دلائل اور عقائد ... ایک ہیں ...

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس سے متاثر ہونے والی طبیعتیں بھی ایک ہیں نشانات کا مقصد سچائی کو واضح کرنا ہوتا ہے۔ سو یہ کام ہر زمانہ کا پیغمبر کامل طور پر کر دیتا ہے اگرچہ منکر ایک زمانہ میں ایک اعتراض کریں، اور دوسرے میں دوسرا، ان کے اعتراضوں کی نوعیت، دنیا معقولیت ہمیشہ ایک ہوتا ہے، ان کی طبیعت کی کجی، سرکشی اور ہٹ دھرمی ایک ہوتی ہے، اسی طرح مومن جو ایمان لاتے ہیں، ان کی ذہنیت، ان کا نقطۂ نظر اور ان میں فرمانبرداری کی روح ایک ہوتی ہے، اس لئے خدا تمام زمانوں کے مومنوں کو ایک قرار دیتا ہے، اور تمام زمانوں کے منکروں کو ایک،

قیامت کبریٰ کے متعلق قرآن کا اپنا بیان آگے آئے گا، یہاں صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ غلط فہمی کی وجہ کیا ہے، مسلمانوں کے آئندہ رسول کے انکار کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں قیامت کے معنی سمجھنے میں غلطی لگی ہے، آپ سنتے ہیں کہ اسلام تا قیامت رہے گا، تو چونکہ وہ قیامت کے معنے فنائی عالم کرتے ہیں، آئندہ دنیا میں رسول کے آنے سے انکار کر دیتے ہیں، حالانکہ قیامت کے معنی رسول کا ظہور ہیں، اگر قیامت کے معنے یہ ہو جائیں، تو ساری بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یوم قیامت کے زمانے کے تو مسلمان قائل ہیں، جس قیامت کے وہ منتظر ہیں، واقعہ میں وہ آئندہ رسول کا ظہور ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسلمانوں کا تنزل

سلسلۂ رسالت کی غرض اور اس کا عالمگیر ہونا، رسولوں کی بعثت کا عام قانون، ہر امت کی میعاد مقرر ہونا اور اس کے خاتمہ پر رسول کا آنا، اس کے اختلافات کا فیصلہ کرنا، اس پر موت وارد کرنا، مردوں کو زندہ کر کے نئی قوم پیدا کرنا اور اُسے مردہ قوم کا جانشین بنانا، ہر زمانہ میں بقدر ضرورت کلام الٰہی کا نازل ہونا اور ہر زمانہ کے لئے جداگانہ کتاب ہونا، رسولوں کے سلسلہ کو ختم سمجھنے کی انتہائی مذمت اور قیامت کے معنے ہم قرآن سے دیکھ چکے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا قرآن شریف نے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے کہ مسلمان قوم قاعدہ کلیہ سے مستثنےٰ ہے، نہ یہ بگڑے گی، نہ اس کی کوئی میعاد مقرر ہے، آئندہ کے لئے سنت اللہ بدل گئی ہے؟ جہاں تک میں معلوم کر سکا ہوں مسلمان قوم کے قاعدہ کلیہ سے مستثنےٰ ہونے اور سنت اللہ کے بدل جانے کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں، بخلاف اس کے مسلمانوں کے بگڑ جانے اور دوسری قوم کے لئے جگہ خالی کر دینے کا ذکر کئی مقامات پر ہے، جن میں سے بعض پیش کئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کی اجل مسمیٰ

اِنّی لکم منہ نذیر و بشیر

میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وان استغفروا ربكم ثم توبوا اليه يمتعكم متاعًا حسنًا الى اجل مسمّى -

(هود - ع ۱)

ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں، اپنے رب سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف رجوع کرو، وہ تم کو ایک مقررہ میعاد تک اچھا فائدہ پہنچاتا رہے گا۔

اس آیت میں رسول اللہ کے مخاطبوں سے وعدہ کیا ہے، کہ اگر وہ خدا کی طرف رجوع کریں، تو خدا انہیں ایک مقررہ میعاد تک متاع حسنہ سے متمتع فرمائے گا، ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرتؐ کے پیغام کو لبیک کہا وہ مسلمان قوم ہے، پس یہاں مسلمان قوم کی اجل مسمّیٰ کا ذکر ہے۔ یہ میعاد کتنی ہے؟ اس کا ذکر آگے آئے گا،

مسلمانوں کا باہمی تفرقہ

ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينات واولئك لهم عذاب عظيم، يوم تبيض وجوه وتسود وجوه فاما الذين اسودت وجوههم اكفرتم بعد ايمانكم فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون -

(آل عمران - ع ۱۱)

ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے بینات آ جانے کے بعد اختلاف اور تفرقہ کیا، اور انہیں عذاب عظیم سہنا پڑا، جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ، سیاہ رُودوں کو کہا جائے گا، کہ کیا ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے؟ اپنے کفر کے بدلے میں عذاب چکھو۔

(۲) واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها

اللہ سے جو تم نے عہد کیا ہے اُسے پورا کرنا، اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ۔
ان الله يعلم ما تفعلون ،
ولا تكونوا كالتى نقضت
غزلها من بعد قوة انكاثاً
تتخذون ايمانكم دخلاً
بينكم ان تكون أُمة هى
اربى من امة ، انما يبلوكم
الله به وليبينن لكم يوم
القيمة ما كنتم فيه تختلفون
ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة
ولكن يضل من يشاء و
يهدى من يشاء ولتسئلن
عما كنتم تعملون ، ولا تتخذوا
ايمانكم دخلا بينكم فتزل
قدم بعد ثبوتها وتذوقوا
السوء بما صددتم عن
سبيل الله ولكم عذاب
عظيم ۔

(نحل رکوع ۱۳)

نہ توڑنا جب کہ تم نے اللہ کو اپنا
کفیل بنایا ہے ۔ خدا جانتا ہے جو
تم کرتے ہو ، اور اس کی طرح نہ ہو
جس نے اپنے سوت کو مضبوط کاتنے
کے بعد توڑ ڈالا ، تم اپنی قسموں کو
باہمی فساد کی وجہ بناتے ہو ، تاکہ
ایک جماعت دوسری سے بڑھ جائے
خدا اس سے تم کو آزماتا ہے اور
وہ بیان کرے گا ، قیامت کے دن
ان امور کو جن میں تم اختلاف کرتے
ہو ، اگر خدا چاہے تو تم کو ایک
ہی جماعت بنائے ، لیکن وہ جسے
چاہتا ہے ، گمراہ کرتا ہے اور جسے
چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ۔ اور
ضرور تم سے تمہارے کئے کے بارہ
میں جواب طلبی کی جائے گی اور اپنی قسموں
کو باہمی بگاڑ کی وجہ مت بناؤ تاکہ ایسا
نہ ہو کہ تمہارا پاؤں مضبوط ہونے کے
بعد لغزش کھائے ، اور تم کو خدا
کی راہ سے روکنے کے باعث دکھ اور دردناک عذاب میں مبتلا
ہونا پڑے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہلی آیت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے، کہ پہلی قوموں کی طرح تفرقہ کرکے عذاب عظیم کا شکار ہونے سے بچنا، ایک وقت آنے والا ہے، کہ تم میں سے بعض کے چہرے روشن ہوں گے اور بعض کے سیاہ، جو سیاہ رو ہوں گے، انہیں کہا جائے گا کہ پہلے تو تم ایمان لائے تھے، اب انکار کرتے ہو؟ سو اپنے کفر کی وجہ سے عذاب چکھو۔

سورۂ نحل کی آیات میں پھر مسلمانوں کو عہد پورا کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ عہد توڑنے کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک عورت نے اپنا محنت سے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، یہ بھی بتا دیا ہے کہ مسلمان اپنا سوت اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے کہ خود ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کئی فرقے بن جائیں گے، ہر ٹکڑا خود غرض ہو گا، اور اپنی بڑائی چاہے گا، عہد و پیمان کو نبھانے کا کوئی خیال نہ ہو گا، اس سے باہمی فسادات رونما ہوں گے، اور اس طرح مسلمان عروج کو پہنچ کر پھر گر جائیں گے اور خدا کی راہ سے لوگوں کو روکنے کی پاداش میں عذاب عظیم میں مبتلا ہو جائیں گے

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں ان آیات کے تحت لکھتے ہیں، "صاف بتاتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا ذکر ہے کہ ان کا قدم جم کر پھر باہمی فسادات سے پھسل جائے گا۔ ...... کیا آج اسی حکم کی خلاف ورزی کی سزا تو ہم پر نہیں"؟

مسلمانوں سے بنی اسرائیل کا سا سلوک

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم و میثاقہ الذی واثقکم بہ اذ قلتم سمعنا و اطعنا واتقوا اللہ ان اللہ علیم بذات الصدور ۵

اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم پر کی،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا ایها الذین امنوا کونوا قوامین للّٰہ شہداء بالقسط ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولقد اخذ اللّٰہ میثاق بنی اسرائیل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فبما نقضہم میثاقہم لعناہم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقہم فنسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ

(مائدہ ع ۲/۳)

اور اس عہد کو جو اس نے تم سے لیا یاد رکھنا، جب تم نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت قبول کی، خدا سے ڈرتے رہنا، اللہ دل کی باتوں کو جانتا ہے، اے مومنو! اللہ کے لئے عدل و انصاف کو قائم رکھنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بے شک اللہ تمہارے کئے سے خبردار ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ۔ ۔ ۔ ۔ پھر بوجہ ان کی عہد شکنی کے ان کو راندۂ درگاہ کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نصرانیوں سے ہم نے عہد لیا، وہ اس کا ضروری حصہ جس کے یاد رکھنے کی ان کو تاکید کی گئی تھی بھول گئے، تو ہم نے ان کے درمیان قیامت تک بغض و عداوت ڈال دی۔

ان آیات میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی تھی کہ تم نے جو فرمانبرداری کا عہد خدا سے باندھا ہے، اُسے اچھی طرح یاد رکھنا، خدا تمہارے عمل کی نگرانی کرتا رہے گا، کہ تم عہد کو نبھاتے ہو کہ نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ایسا ہی عہد ہم نے بنی اسرائیل سے لیا تھا، جب انہوں نے اُسے توڑا تو خدا نے ان کو راندۂ درگاہ کر دیا اور ایسا ہی عہد نصاریٰ سے لیا تھا، جب وہ اُسے بھول گئے، تو ان کے درمیان باہمی عداوت رونما ہو گئی، جس سے وہ اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے، جب تک وہ پیغمبر وقت پر ایمان لا کر حق پر قائم نہ ہوں)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بنی اسرائیل اور نصاریٰ کے عہد توڑنے اور ان کی سزا کے ذکر سے مدعا مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ اگر انہوں نے عہد توڑا، تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا، جو ان سے پہلی قوموں کے ساتھ کیا گیا۔

حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم بنی اسرائیل کا ذکر قرآن میں بار بار آیا ہے اس ذکر میں اگر ایک طرف مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ وہ ان راہوں سے بچیں، جن پر بنی اسرائیل چل کر برباد ہوئے، تو دوسری طرف مسلمانوں کی تاریخ بھی اس میں آجاتی ہے - چنانچہ رسول اللہ نے صاف طور پر فرمایا:-

لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً
بذراعٍ حتیٰ لو دخلوا جحر ضبٍ تبعتموھم قیل
یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن متفق
علیہ (مشکوٰۃ - باب تغیر الناس)

یعنی تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے قدم بقدم چلو گے؛ یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی داخل ہو جاؤ گے۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ، کیا پہلے لوگوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا اور کون؟

مسلمانوں سے خلافت کا چھینا جانا

(۱) وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون

اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں جانشین بنائے گا، جیسے کہ ان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

.بی شیئًا ومن کفر بعد ذٰلک فاولئک ھم الفاسقون (نور ۔ ع ۷)	سے پہلے لوگوں کو بناتا رہا ہے اور ان کے دین کو تمکنت بخشے گا، جسے اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے اور ان کی حالت خوف کو امن میں بدل دے گا، میری

عبادت کریں اور میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد انکار کرے گا وہ عہد شکن ہوگا ۔

ان آیات میں صاف بتایا ہے کہ مسلمان قوم کو ایسے ہی خلافت ارضی دی جائے گی، جیسے ان سے پہلی قوموں کو دی گئی، یعنی جب مسلمان قوم بگڑے گی اور خلافت کی اہل نہ رہے گی، تو یہ مقام ان سے چھین لیا جائے گا، جیسے پہلی قوموں سے چھینا گیا، یہ صرف اشارہ ہی نہیں بلکہ آیت مذکورہ کے آخری ٹکڑے میں صراحت ہے کہ جب مسلمان قوم انکار کرے گی، تو وہ خود عہد کو توڑنے والی ہوگی، اس وقت ان سے خلافت چھن جائے گی، ذمہ داری خدا پر نہیں بلکہ اس قوم پر ہوگی جو عہد شکن ہوگی ۔

(۲) ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ...... ان یشاء یذھبکم ایھا الناس و یأت بآخرین وکان اللہ علی ذٰلک قدیرا ۔ (نساء ع ۱۹)	ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو وصیت کی اور تمہیں بھی ہم کہتے ہیں، کہ خدا سے ڈرو، اگر تم انکار کرو گے، تو زمین و آسمان میں سب کچھ خدا ہی کا ہے .... اے لوگو! وہ اگر چاہے گا تو تم کو لے جائے گا۔ اور اور لوگوں کو تمہارا جانشین بنا دے گا اور خدا اس امر پر قادر ہے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس آیت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ خدا کی نافرمانی سے بچنا ۔ اگر وہ دیکھے گا کہ تمہارا رویہ تسلی بخش نہیں تو تمہاری صف لپیٹ دے گا، اور دوسرے لوگوں کو تمہارا جانشین بنا دے گا جیسے کہ وہ سابقہ نافرمان قوموں کو مٹا کر دوسرے لوگ ان کی جگہ لاتا رہا۔

سورہ محمد ع ۴ میں مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا ہے وان تتولوا یستبدل غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم کہ اگر تم خدا سے منہ پھیر لوگے تو وہ تم سے اپنی عنایات، اور خلافت واپس لے کر دوسری قوم کو دے گا، جو تمہاری طرح خدا سے منہ پھیرنے والی نہیں، بلکہ اس پر ایمان لانے والی ہوگی ۔

ان تسمع الا من یؤمن
بایتنا فهم مسلمون ـ واذا
وقع القول علیهم اخرجنا
لهم دآبة من الارض تکلمهم
ان الناس کانوا بایتنا
لا یوقنون ۵ ویوم نحشر
من کل امة فوجا ممن
یکذب بایتنا فهم یوزعون
حتی اذا جاءو قال
اکذبتم بایتی ولم تحیطوا
بها علما اماذا کنتم تعملون
ووقع القول علیهم بما ظلموا
فهم لا ینطقون ۵ الم یروا

(اے رسول) تو صرف اسے سنا سکتا ہے، جو ہماری آیتوں کو مانتا ہے، سو وہ مسلمان ہیں ! اور جب ان پر قول واقع ہو جائے گا، ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو انہیں کو کہہ دے گا، کیونکہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے ہوں گے اور جس دن ہم تمام قوموں سے آیات اللہ کو جھٹلانے والے گروہوں کو اکٹھا کریں گے، پھر وہ روکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے، خدا ان سے کہے گا، کہ تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا، حالانکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انا جعلنا الیل لیسکنوا فیہ
والنہار مبصرا - ان فی
ذلک لآیات لقوم یومنون
ویوم ینفخ فی الصور ففزع
من فی السموات ومن
فی الارض الا من شاء
اللہ وکل اتوہ داخرین
وتری الجبال تحسبہا جامدۃ
وھی تمر مر السحاب ۵
(نمل رکوع ۷/۷)

نہیں ان پر احاطۂ علمی حاصل نہ تھا
یہ تم نے کیا کیا؟ اور ان کے ظلم کے
سبب ان پر قول واقع ہو جائے
گا، پھر وہ بات نہ کریں گے۔ کیا
یہ لوگ غور نہیں کرتے، کہ ہم نے رات کو
اس لئے بنایا ہے کہ اس میں آرام کریں اور دن
کو روشن بنایا ہے، اس میں بیشک ان لوگوں کے لئے جو
ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں اور جب بگل بجایا جائے گا
تو زمینوں اور آسمانوں والے سب گھبرا اٹھیں گے
سوائے اس کے جسے اللہ چاہے گا،
(کہ وہ محفوظ رہے) اور سب بے بس
ہو کر اس کے پاس آئیں گے، اور تو دیکھے گا کہ پہاڑ جن کو تو جمے ہوئے سمجھتا ہے
بادل کی طرح گذر جائیں گے۔

ان آیات کی بنا پر یہ مسلمہ ہے کہ جب مسلمان اللہ کی آیات کو نہ مانتے ہوں گے اور اس باعث سے مستوجب عذاب ہوں گے، تو دابۃ الارض نکلے گا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ "یہ دابہ آخری زمانے میں لوگوں کے فساد کے وقت نکلے گا، جب وہ اللہ تعالے کے احکام کو ترک کر دیں گے، اور دین حق کو تبدیل کر دیں گے"۔

اور بیان القرآن میں ہے کہ "اس آیت کا تعلق مسلمانوں کی حالت بگڑ جانے سے ہے"۔ اس باب میں اتنا ہی دکھانا مقصود ہے کہ بروئے قرآن شریف مسلمان قوم پر ایسا وقت آنے والا ہے، جبکہ وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بگڑ جائیں گے، اور خدا کے عذاب کے نیچے آ جائیں گے۔

اگر دابہ مذکورہ کی حقیقت کو معلوم کرنا ہو تو سورۂ سبأ کی آیت کی طرف رجوع کریں، جو حضرت سلیمان کی حکومت کے زوال کے بارے میں آتی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں :- فلما قضینا علیہ الموت ما دلہم علی موتہٖ الا دابۃ الارض تاکل منساتہ، کہ ہم نے سلیمان پر موت وارد کرنے کا فیصلہ کیا، تو اس کا وقوع ایک زمینی جانور کے ہاتھوں ہوا جو حضرت سلیمان کے عصا کو گھن کے کیڑے کی طرح کھا گیا۔ "منسأۃ" سونٹے کو کہتے ہیں، جس سے چرواہا جانوروں کو قابو میں رکھتا ہے۔ یہاں سونٹے سے مراد طاقت حکومت ہے، جس سے رعایا کو قابو میں رکھا جاتا ہے، سورہ سبأ والی آیت اور آیت زیر بحث متوازی ہیں، جیسے کہ ذیل کے مقابلے سے عیاں ہوگا :-

	آیت زیر بحث	آیت سورہ سبأ
پہلا ٹکڑا	و اذا وقع القول علیہم	فلما قضینا علیہ الموت
دوسرا ٹکڑا	اخرجنا لہم دابۃ من الارض	ما دلہم علی موتہٖ الا دابۃ الارض
تیسرا ٹکڑا	تکلمہم	تاکل منساتہ

قضا ایک چیز کے خدا کے علم میں ہونے کو کہتے ہیں، اور قضا اس کے نفاذ یا وقوع کو۔ تکلمہم کے معنی ہیں تجرحہم، جرح زخم کو بھی کہتے ہیں، اور جراحت اسی سے ہے، اور جرح تنقیدی گفتگو کو بھی کہتے ہیں، پہلے ٹکڑے میں واذا فلما کے اور وقع قضینا کے مقابل ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قول جس سے مراد، عذاب یا ہلاکت ہے، موت کے مقابلہ پر ہے۔
دوسرے ٹکڑے میں دونوں جگہ دابۃ الارض کا ذکر ہے، فرق یہ ہے، کہ
سورہ سبا والی آیت میں دابۃ الارض کہا ہے، جس کے معنی ہیں زمین کا ایک جانور
اور آیت زیر بحث میں دابۃ من الارض کہا ہے، جس کے معنی ہیں زمین سے
نمودار ہونے والا جانور، یعنی سورہ سبا والی آیت میں دابہ ایک فرد ہے اور
آیت زیر بحث میں اسم جنس، جس میں اس جنس کے سارے جانور شامل ہیں
تیسرے ٹکڑے میں تکلمہم بمعنی تجرحہم ہے، جو تاکل منسأۃ کے مقابل ہے۔
"تکلمہم" کا لفظ لانے میں یہ حکمت ہے، کہ ایک طرف دابہ مذکور کے انسانوں
میں سے ہونے پر دلالت کرے، کیونکہ کلام انسان کا خاصہ ہے، اور دوسری
طرف اس بات پر کہ دابہ مسلمانوں کو گھائل کر دے گا،

غرض جس طرح حضرت سلیمان کی سلطنت وحشمت ان کے ناخلف جانشین کے
ہاتھوں جسے اس کی پستیٔ فطرت کی وجہ سے زمینی جانور کہا گیا ہے، برباد ہوئی
اسی طرح مسلمانوں کی قوت وحشمت ناخلف جانشینوں کے ہاتھوں برباد ہوگی،
جن میں تباہ خلافت کو چاک کرنے والے حکمران بھی شامل ہیں اور علمائے سوء
بھی، وہ تازہ نازل شدہ آیات کا تو کہاں کہاں انکار کرنے ہوں گے،
اور ان کی زبان حال بتا رہی ہو گی کہ سابقہ نازل شدہ قرآنی آیات پر بھی
ان کو کوئی یقین باقی نہیں رہا، وہ تفرقہ وفساد کے نشتر سے مسلمانوں کی قومی
زندگی کو زخم کاری لگا کر ناکارہ اور ناقابل رفتار کر دیں گے، اگلی آیت میں
بتایا ہے کہ جس زمانے میں مسلمان انکار آیات اللہ کی وجہ سے زیر عذاب
ہوں گے، باقی قوموں کے مجرموں کو بھی جنہوں نے آیات منزلہ کو جھٹلایا
ہوگا، اکٹھا کیا جائے گا، اور باز پرس کے لئے روکا جائے گا، ان سے جواب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طلب ہوگا کہ آیات اللہ پر غور کرنے اور ان کی تہ تک پہنچنے کے بغیر غیر ذمہ دارانہ طور پر تم نے انہیں کیوں جھٹلایا؟ وہ لاجواب ہو جائیں گے، اور ان پر فرد جرم لگ جائے گی، ان سے کہا جائے گا، کہ رات آرام و سکون کے لئے ہے نہ کہ فتنہ و فساد کے لئے، کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے، کہ ظلم و ستم کی سیاہ رات جو تمہارے فتنہ و فساد سے دنیا پر چھا گئی، ہمیشہ رہے گی، اور اس کو ختم کرنے کا کوئی اقدام نہ کیا جائے گا؟ اس وقت بگل بجایا جائے گا، اور چھوٹے بڑے سب گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائیں گے، سوائے ان کے جنہیں خدا محفوظ رکھے گا، اس وقت تمام سرکشیاں ختم ہو جائیں گی، اور سب بے بس ہو کر فرمانبرداری اختیار کریں گے، اس وقت اے مخاطب! تو دیکھے گا، کہ سچائی کے راستے میں جو مشکلات کے پہاڑ تھے اور جنہیں تو خیال کرتا تھا، کہ کبھی ہلنے والے نہیں، بادل کے گذرنے کی طرح گذر جائیں گے، اور مطلع صاف ہو جائے گا، بادل جب انسان میں اور آفتاب میں حائل ہو جاتا ہے تو انسان نہ آفتاب کو دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کی روشنی اور حرارت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پیغمبر آفتاب صداقت ہوتا ہے اور دنیا کے ہوا و ہوس اور بدکاریوں کے بادل دنیا میں اور اس میں حائل ہو جاتے ہیں، اللہ کے بادلوں میں آنے کے یہی معنی ہیں۔ جیسے کہ فرمایا۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام ۵ (بقرہ ع ۲۵)

قرآن کا اٹھایا جانا اور اسلام کا باقی نہ رہنا

سورۂ مومنون میں ہے:- وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنٰہ فی الارض وانا علیٰ ذھاب بہ لقادرون ۵، کہ ہم بادل سے بقدر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حسبِ ضرورت پانی اُتارتے ہیں اور اُسے زمین پر ٹھہراتے ہیں اور ہم اُسے اُٹھا لے جانے پر اختیار رکھتے ہیں، قرآن شریف میں وحیِ الٰہی کو بار بار بارش سے تشبیہہ دی ہے، یہاں بھی یہی مراد ہے کہ ہم نے جو روحانی بارش قرآن کی شکل میں برسائی ہے، جب چاہیں گے، اسے اٹھالے جائیں گے،

چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں اس مضمون کو بالکل صاف کر دیا ہے۔

ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا - کہ جب ہم چاہیں گے، قرآن کو جو ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے اُٹھالے جائیں گے، اور اس وقت تو بھی تیری کسی قسم کی تجویز بیکار نہ پائے گی، جو ہمیں اُسے اُٹھالے جانے سے روک سکے۔

جب قرآن نازل ہوا، اور خدا نے اُسے زمین پر قائم کرنے کا ارادہ فرمایا، تو مخالفوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ یہ جڑ پکڑنے اور رائج ہونے نہ پائے، لیکن خدا کے سامنے کچھ پیش نہ گئی - وہ خود تباہ ہو گئے اور قرآن قائم ہو گیا،

اسی طرح جب خدا اپنی مصلحت سے نیا پروگرام دینا چاہے گا، قرآن لوگوں کے علم و عمل سے نکل جائے گا، اور مسلمان اس کے شرائع اور احکام کو دوبارہ رائج نہ کر سکیں گے، اس وقت مسلمان جو قرآن کو خود چھوڑ چکے ہوں گے، تو بھی ضد کے طور پر کہنے کو کہیں گے کہ شریعت اسلام کے جملہ احکام ماننے ہیں، لیکن ان کا اپنا عمل ان کے دعوے کو جھٹلاتا ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورتِ حال کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے: -

لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲۱ لا رسمہٗ کہ اسلام سے سوائے نام کے اور قرآن سے سوائے اس کے حروف کچھ باقی نہ رہ جائے گا۔ جائے غور ہے کہ رسول اللہؐ تو فرماتے ہیں کہ اسلام اور قرآن دونوں نے ایک وقت تک رہنا ہے، اس کے نتیجے نہ اسلام باقی رہے گا، نہ قرآن اور مسلمان یہ دعویٰ کریں کہ جب تک کرۂ ارض قائم ہے، اسلام اور قرآن باقی رہیں گے، سے

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

سورۂ اعلیٰ میں ہے :- سنقرئک فلا تنسیٰ الا ماشاء اللہ کہ اے رسول ہم تمہیں قرآن پڑھائیں گے، سو تو اسے نہ بھولے گا، مگر اس میں سے جو کچھ اور جب اللہ چاہے گا تو بھول جائے گا، ہیں ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا کے تحت بتایا گیا ہے کہ سابقہ کتاب کی بنیادی تعلیم نئی کتاب میں منتقل ہو جاتی ہے، اور اس کا وہ حصہ جو وقتی تھا فراموش کرا دیا جاتا ہے، سورہ اعلیٰ کی آیت کا منشا یہ ہے کہ اے رسول تو قرآن کو نہ بھولے گا، ہاں خدا ننسہا کے تحت اس کا جو حصہ جب چاہے گا فراموش کرا دے گا، یعنی آئندہ زمانے میں اس کا ایک حصہ مسلمانوں کے عمل سے نکل جائے گا، اور دوبارہ رواج نہ ہو سکے گا، بعض علماء نے کافی غور کئے بغیر لکھ دیا ہے کہ الا ماشاء اللہ سے قرآن کے علاوہ دوسری باتیں مراد ہیں، جن میں سے کوئی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتقاضائے بشریت بھول بھی جایا کرتے تھے، حالانکہ الا حرف استثنا ہے، ماشاء اللہ مستثنیٰ ہے اور لا تنسیٰ جس کا مفعول قرآن محذوف ہے، مستثنیٰ منہ ہے پس ماشاء اللہ قرآن کے بھولنے کے متعلق ہی ہو سکتا ہے نہ کہ قرآن کے سوا دوسری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باتوں کو بھولنے کے متعلق، علاوہ ازیں یہ بات کہ آنحضرتؐ بمقتضائے بشریت کوئی بات کبھی بھول بھی جاتے تھے، تو اس فقرہ میں آگئی کہ ہم تمہیں قرآن پڑھائیں گے اور ہمارے پڑھانے کی تاثیر یہ ہوگی۔ کہ جہاں کوئی دوسری بات آپ کبھی بھول بھی جاتے ہیں، قرآن کو نہ بھولیں گے، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ آنحضرتؐ کبھی کوئی حصہ قرآن کا نہیں بھولے، پس آیت زیر غور کے معنی سوائے اس کے کوئی نہیں ہو سکتے کہ آئندہ زمانے میں چل کر جب اور جو حصہ قرآن کا خدا چاہے گا تمہارے تحت فراموش کراوے گا۔

قرآن اور اسلام کے باقی نہ رہنے کا وقت

نہ صرف قرآن کا ایک زمانہ میں مرفوع ہو جانا ہی لکھا ہے بلکہ اس کے مرفوع ہونے کا وقت بھی لکھا ہے، چنانچہ فرماتا ہے یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون، کہ خدا تدبیر امر کر رہا ہے، تا تدبیر امر مکمل ہو چکنے کے بعد ہزار سال کے عرصہ میں یہ امر خدا کی طرف چڑھ جائے گا، امر سے مراد شریعت ہے، جیسے فرمایا۔ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ .... واتیناھم بینات من الامر .... ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر (جاثیہ ع ۲-) کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکم اور نبوت عطا کی .... اور انہیں امر کی بینات دیں ....

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

له كاتبون ٥ وحرام على
قرية اهلكنٰها انهم لا يرجعون
حتى اذا فتحت ياجوج و
ماجوج وهم من كل حدب
ينسلون - واقترب الوعد
الحق فاذا هي شاخصة
ابصار الذين كفروا يٰويلنا
قد كنا في غفلة من هذا
بل كنا ظالمين - انكم وما
تعبدون من دون الله
حصب جهنم ٥ انتم لها
واردون ٥ لو كان
هؤلاء الهة ما وردوها
وكل فيها خالدون ٥ لهم فيها زفير وهم
فيها لا يسمعون ٥ ان الذين
سبقت لهم منا الحسنى ،
اولئك عنها مبعدون ٥
لا يسمعون حسيسها ٥ وهم في
ما اشتهت انفسهم خالدون
لا يحزنهم الفزع الاكبر
وتتلقاهم الملائكة ٥ هذا

اس کی کوشش کی ناشکری نہیں کی
جاتی اور ہم اسے لکھ لیتے ہیں اور
جس بستی کو ہم ہلاک کر دیں،
اس پر حرام ہے کہ وہ اپنی پہلی حالت
پر لوٹ آئے یہاں تک کہ جب یاجوج
و ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر بلندی
سے نکل پڑیں گے، اور سچا وعدہ قریب
آ جائے گا، تو کافروں کی آنکھیں خیرہ
ہو جائیں گی، (کہیں گے) ہم پر افسوس
ہے بے خبر تھے ہم اس سے غفلت میں
تھے بلکہ ہم ظالم تھے، (انہیں کہا جائے گا)
کہ تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت
کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں، تم اس
پر وارد ہونے والے ہو، اگر یہ لوگ
معبود ہوتے تو اس پر نہ وارد ہوتے
اور سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں
ان کے لئے وہاں چیخنا چلانا ہے، اور
سن کچھ نہیں سکتے، جن لوگوں کو نیکی
کی توفیق ملی - وہ اس سے دور
رکھے جائیں گے وہ اس کی آہٹ
بھی نہ سنیں گے، اور ہر چیز ان کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنی ایسا انقلاب عظیم ہو گا کہ گویا انسانوں میں سے فرشتوں کی نسل پیدا ہو گئی پس اس آیت کی رو سے اور مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کی رو سے بھی قیامت کے آگے آگے رسول کا جسے مسیح کی آمد ثانی کہا جاتا ہے ظہور ہوتا ہے۔

۱۰۔ قیامت کبریٰ کب اور کیوں کر قائم ہو گی:-

فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا ۰ وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعنہم جمعا ۰ وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضا ۰ الذین کانت اعینہم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا ۰

(کہف ع ۱۱)

پس جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا تو دیوار گر جائے گی اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے، اس روز ہم ان میں سے بعض کو بعض میں موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور بگل بجایا جائے گا، اور ان کو اکٹھا کیا جائے گا، اور کافروں کے سامنے جہنم پیش کر دی جائے گی۔ جن کی آنکھیں میرے ذکر سے اندھی اور کان ناشنوا تھے،

ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون ۰ وتقطعوا امرھم بینہم ۰ کل الینا راجعون ۰ فمن یعمل من الصلحت وھو مومن فلا کفران لسعیہ وانا

یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے، اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس میری عبادت کرو۔ لوگوں نے اپنے امر کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تمام کو ہمارے حضور حاضر ہونا ہے، جو نیکی کرتا ہے اور مومن ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مثلاً لبنی اسرائیل - ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون ○ وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون ○

(زخرف ع ٦)

اور جسے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا۔ اور اگر ہم چاہیں، تو تم میں سے فرشتے پیدا کردیں، جو زمین میں تمہارے جانشین ہوں، اور وہ (ابن مریم) ساعت کا نشان ہے پس ساعت کے بارہ میں مت جھگڑو اور میری پیروی کرو۔

مسلمان تیرہ سو سال سے مانتے آئے ہیں۔ کہ ان آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی کا ذکر ہے، جس کے ساتھ ہی قیامت قائم ہوگی، اور یوں حضرت مسیح قیامت کا نشان ہیں۔ اب بعض علماء نے یہ معنی کرنا شروع کئے، کہ اس قیامت سے مراد بنی اسرائیل کی قیامت تھی، جو حضرت عیسٰی کے پہلے ظہور پر قائم ہوئی، اور جس میں بنی اسرائیل کے کفر کی وجہ سے خلافت الٰہی ان سے چھین لی گئی، اگرچہ یہ بات بجائے خود درست ہے، آیت زیر بحث کا مطلب یہ نہیں، کیونکہ اس کے ساتھ یہ لفظ ہیں کہ قیامت کے بارہ میں جھگڑا اور شک نہ کرو۔ اور ان الفاظ کا مخاطب رسول اللہ کا مخالف ہے۔ جو آنے والی قیامت میں شک رکھتا ہے، نہ حضرت عیسٰی کے پہلے ظہور اور اس کے نتائج میں، جو ماضی میں واقع ہوچکے تھے۔ پس اصل بات یہی ہے، کہ حضرت مسیح کی آمد قیامت کبریٰ کا نشان ہے، جس کے مسلمان منتظر ہیں، انسانوں میں سے فرشتے پیدا کرنے کا جو ذکر کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسٰی کے نزول ثانی میں نسل انسانی عدل و انصاف، اخوت و محبت، کا پتلا بن کر فرشتوں کی سی سیرت و خصلت حاصل کرے گی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جبرئیلؑ اور ظہورِ پیغمبر کی وجہ سے بیت المقدس کے ماحول کو بنی اسرائیل والی
زمینوں میں بابرکت بتایا ہے۔ ورنہ بیت المقدس کو جو برکت حضرت موسیٰؑ کی وجہ
سے دی گئی تھی وہ تو یہودیوں کے بگڑ جانے اور بیت المقدس کے برباد ہو جانے
سے (ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا
(بنی اسرائیل ع ۱) چھین لی گئی تھی، ماسوائے اس کے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت
میں بیت المقدس کے ماحول کو برکت دینے کا ذکر ہے نہ کہ خود بیت المقدس
کو، آنحضرتؐ کے وقت میں مکہ معظمہ کو برکت دی گئی تھی، جہاں خدا کا رسول
تھا نہ کہ بیت المقدس یا اس کے ماحول کو۔ سو بیت المقدس کے ماحول کے
لئے اس وقت بارکنا کا لفظ استعمال کرنے اور آنحضرتؐ کو اپنی آیات
دکھانے کے لئے وہاں لے جانے کا مطلب یہی تھا، کہ بیت المقدس کے ماحول
میں آپ کے بعد ایک زمانہ میں جبرئیل کا نزول اور پیغمبر کا ظہور ہونے والا تھا
جس کے ظہور سے وہاں قیامت قائم ہونی تھی، اور نسلِ انسانی کو جنت
میں داخل ہونا تھا۔ وہی پیغمبر سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

۱۰ - مسلمانوں کا پرانا عقیدہ بھی یہی ہے، کہ حضرت عیسےٰؑ مسجد اقصیٰ (بیت
المقدس) کے قریب منارہ دمشقی پر نزول فرمائیں گے، اور وہ قیامت کا
نشان ہوں گے، یعنی ان کے ساتھ ہی قیامت برپا ہوگی، اور اس عقیدہ
کی بنیاد قرآن کی اس آیت پر ہے۔

ولما ضرب ابن مریم مثلاً
اذا قومک منہ یصدون
. . . . . . ان ھو الا
عبد انعمنا علیہ وجعلناہ

کہ جب ہم نے ابنِ مریم کو بطور
مثال بیان کیا۔ تو تیری قوم چلا
اٹھی . . . . . وہ صرف ایک
بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ المأویٰ - اذ یغشیٰ السدرۃ ما یغشیٰ - ما زاغ البصر وما طغیٰ - لقد رأیٰ من آیات ربہ الکبریٰ
(نجم ع ۱)

اس نے اُسے دوسری دفعہ نازل ہوتے دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ پر اس کے پاس جنت ہے جو جائے قرار ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا نہ آنکھ پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

پہلی آیت میں ذکر ہے کہ خدا رسول اللہ کو شب معراج میں بیت المقدس لے گیا، جس کے ماحول کو خدا نے برکت دی ہے، تاکہ آنحضرتؐ کو اپنی آیات دکھلائے۔

سورہ نجم میں یہ بتانے کے بعد کہ رسول اللہ کو جبرئیل نے تعلیم دی ہے، (علمہ شدید القویٰ) جسے آنحضرتؐ نے اُفق اعلےٰ پر دیکھا (وھو بالافق الاعلیٰ) آیات زیر غور میں فرمایا کہ آنحضرتؐ نے جبرئیل کو دوسری بار یعنی جو آنحضرتؐ پر جبرئیل کا نزول ہوا، اس کے علاوہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس نازل ہوتے دیکھا، جس کے پاس جنت ہے، اور کہ آنحضرتؐ کو اس میں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی، تو واقعی آنحضرتؐ نے جبرئیل کو دوسری بار نازل ہوتے دیکھا ہے اور اس نزول میں اپنے رب کے بڑے بڑے نشان دیکھے ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل اور سورہ نجم کی دونوں آیتوں میں خدا کی آیات دکھلانے کا ذکر ہے، اور یہ آیات جبرئیلؑ کے نزول ثانی کی آیات ہی ہیں، جو آپ کے بعد بیت المقدس کے ماحول میں ظاہر ہونے والے پیغمبر پر نزول ہے۔ اسی نزول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قریب - یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذٰلک یوم الخروج " کہ منادی کرنے والے کی آواز سننے کے لئے کان لگائے رہنا، جو مکان قریب سے ندا بلند کرے گا، جس دن وہ سچائی کی آواز سنیں گے وہی مُردوں کے جی اُٹھنے کا دن ہے - اس آیت میں مکان قریب سے مراد بیت المقدس لیا گیا ہے اور منادی کرنے والے سے جبرئیل جو قیامت بپا کرنے کے لئے وہاں سے آواز بلند کرے گا، سورۂ آل عمران میں ہے انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم کہ ہم نے منادی کرنے والے کو سنا جو یہ منادی کرتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، یہاں منادی کرنے والے سے مراد پیغمبر ہے، پس سورۂ ق والی آیت میں بھی منادی کرنے والے سے پیغمبر ہی مراد ہے، جو روز قیامت میں مبعوث ہوگا، اور ایمان کی دعوت دے گا۔

پیغمبر کی آواز بھی جبرئیل کی آواز ہی ہوتی ہے، کچھ شک نہیں کہ اس آیت میں بیت المقدس کے قریب رسول کے ظاہر ہونے اور حشر بپا ہونے کا ذکر ہے،

بیت المقدس کے ماحول میں پیغمبر ظاہر ہونے کا پتہ آیاتِ ذیل سے بھی لگتا ہے :-

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا -

(بنی اسرائیل ع۱)

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات کے وقت لے گیا، جسکے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا، تاکہ اُسے اپنی آیات دکھلائیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذکر ارض کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں، رب کے آنے سے مراد ظہور پیغمبر ہے، جو مظہر ظہور الٰہی ہوتا ہے، جہنم اور جنت مسلمہ طور پر احوال قیامت میں سے ہیں، خدا کے بندوں میں داخل ہونے سے مراد ایمان لا کر پیغمبر کی جماعت میں داخل ہونا ہے اور یہی خدا سے راضی ہونا ہے، کیونکہ جو خدا کے حکم سے جو پیغمبر کے ذریعہ آتا ہے راضی ہوتا اور اسے پسند کرتا ہے، وہی ایمان لاتا ہے، جب بندہ خدا سے راضی ہو کر اور ایمان لا کر پیغمبر کی جماعت میں داخل ہوتا ہے، تو خدا اس سے راضی ہو کر اس کی بندگی کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا، کہ قیامت کے روز صرف جنت میں داخل ہی نہیں ہونا ہے کہ عام خیال ہے، بلکہ اس روز پیغمبر نے مبعوث ہونا ہے، خدا کے بندوں میں داخل ہونے کی دعوت دینا ہے، پھر جو اس دعوت کو قبول کر کے پیغمبر کی جماعت میں داخل ہوگا، اس نے جنت میں داخل ہونا ہے۔ پس یہ مضمون سورہ طٰہٰ کے مضمون سے ملتا ہے، وہاں بتایا ہے کہ قیامت شریعت زوال اسلام سے ہزار سال بعد قائم ہوگی، تو یہاں شفع اور وتر اور دس راتوں کے بعد رات کے جاتے رہنے، قیامت قائم ہونے مظہر ظہور الٰہی کے مبعوث ہونے، ہادی کے سینا نامی کے لئے جہنم پیدا ہونے اور ایمان لانے والوں کو جنت میں داخل کرنے کا ذکر ہے۔ پس کچھ شک نہیں، کہ شفع اور وتر سے تدبیر اسلام کی تین صدیاں اور دس راتوں سے زوال اسلام کی دس صدیاں مراد ہیں، جن کے بعد جہالت کی رات جاتے رہنے اور پھر پیغمبر پر روحانی احیا ہونے کا ذکر ہے۔ غرض قیامت کو ابتدائے اسلام سے قریباً تیرہ صدیاں بعد قائم ہونا ہے یعنی چودھویں صدی کا نام قیامت ہے۔

۹- سورہ ق میں ہے۔ واستمع یوم ینادِ المناد من مکان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اچھی طرح غور کر کے دیکھیں، تا۔ بیرامر سے ہزار سال بعد آنے والے
زمانہ کا نہ صرف نام ہی یوم القیمہ رکھا ہے، بلکہ بگل بجایا جانا، مجرموں کو
اکٹھا کرنا، پہاڑوں کا اُڑایا جانا، زمین کا ہموار چٹیل میدان بن جانا،
آوازوں کا خدا کے حضور دھیما پڑ جانا، بلا اجازت شفاعت کا کام نہ آنا
سارا نقشہ قیامت کا ہے اور لطف یہ ہے کہ عین اس روز میں خدا کی طرف
بلانے والے رسول اور اس کی عظیم الشان کامیابی کا ذکر بھی ساتھ ہی کیا
جب خدا کہتا ہے کہ تدبیر امر سے ہزار سال بعد قیامت قائم ہوگی، اور اس
میں رسول ظاہر ہوگا، تو کسی کو کیا حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ رسول آئندہ
آ ہی نہیں سکتا اور قیامت فنائی عالم کے بعد آئے گی؟

۸۔ سورۂ فجر میں ہے :-

والفجر ولیال عشر والشفع والوتر
والیل اذا یسر هل فی ذلک قسم
لذی حجر ....
کلا اذا دکت الارض دکا
دکا وجاء ربک والملک صفا
صفا وجیء یومئذ بجهنم
...... یا ایها النفس
المطمئنة ارجعی الی ربک
راضیة مرضیة - فادخلی
فی عبادی وادخلی جنتی
(فجر)

گواہ ہیں فجر اور دس راتیں اور جفت
اور طاق اور رات جب چلی جائے
.... جب زمین کو ہموار
کر دیا جائے گا، اور تیرا رب پیدا
ہوگا اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے
ہو جائیں گے۔ جہنم برپا ہوگی ....
...... اے نفس مطمئنہ اپنے رب
کی طرف لوٹ آ، تو اس سے راضی ہے
اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ میرے بندوں
میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت
میں داخل ہو جا۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صفصفاً لا تری فیہا عوجا ولا امتا۔ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہٗ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا۔ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہٗ قولا۔

(طٰہٰ - ع ۶)

ہموار میدان کر دے گا۔ نہ تو ان میں کوئی کجی دیکھے گا نہ بلندی و پستی، اس دن دعوت دینے والے کی پیروی کریں گے، جس میں کوئی کجی نہیں اور رحمان کے سامنے آوازیں دھیمی ہو جائیں گی، تو صرف ہلکی آواز سنے گا۔ اس دن شفاعت کوئی فائدہ نہ دے گی، سوائے اس کے جس کے لئے رحمٰن اجازت دے اور اپنی حضور میں اس کا بولنا پسند فرمائے۔

ان آیات میں بتایا ہے کہ قیامت کے روز جب بگل بجایا جائے گا، مجرموں کو اکٹھا کیا جائے گا، وہ آپس میں گلہ کریں گے کہ ہم صرف دس صدیاں ٹھہرنے پائے ہیں کہ قیامت قائم ہو گئی ہے، اس کا جواب دیا ہے۔ کہ تم ایک دن یعنی ہزار سال کی میعاد جو بروئے آیتہ کریمہ تم یعنی ۶ ایہ میں "یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون" تمہارے لئے مقرر تھی، پوری کر چکے ہو، تمہارا گلہ فضول ہے۔ اس کے آگے ساتھ ہی یوم قیامہ میں بلانے والے رسول اور اس کی عظیم الشان کامیابی کا ذکر ہے، کہ جو مشکلات کے پہاڑ عالمگیر روحانی احیا کے راستہ میں ہیں انہیں اڑا کر صاف کر دیا جائے گا، اس وقت خدا کی طرف بلانے والے کی پیروی کریں گے، ساری سرکشی دور ہو کر آوازیں رحمٰن کے حضور دھیمی ہو جائیں گی اور اس وقت خدا کے اذن کے سوا کسی کی شفاعت کام نہ آئے گی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وجود میں آئے گا ؟ "بان ربک اوحیٰ لہا" یہ سارا انقلاب بحکم الٰہی سے ہوگی جو اہل ارض کے فائدے کے لئے کی جائے گی، دیکھئے یہاں قیامت کا ذکر کیا ہے، ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس وقت وحی الٰہی ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ وحی پیغمبر کے ذریعہ ہی ہوتی ہے واضح رہے کہ اوحیٰ لہا فرمایا ہے اوحیٰ الیہا نہیں فرمایا اس لئے اس کے معنی یہ نہیں ہو سکتے ہیں کہ خدا زمین کو وحی کرے گا، بلکہ یہ معنی ہیں کہ خدا اہل زمین کے فائدہ کے لئے وحی کرے گا، پس قیامت میں پیغمبر اور وحی الٰہی کا ہونا ثابت ہے۔

وقد اتیناک من لدنا ذکرًا۔ من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیامۃ وزرًا۔ خالدین فیہ وساء لہم یوم القیامۃ حملا۔ یوم ینفخ فی الصور ونحشر المجرمین یومئذ زرقا۔ یتخافتون بینہم ان لبثتم الا عشرا۔ نحن اعلم بما یقولون اذ یقول امثلہم طریقۃ ان لبثتم الا یوما۔ ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا۔ فیذرہا قاعا

ہم نے تجھے اپنے پاس سے ذکر دیا ہے جو اس سے منہ پھیرے گا، وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا، اسی میں ہمیشہ رہیں گے، اور قیامت کے دن ان کا بوجھ برا ہوگا۔ اس دن بگل بجایا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس دن اندھا محشور کریں گے وہ آپس میں سرگوشیاں کریں گے، کہ تم صرف دس دن ٹھیرے ہو، ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے، جب کہے گا ان میں سب سے زیادہ سمجھا ہوا، کہ تم صرف ایک دن ٹھیرے ہو، تجھ سے پہاڑوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ کہ خدا ان کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے گا، اور ان کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اد معذ بوھا عذ ابًا شدید ا اور رکوع ۲ میں ہے، دُمَا کنا معذ بین حتیٰ نبعث رسولا۔ پہلی آیت میں قرب قیامت میں ہر بستی کو ہلاک کرنے یا سخت عذاب دینے کا وعدہ ہے اور دوسری آیت میں سنت اللہ بیان فرمائی ہے کہ جب تک رسول نہ بھیج کر اتمام حجت نہ کر لیا جائے، خدا عذاب نہیں دیا کرتا ۔ ان دو آیتوں کو ملا کر پڑھنے سے قطعی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ قرب قیامت میں رسول ظاہر ہو گا۔

(۶) سورہ زلزال میں ہے :-

اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها، يومئذ تحدث اخبارها، بان ربك اوحى لها يومئذ يصدر الناس اشتاتا ليروا اعمالهم	جب زمین بہ شدت ہلائی جائے گی، اور وہ اپنے بوجھ باہر نکال دے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا، اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی بوجہ اس کے کہ رب نے اس کے لئے وحی کی اور اس دن لوگ اپنے اپنے عمل کا بدلہ پانے کے لئے نکل پڑیں گے

ان آیات میں زلزلہ قیامت کا ذکر ہے، جس سے زمین اپنے دفینے نکال دے گی، اور علم طبقات الارض کے ذریعہ اپنی کہانی بھی کہہ سنائے گی اور اہل زمین کے دل و دماغ میں بھی ایسی بیداری پیدا ہو گی، اور علوم اس قدر ترقی کریں گے، کہ انسان کہہ اٹھے گا ؎

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اس وقت سب لوگ اپنے عمل کا بدلہ پانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے، یہ مادی، علمی اور روحانی انقلاب جو دنیا کو نئی دنیا بنا دے گا، کیونکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گننے کا ذکر بھی ہے اور بگل بجایا جانے، تمام منکروں کے گرفتار فزع ہونے، عاجزی سے فرمانبرداری اختیار کرتے، اور حق کے راستے سے مشکلات کے تمام پہاڑ دور ہو جانے کا بیان بھی ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت پیغمبر ظاہر ہو گا، اگر پیغمبر نہ ہو گا تو آیات جن کو جھٹلانے کی وجہ سے مسلمانوں اور باقی تمام قوموں کو سزا دی جائے گی، کس ذریعے سے نازل ہوں گی؟ اتمام حجت کیونکر ہو گا، اور عذاب کا وعدہ کون دے گا؟ جب وعدہ ہی نہ دیا گیا تو پورا کیا ہو گا، اور کونسا قول مسلمانوں اور باقی قوموں پر واقع ہو گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ آیات سے مراد آیات قرآنی ہیں، تو اس زمانے میں جب مسلمان جو حامل قرآن تھے، خود زیر عتاب ہوں گے، اور قرآن ان کے اپنے علم و عمل سے نکل چکا ہو گا، اسے پیش کون کرتا ہو گا؟ کہ اس کو جھٹلانے کی نوبت آتی، ہاں خدا کی تمام کتابیں بنیادی طور پر ایک ہی ہیں اور کسی ایک کو جھٹلانا سب کو جھٹلانا ہے۔ سو یہ صحیح ہے کہ تازہ نازل ہونے والی آیات کے انکار کا سبب بھی قرآن پر سے ایمان و ایقان کا اٹھ جانا ہی ہو گا، اس طرح انکار آیات میں قرآن کی آیات کا انکار بھی شامل ہے۔ اور اس زمانے میں نازل ہونے والی آیات کا بھی۔

غرض نفخ صور، نزول آیات، مکذبین سے بازپرس، مومنوں اور منکروں کو اپنے اپنے اعمال کا بدلہ ملنے، حق کا راستہ صاف ہو جانے اور سب مخلوق کے عاجزی اور فرمانبرداری اختیار کرنے سے عیاں ہے کہ اس زمانہ میں عظیم الشان پیغمبر کا ظہور ہو گا،

۵۔ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۶ میں ہے:-

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

وہ بھی آئندہ رسول کا ہی انکار ہے جس کی پاداش میں مسلمان قوم کی بجائے دوسری قوم کھڑی کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ جب مسلمان اس رسول کا جو ان کے بگڑنے پر آئے گا انکار کر کے خدا کی فرمانبرداری کا عہد توڑ دیں گے، تو ان پر اتمام حجت ہو چکنے کے بعد اُن سے خلافت چھین لی جائے گی، اور دوسری قوم کو ان کا جانشین بنایا جائے گا، جیسے کہ سابقہ قوموں کی صورت میں ہوتا رہا، نہ سابقہ قوموں کی خلافت رسول بھیجے بغیر چھینی گئی، نہ مسلمانوں کی خلافت رسول بھیجے بغیر چھینی جائے گی۔ پس یہ تینوں آیات آئندہ رسول کے ظہور کو صاف طور پر بتاتی ہیں۔ سورہ محمد والی آیت کے نیچے جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر میں حسب ذیل نوٹ ہے:۔

"کل اُمت کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ...... اگر تم سب کے سب احکام الٰہی سے پھر جاؤ۔ تو اللہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو کھڑا کر دے گا۔ روح المعانی میں ایک روایت نقل کی ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں، جن کے آنے کا یہاں ذکر ہے۔ تو آپ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ اور اس کی قوم اور پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوا تو فارس کے کچھ لوگ اسے واپس لائیں گے"۔

(۴) سورہ نمل کی آیت میں جہاں مسلمانوں پر آیات اللہ کے انکار کی وجہ سے قول واقع ہونے کا ذکر ہے، وہاں باقی قوموں کے مکذبین سے بھی [illegible] کو جھٹلانے کے بارہ میں باز پرس ہونے اور ان پر قول واقع ہونے یعنی [illegible]

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یوم قیامت میں مسلمانوں کے اختلافات کا فیصلہ کیا جائے گا، ہم دیکھ چکے ہیں، کہ سابقہ قوموں کے فیصلے خدا اسی دنیا میں رسول بھیج کر کرتا رہا ہے اور ظہور رسول پر ہی ہر قوم کی قیامت قائم ہوتی رہی ہے۔ سو مسلمان قوم کی قیامت بھی اسی دنیا میں ہی قائم ہونے والی ہے، جس سے مراد ان کے اختلافات کے فیصلہ کے لئے آئندہ رسول کا ظہور ہے، آگے چل کر انہیں آیات میں ذکر ہے کہ اے مسلمانو! اس وقت تم خدا کی راہ سے لوگوں کو روکنے کی پاداش میں مصیبت کا مزہ چکھو گے اور عذاب عظیم میں گرفتار ہو گے، یہ فقرہ کہ تم اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے کی پاداش میں گرفتار مصائب ہو گے، نہایت اہم اور قابل غور ہے، یہ کونسی اللہ کی راہ ہے، جس سے مسلمان قوم اس وقت لوگوں کو روکتی ہو گی، مسلمانوں کا لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکنا نہ قرین قیاس ہے نہ اس کی کوئی مثال تاریخ میں ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی راہ جس سے اس وقت مسلمان قوم لوگوں کو روکتی ہوگی، نئے پیغمبر کا مذہب ہے جو مسلمان قوم کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے ظاہر ہوگا، سوائے اس کے اور کوئی معنی اس فقرہ کے سمجھ میں نہیں آتے اور یہ آیات آئندہ رسول کے ظہور پر واضح ہیں۔

۳ - آیۃ استخلاف میں یہ ذکر کر کے کہ مسلمانوں کو اسی طرح خلافت الٰہی دی جائے گی، جیسے سابقہ قوموں کو دی جاتی رہی، آخر پر فرمایا ہے، "من کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون" کہ پھر جو کفر کرے گا وہ عہد شکن ہوگا، یہاں کفر سے آئندہ رسول کا انکار مراد ہے نہ کہ اسلام سے ارتداد سورۃ نساء والی آیت میں ان تکفروا کے الفاظ اور سورۃ محمد والی آیت میں ان تتولوا کے الفاظ ہیں جو کفر اور روگردانی کا ذکر ہے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آئندہ رسول

مسلمانوں کے تنزل کے باب میں جو آیات اوپر نقل ہو چکی ہیں ان پر مکرر نظر ڈالیں :-

۱- سورۂ آل عمران کی آیت میں مسلمانوں کو تفرقہ سے باز رہنے کی نصیحت کر کے متنبہ کیا گیا ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے، جب تمہیں کہا جائے گا، کہ پہلے تو تم ایمان لا چکے تھے، اب انکار کرتے ہو؟ آنے والا وقت آئندہ رسول کے ظہور کا وقت ہے، جو مسلمان قوم کی فنا مقدر ہے۔ پہلے ایمان لانے سے حضرت محمد پر ایمان لانا مراد ہے اور ایمان کے بعد کفر کرنے سے آئندہ رسول کا انکار۔ آیت کے پہلے حصہ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اسلام سے مرتد نہیں، کیونکہ کفر سے مراد ارتداد عن الاسلام ہوتا۔ یہ آخری زمانہ کے برائے نام مسلمان ہیں، جو پہلی قوموں کی طرح تفرقہ کر چکے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لیے سنۃ اللہ کے مطابق نیا رسول آتا ہے، جس کا یہ انکار کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں کہا جاتا ہے، کہ تم وہ قوم ہو جو اس وقت تک ظاہر ہونے والے سارے رسولوں کو مانتے رہے ہو، کیا اب اس اصول کو ترک کر کے آئندہ رسول کا انکار کرتے ہو؟ اچھا اگر تم کفر سے باز نہیں آتے تو اس کا نتیجہ بھگتو: فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ۞

۲- سورۂ نحل کی آیات بھی یہ بتا کر کہ مسلمان قوم کیونکر باہمی تفرقہ اور اختلافات کے باعث اپنا کاتا ہوا سوت خود توڑ دے گی۔ بتایا ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھیلے رسول ہم نے تم کو ایک شریعت پر قائم کیا جو امر ہے، پس شریعت موسوی بھی امر تھا اور شریعت اسلامی بھی امر ہے۔

آیتہ یدبر الامر میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں:-

۱۔ شریعت اسلام کی تدبیر یعنی امر کا نزول، استحکام اور تفصیلات، یہ تدبیر امر کا زمانہ اڑھائی یعنی ڈھائی سو سال کا ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے، جسے آنحضرتؐ نے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا ہے، پھر تابعین کا پھر تبع تابعین کا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ فیج اعوج یعنی کجی کا زمانہ ہے، اور اس کجی کے زمانہ کے آخر پر وہ وقت ہے، جس کے متعلق فرمایا کہ سوائے نام کے اسلام سے کچھ باقی نہ رہ جائے گا دو اڑھائی صدیاں امر اسلام کی تدبیر کی ہیں اور اس کے بعد فیج اعوج یا زوال اسلام کا زمانہ ہے جس کی میعاد صاف طور پر آیتہ مذکورہ میں ایک ہزار سال بتائی ہے، یہی ذکر اور جگہوں پر بھی ہے، چنانچہ سورہ طٰہٰ میں شروع زوال اسلام سے ہزار سال بعد اور سورہ فجر میں ابتدائے اسلام سے تیرہ صدیاں بعد قیام قیامت مذکور ہے، جیسے کہ آگے مفصل ذکر آئے گا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یومکم الذی کنتم توعدون
یوم نطوی السماء کطی السجل
للکتب ۰ کما بدانا اول
خلق نعیدہ وعدًا
علینا ۰ انا کنا فعلین
ولقد کتبنا فی الزبور من
بعد الذکر ان الارض
یرثها عبادی الصلحون ۰
ان فی هذا لبلغًا لقوم
عبدین ۰

(انبیا ۔ ع ۲/۷)

یاایها الناس اتقوا ربکم
ان زلزلة الساعة شئ
عظیم ۰ یوم ترونها تذهل کل
مرضعة عما ارضعت وتضع
کل ذات حمل حملها وتری
الناس سکری وما هم
بسکری ولکن عذاب الله
شدید ۰ . . . .
یاایها الناس ان کنتم فی
ریب من البعث فانا خلقنکم
من تراب ثم من نطفة

حسب منشا ہوگی، بڑی گھبراہٹ
انہیں غمگین نہیں کرے گی، اور فرشتے ان
سے ملاقات کریں گے، یہ وہ دن ہے،
جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا، اس روز
ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے، جس طرح
منشی اپنا دفتر لپیٹ لیتا ہے جیسے ہم نے
پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔ اُسے واپس بلا لیں گے
یہ وعدہ ہے جس کا پورا کرنا ہم پر فرض ہے۔
اور ہم کرنے والے ہیں اور زبور میں ہم نے
ذکر کے بعد لکھا کہ زمین کے وارث میرے صالح
بندے ہوں گے، اس میں فرمانبردار بندوں
کے لئے پیغام ہے۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو، ساعت کا زلزلہ
بڑی خطرناک چیز ہے، جس روز تم اسے دیکھو گے
ہر دودھ پلانے والی اسے بھول جائے گی،
جسے اس نے دودھ پلایا اور ہر بوجھ والی اپنا
بوجھ رکھ دے گی۔ اور تو لوگوں کو مدہوش
دیکھے گا، حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے
لیکن خدا کا عذاب سخت ہوگا، . . . . . .
اے لوگو! اگر تم اُٹھ کھڑے ہونے سے شک
میں ہو، تو ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر
نطفہ سے، پھر لوتھڑے، پھر گوشت کے
ٹکڑے سے، جو کچھ پورا بنتا ہے اور کچھ پورا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ثم من علقة ثم من مضغة
مخلقة وغير مخلقة لنبين
لكم، ونقر في الارحام ما
نشاء الى اجل مسمى ثم نخرجكم
طفلا ثم لتبلغوا اشدكم ج
ومنكم من يتوفى ومنكم
من يرد الى ارذل العمر لكيلا
يعلم من بعد علم شيئا وترى
الارض هامدة فاذا انزلنا
عليها الماء اهتزت وربت
وانبتت من كل زوج بهيج
ذلك بان الله هو الحق و
انه يحي الموتى وانه على كل
شيء قدير ه وان الساعة
اتية لا ريب فيها وان
الله يبعث من في القبور ه
. . . . ان الذين
امنوا والذين هادوا والصابئين
والنصارى والمجوس والذين
اشركوا ه ان الله يفصل بينهم
يوم القيمة، ان الله على
كل شيء شهيد ه
(ج ع ½)

نہیں بنتا، تاکہ تمہارے لئے کھول کر بیان
کر دیں، اور ہم رحموں میں ٹھہراتے ہیں، جو
چاہتے ہیں، مقررہ وقت تک، پھر تم کو
بچہ کی صورت میں نکالتے ہیں، پھر نشوونما
دیتے ہیں تاکہ تم اپنے کمال کو پہنچو، اور تم
میں سے کوئی وفات پاتا ہے، اور تم میں
سے کوئی نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ
وہ سارا سیکھا سکھایا بھول جائے۔ اور تو
زمین کو بے آب و گیاہ دیکھتا ہے / جب
ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو لہلہاتی ہے
اور نشوونما پاتی ہے اور ہر قسم کی خوش
نباتات اگاتی ہے، یہ اس لئے کہ خدا حق
ہے اور مردوں کو زندہ کرتا ہے اور ہر شئی پر
قادر ہے اور ساعت آنے والی ہے اس میں
کچھ شک نہیں، اور خدا ان کو جو قبروں میں
ہیں اٹھائے گا . . . .
. . . . جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی
ہوئے اور صابی اور نصاری اور مجوس
اور مشرک، سب کے درمیان خدا قیامت
کے دن فیصلہ کرے گا ہ اور اللہ ہر چیز
پر گواہ ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وما قدروا الله حق قدره
والارض جميعا قبضته يوم
القيمة والسموت مطويت بيمينه
سبحنه وتعلى عما يشركون ۝
ونفخ في الصور فصعق من في
السموت ومن في الارض
الا من شاء الله ثم نفخ
فيه اخرى فاذا هم قيام
ينظرون ۝ واشرقت الارض بنور ربها ووضع
الكتب وجاي بالنبين
والشهداء وقضي بينهم بالحق
وهم لا يظلمون ۝ ووفيت
كل نفس ما عملت وهو اعلم
بما يفعلون ۝ وسيق الذين
كفروا الى جهنم زمرا حتى اذا
جاءوها فتحت ابوابها
وقال لهم خزنتها الم ياتكم
رسل منكم يتلون عليكم
ايت ربكم وينذرونكم
لقاء يومكم هذا قالوا
بلى ولكن حقت كلمة العذاب
على الكفرين ۝ قيل ادخلوا
ابواب جهنم خلدين فيها

اور منکروں نے خدا کی کما حقہ قدر نہیں
کی، اور قیامت کے روز ساری زمین
خدا کے قبضہ اقتدار میں ہوگی، قیامت
کے روز سوائے خدا کے کسی کو کچھ اختیار نہ
ہوگا اور عالمگیر انقلاب ہوگا، وہ پاک
و برتر ہے، اس سے جو وہ شرک کرتے
ہیں اور بگل بجایا جائے گا، تو زمین
اور آسمانوں والے سب بے ہوش ہو جائیں
گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے گا۔
پھر دوسری بار بگل بجایا جائے گا، تو وہ
کھڑے دیکھتے ہوں گے، اور زمین اپنے
رب کے نور سے چمک اٹھے گی، اور کتاب
رکھ دی جائے گی، اور نبیوں اور شہیدوں
کو لایا جائے گا۔ اور لوگوں کے درمیان
انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا، ان پر کچھ
ظلم نہیں ہوگا، اور ہر شخص کو اس کے کیے کا
پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور وہ خوب
جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں، اور منکروں کو
گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا،
یہاں تک کہ جب اس تک پہنچیں گے
اس کے دروازے کھول دیئے جائیں
گے، اور جہنم کے داروغے انہیں کہیں گے
کیا تمہارے پاس تم میں سے خدا کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فبس مثوی المتکبرین ٥ وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا - حتی اذا جاءوھا وفتحت ابوابھا وقال لہم خزنتھا سلم علیکم طبتم فادخلوھا خلدین ٥ وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوا من الجنۃ حیث نشاء، فنعم اجر العملین ٥ وتری الملئکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربہم، وقضی بینہم بالحق. وقیل الحمد للہ رب العلمین ٥

(زمر ع ۸)

رسول نہ آئے - جو تمہیں تمہارے رب کی آیات سناتے اور آج کے دن سے ڈراتے وہ کہیں گے کیوں نہیں ؟ لیکن کافروں کے خلاف عذاب کا کلمہ صحیح ہو کر رہا، کہا جائے گا، جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہو گے، متکبروں کا ٹھکانا بُرا ہے، خدا سے ڈرنے والوں کو جماعتوں کی صورت میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا - جب اس تک پہنچ جائیں گے، اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور جنت کے کارکن ان سے کہیں گے، تم پر سلامتی ہو اور خوش رہو، اس میں زندگی بسر کرو، وہ کہیں گے، شکر ہے، اللہ کا جس نے اپنا وعدہ ہم سے پورا کیا اور زمین کا وارث بنایا - اب اس جنت میں ہم جہاں چاہتے ہیں، مکان بناتے ہیں - کیا اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا، اور فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھے ہوں گے، وہ اپنے رب کی تعریف میں مشغول ہوں گے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا - اور سب تعریفیں خدا کی طرف منسوب کی جائیں گی -

قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم ٥

(حجر ع ۳)

شیطان نے کہا مجھے ان کی بعثت کے روز تک مہلت دیجیے - خدا نے فرمایا تم کو اس مقررہ وقت تک مہلت دی جاتی ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ویوم تقوم الساعة یقسم المجرمون ما لبثوا غیر ساعة کذلک کانوا یؤفکون ٥ وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث فھذا یوم البعث ولکنکم کنتم لا تعلمون ٥	اور جب ساعت بپا ہوگی، مجرم قسمیں قسمیں کھا کھا کر کہیں گے، کہ وہ ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں ٹھہرے، یہ پہلے بھی ایسی ہی بہکی بہکی باتیں کرتے تھے، اور اہل علم و ایمان کہیں گے۔ کہ خدا کی کتاب کے مطابق تم یوم بعث تک ٹھہرے ہو یہی تو یوم البعث ہے لیکن تم بے علم ہو۔
(روم ع ٦)	

سورۂ کہف میں فرمایا ہے، کہ جب خدا کے وعدہ کا وقت آجائے گا۔ دیوار یاجوج ماجوج گر جائے گی، بگل بجایا جائے اور لوگوں کو خدا کے حضور حاضری کے لئے اکٹھا کیا جائے گا، ذکر سے اندھوں بہروں کے سامنے جہنم پیش کردی جائے گی، سورۂ انبیاء میں یہ ذکر زیادہ مفصل ہے، وہاں حضرات موسیٰ ابراہیم، لوط، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، اسمٰعیل، ادریس، ذالکفل، یونس، ذکریا، عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر کرکے یہ کلیہ اخذ کیا ہے، کہ تمام پیغمبر ایک جماعت ہیں، اور سب کے ذریعہ خدائے واحد کی عبادت کا ایک ہی حکم دیا جاتا ہے، تاکہ لوگ ایک خدا کے ایک حکم کی پیروی کرکے ایک ہو کر رہیں، امتیں حکم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہیں یعنی تفرقہ کرکے خود ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں تو ان کی خدا کے حضور پیشی ہوتی ہے جو حکم کو مانتے ہیں، ان کی کوشش رائگاں نہیں جاتی، اس سے عالم کی تدریجی ترقی ہوتی رہتی ہے، جو قومیں انکار کرتی ہیں انہیں مٹا دیا جاتا ہے اور دوبارہ وہ اٹھنے نہیں پاتیں، قوموں کا اس طرح نافرمانی کرکے ہلاک ہوتے رہنا اور دوبارہ زندہ نہ ہو سکنا ہمیشہ کے لئے نہیں، یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ یاجوج ماجوج نہیں کھلتے، اور خدا کا وعدہ نہیں آ پہنچتا، جونہی کہ وہ وقت آ پہنچتا ہے، خدا کے حکم کا انکار کرنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو جائیں گی، اور انہیں جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا، اس میں وہ چیخیں گے
اور چلائیں گے، لیکن سنیں گے نہیں، سابقہ زمانوں میں تو ایک وقت ایک قوم
ہلاک ہوتی تھی، تو دوسری زندہ ہو کر اسکی جگہ لیتی تھی اور دوسرے وقت میں
دوسری قوم ہلاک ہوتی تھی تو تیسری زندگی پا کر اس کی جانشین بنتی تھی مگر
لیکن اس وقت ایسا عالمگیر انقلاب ہوگا کہ دنیا بھر سے نافرمانوں کو ہلاک کرکے
ہر وطن اور ہر قوم کو زندہ کر دیا جائے گا، گویا پہلی نافرمان مخلوق کو کلیتہً واپس
ہلاک کر نیا جہان بپا ہوگا، صالح بندوں کو عالم بھر میں زمین کا وارث بنا دینے کا
وعدہ جو خدا کے ذمہ چلا آتا تھا، اور جو پیغمبروں کے پیغام کا منتہائے نظر تھا،
اس روز پورا ہو جائے گا۔

۲۔ اگر یہاں فرمایا ہے کہ قوموں کا نافرمانی کرکے ہلاک ہوتے رہنا اور پھر زندگی
کی طرف نہ لوٹ سکنا ہمیشہ کے لئے نہیں، ایک مقررہ وقت تک ہے تو سورہ الحجر
کی آیت میں فرمایا ہے کہ شیطان کو ایک مقررہ وقت تک مہلت ملی ہوئی ہے، جو نسل
انسانی کے روحانی طور پر جی اٹھنے کا وقت ہے، اس وقت شیطان کا خاتمہ
ہو جائے گا، آخری زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کے قتل
ہونے سے بھی یہی مراد ہے، کہ اس وقت شیطان کی مہلت پوری ہو جائے گی،
اور دجل فریب، بے ایمانی ہر قسم کی بدی کا دنیا بھر سے ناس ہو کر ست جگ یعنی
سچائی کا جہان بپا ہوگا، شیطان یا دجال کے خاتمہ اور نسل انسانی کے روحانی طور
زندہ ہونے کا یہی وقت ہے، جس کا ذکر سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء میں ہے، اور
جس میں ساری ہلاک شدہ قوموں کا زندہ ہو جانا بتایا ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ
انبیاء کے ذکر کو جاری رکھتے ہوئے سورہ حج میں صاف طور پر بتا دیا ہے کہ یہی
زلزلہ ساعت ہے۔ یہی یوم بعث ہے اور یہی قیامت ہے، جس میں خدا مسلمانوں
یہودیوں، صابیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور تمام مشرکوں کا فیصلہ کرے گا۔

۳۔ یہی بیان سورۂ زمر میں ہے، سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء کے بیان کا ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طرف اور سورۂ زمر کے بیان کا دوسری طرف ملاحظہ فرمائیے :-

نمبر شمار	سورۂ کہف یا سورۂ انبیاء میں ہے	سورۂ زمر میں ہے
۱	بگل بجایا جائے گا	بگل بجایا جائے گا۔
۲	ذکر نازل ہوگا	کتاب نازل ہوگی
۳	آسمان لپیٹ لیا جائے گا	آسمان لپیٹ لیا جائے اور زمین خدا کی مٹھی میں ہوگی۔
۴	نافرمانوں کا فزع اکبر میں گرفتار ہونا اور جہنم کا ایندھن بننا	نافرمانوں کا حواس باختہ ہونا اور داخل جہنم ہونا
۵	مومنوں کا فزع اکبر سے محفوظ رہنا	مومنوں کا حواس باختگی سے محفوظ رہنا
۶	بے ایمانی کی موت سے ہلاک شدہ نسل انسانی کا زندہ ہو جانا	سب مخلوق کا اٹھ کھڑا ہونا اور بینا ہو جانا
۷	صالح بندوں کا زمین کا وارث بننا اور حسب دلخواہ زندگی بسر کرنا۔	صالح بندوں کا زمین کا وارث بن کر اسی زمینی جنت میں رہائش کے لئے حسب دلخواہ کوٹھیاں بنانا۔
۸	زمین کا بدی سے پاک ہو کر اور صالح بندوں کی وراثت میں آکر امن و اطمینان کی جگہ بن جانا۔	زمین کا نور خدا سے چمک اٹھنا
۹	وعدہ جس کا پورا کرنا خدا کے ذمہ چلا آتا تھا پورا ہو جانا	مومنوں کا شکر کرنا کہ خدا نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔
۱۰	پیغام یعنی پیغمبروں اور ان کے عبادت گذار پیروؤں کا مقصد بر آنا۔	نبیوں اور شہیدوں کا ان کی منزل مقصود پر پہنچایا جانا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آپ دیکھتے ہیں کہ ان دونوں نقشوں میں سر مو فرق نہیں، یہ تو مسلمہ ہے کہ سورۂ زمر میں قیامت کبرای کا بیان ہے اور یہ بھی مسلمہ ہے، کہ سورۂ کہف اور سورہ انبیاؑ میں جس وعدہ کے روز کا بیان ہے وہ یاجوج ماجوج کے کھلنے کا روز ہے۔ پس ناقابل تردید قطعیت سے ثابت ہو گیا کہ قیامت کبرای نے جس کا قرآن میں ذکر آتا ہے، یاجوج ماجوج کے کھلنے کے دن قائم ہونا ہے۔

اگر سورۂ طہٰ میں بتایا کہ شروع زوال اسلام سے دس صدیاں گذرنے پر قیامت قائم ہوگی اور سورۂ فجر میں بتایا کہ ابتدآ اسلام سے تیرہ صدیاں گزرنے پر قیامت قائم ہوگی، تو سورۂ کہف اور سورہ انبیاؑ میں بتایا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب یاجوج ماجوج کھلیں گے۔

پہلے عرض ہو چکا ہے کہ بگل بجنے اور قیامت قائم ہونے سے مراد پیغمبر کا ظہور ہوتا ہے، آیات زیر غور میں دو بار بگل بجنے اور قیامت کبری قائم ہونے کا ذکر ہے، پس ایک چھوڑ دو پیغمبروں کا آنا ثابت ہے۔ اور مسلمان مانتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ ان کے زمانہ میں زمین عدل اور انصاف سے بھر جائے گی؛ اور شیر بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے، یعنی عداوت دور ہو کر سب قوموں میں اخوت و محبت قائم ہو جائے گی۔ لیکن کہتے ہیں، کہ جناب مہدی علیہ السلام پیغمبر نہیں آپ امام ہیں۔ قرآن میں ہے:-

اذا بتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما

کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے بعض باتوں میں آزمایا، اور آپ پورے اترے، تو خدا نے فرمایا کہ میں آپ کو لوگوں کا امام بناؤں گا، اس سے ظاہر ہے، کہ امام مہدی کے امام ہونے سے ان کا پیغمبر نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ اس کے علاوہ ان آیات میں صاف طور پر ذکر نازل ہونے اور کتاب کے رکھ دیئے جانے یعنی زمین پر استحکام کے ساتھ قائم ہو جانے کا بیان ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ دونوں صاحب کتاب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں، اور صاحب کتاب کے پیغمبر ہوئے ہیں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہاں لوگ کہتے ہیں، کہ کتاب سے ہر شخص کا اعمالنامہ مراد ہے، یہ صحیح ہے، لیکن اعمالناموں کی کتاب بھی وہی کتاب ہوتی ہے، جو پیغمبر پر نازل ہوتی ہے، اس میں مجرموں کے جرائم کی پوری فہرست ہوتی ہے، اور اسی فہرست کی رو سے فرد جرم لگ کر ان کے لئے ذلت اور مسکنت کا حکم صادر ہوتا ہے، چنانچہ سورہ بقر کے پہلے حصہ میں ہی بنی اسرائیل کی بد اعمالیاں گنائی ہیں کہ تم نے بچھڑا بنا لیا، پیغمبروں کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کیا، تم نے احکام شریعت کو توڑا، اپنے لوگوں کو قتل کیا اور انہیں ان کے گھروں سے نکال دیا وغیرہ۔ اسی طرح نیک لوگوں کے اعمالنامہ کا کوئی ورق دیکھنا منظور ہو تو سورہ مومنوں کا آغاز اور سورہ فرقان کا آخری رکوع دیکھیں۔ کتاب جو پیغمبر پر نازل ہوتی ہے اس میں ہر طبقہ اور درجہ کے شخص کے اعمال اور ان کی جزا و سزا درج ہوتی ہے ہر شخص اپنا اعمالنامہ اس میں دیکھ سکتا ہے اور اپنا حساب خود کر سکتا ہے،

اقرأ کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیباً

اب جب کہ ثابت ہو گیا کہ قیامت کبریٰ سے مراد یاجوج ماجوج کے زمانہ میں دو پیغمبروں کا ظہور ہے تو قرآن جو قیامت کے ذکر سے بھرا پڑا ہے۔ اس میں ہر جگہ جہاں قیامت کا ذکر ہے۔ آنے والے پیغمبروں کا ہی ذکر ہے۔ یہ دکھانے کے بعد کہ قیامت یاجوج ماجوج کے کھلنے کے زمانہ میں قائم ہوگی، اب میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ بروئے قرآن شریف اس کا قیام کیسے ہوگا۔

دیوار گر جانے سے مراد ایسے دور کا افتتاح ہے، جس میں انسان کے علم و عمل پر جو روکیں ہیں وہ دور ہو جائیں گی، روکوں کے دور ہونے کا آغاز یورپ سے ہوگا، جہاں یاجوج ماجوج بستے ہیں، پہلے تو یورپین اقوام علوم جدیدہ دریافت کریں گی، پھر نئے وسائل آمد و رفت وغیرہ سے اپنی حدود کو پار کر کے دوسرے ملکوں میں جا پہنچیں گی اور ان پر چھا جائیں گی۔ آخر انہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علوم و سائنس کی بدولت دنیا بھر سے سمندروں پہاڑوں وغیرہ کی جغرافیائی دیواریں جو مختلف ملکوں اور قوموں کے درمیان روک تھیں، گر جائیں گی، اور سب اقوام میں غلبہ کی امنگیں پیدا ہو جائیں گی / نئے علوم و سائنس سے جہاں میل ملاپ کی آسانیاں بہم پہنچیں گی، عالمگیر بے پناہ جنگوں کا سامان بھی پیدا ہو جائے گا، چونکہ تہذیب کی بنیاد مادیات پر ہو گی، دنیا تعمیری ذرائع رکھتے ہوئے بھی تخریب کی طرف جا رہی ہو گی، اس وقت پیغمبر ظاہر ہو گا اور دنیا کو متنبہ کرے گا کہ تمہارے ہاتھ میں جو سامان ہے، اس سے زمین بہشت بھی بن سکتی ہے اور دوزخ بھی، تم دوزخ کے درپے ہو، اس سے باز آؤ۔ باہمی بغض و عداوت کو چھوڑ کر متحد ہو جاؤ، اور علوم جدیدہ کو تعمیری کاموں کے لئے حاصل اور استعمال کرو، جب وہ اس نصیحت سے آنکھیں اور کان بند کر لیں گے، تو اپنے ہاتھوں اپنے لئے جہنم بپا کر لیں گے، اور آپ اپنی آگ میں بھسم ہو جائیں گے۔ منکروں کو جہنم کا ایندھن بتانے سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے علیحدہ کوئی جلتا ہوا تنور تیار نہیں کر رکھا، جس میں انہیں کسی سابقہ ناراضگی کی وجہ سے پکڑ پکڑ کر پھینکتا جائے گا۔ بلکہ آگ کا ایندھن تو مفسد خود ہیں، اگر وہ نہ ہوں تو نہ آگ بھڑکے نہ جہنم ہو، اسی طرح ان الفاظ سے کہ جہنم میں وہ چیخیں گے اور چلائیں گے، لیکن سنیں گے نہیں، یہ بتانا مقصود ہے کہ جہنم عالمگیر جنگ کا نام ہے۔ جس میں ہر قوم دوسری پر ایسی بے رحمی سے ظلم کرے گی، کہ گویا اس کی چیخ پکار کو سنتی ہی نہیں اور پھر وہ بھی اپنی باری پر ایسا ہی کرے گی۔ اگر جہنمی خود ہی ایک دوسرے کو عذاب دینے والے ہیں تو ان کے سننے یا نہ سننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے کی آتشباری سے بچنے کے لئے لوگ تھوڑا تھوڑا بوجھ ساتھ لے کر گھروں سے نکل پڑیں گے، آگے چل کر ایسی حالت پیش آجائے گی، کہ وہ تھوڑا سا بوجھ بھی پھینک کر جان کے لئے بھاگنے پر مجبور ہوں گے۔ یہاں تک کہ ماں بچہ کو بھول جائے گی، لوگ شدت مصیبت سے ایسے سراسیمہ ہوں گے کہ گویا مدہوش ہیں،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب پیغمبر نے کہا تھا کہ حکومت خدا کی ہی ہے اور سارا اختیار بھی اسی کا ہے، اس کا حکم مانو، اس وقت انہوں نے اسے تکبر کی راہ سے ٹھکرا دیا تھا، اب بے بسی کے عالم میں انہیں دکھائی دینے لگا کہ بڑوں اور چھوٹوں سب کی جان خدا کی مٹھی میں ہے چاہے تو باقی رہے چاہے تو سب کا خاتمہ کر دے۔ اس وقت بڑے بڑے لیڈر اقرار کرنے لگیں گے کہ یہ ہماری پیدا کردہ بے خدا مادی تہذیب کا نتیجہ ہے اگر اب نجات ہو جائے تو آئندہ نظام عالم کی بنیاد مادیات کی بجائے روحانیات پر رکھیں گے۔ فساد پسند عنصر جہنم میں جل کر راکھ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ باقی بچیں گے وہ اپنے تلخ تجربہ سے وحدت انسانی کا سبق لے کر نکلیں گے، اور یوں خود غرضی بغض وعداوت کا جہان فنا ہو کر عدل وانصاف محبت واخوت پر مبنی نیا جہان پیدا ہوگا جس میں آدم زاد پورے امن واطمینان سے ایک کنبہ بن کر رہیں گے، اور حسب دلخواہ زندگی بسر کریں گے، اس وقت تمام پیغمبروں اور شہدا کی کوششیں اور قربانیاں ٹھکانے لگیں گی، اور خدا کا حکم یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ پورا ہو جائے گا اور متحدہ عالم کا چپہ چپہ زبان حال سے توحید باری کی گواہی دیتا ہوگا۔

اچھی طرح غور کر کے دیکھ لو کہ قرآن شریف کے مذکورہ مقامات میں جہاں قیامت کا بیان ہے، کسی جگہ بھی نہیں لکھا کہ اس وقت نظام شمسی فنا ہوگا بلکہ لکھا ہے کہ دنیا اسی طرح ہوگی جیسے پہلے تھی۔ حاملہ عورتیں بھی ہوں گی، دودھ پلانے والیاں بھی، اور اور لوگ بھی ہوں گے، ہاں شدت مصیبت اور ناقابل برداشت عذاب سے بدحواس ہوں گے، لیکن ان کے علاوہ ایسے بھی ہوں گے، جنہیں کچھ خوف وغم نہ ہوگا، یہ مومن ہوں گے انہیں خوف وغم نہ ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ جانتے ہوں گے کہ یہ ساری کارروائی بدی کو مٹانے اور حق کو قائم کرنے کے لئے کی جا رہی ہے جو ان کی منشا کے عین مطابق ہے۔ سورۂ انبیاء میں جہاں فرمایا ہے کہ آسمان کو لپیٹ لیا جائے گا جیسے منشی دفتر کو لپیٹ لیتا ہے، ساتھ ہی صراحت کر دی ہے کہ ساری نافرمان مخلوق کی صف لپیٹ لی جائے گی۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ جب ان کی ہلاکت کا وقت آ گیا، خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے ان کی صف لپیٹ لی (جئنا بکم لفیفا) وہاں ایک قوم کی ہلاکت کا ذکر مقصود تھا، تو فرمایا کہ اس قوم کی صف لپیٹ لی گئی، یہاں پر کل نافرمان مخلوق کی ہلاکت کا ذکر مقصود تھا، اس لئے فرمایا کہ دفتر کا دفتر لپیٹ لیا اسی لئے سورہ زمر میں جہاں فرمایا ہے کہ زمین خدا کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان لپیٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے۔ تو اگرچہ یہ مشہور محاورے ہیں، جو نہ صرف عرب ہی استعمال کرتے ہیں بلکہ سب قومیں استعمال کرتی ہیں۔ پھر بھی ساتھ ہی وضاحت کر دی ہے کہ نفخہ اولیٰ پر لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، نہ یہ کہ نظام شمسی درہم برہم ہو جائے گا۔ اور بے ہوشی کی بابت سورۂ حج میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد شدائد تکالیف کی وجہ سے حواس باختگی ہے۔

اسی طرح نفخہ ثانی پر لوگوں کے دیکھنے لگنے یعنی ان کے ہوش و حواس قائم ہونے کا ذکر ہے، نہ کہ نئے سرے سے نظام شمسی کے وجود میں آنے کا اور زمینی قبروں سے مردے برآمد ہونے کا، جو لوگ بعث سے شک میں ہیں۔ انہیں سورۂ حج میں توجہ دلائی ہے، کہ انسان کی پیدائش سے بلوغت تک کئی مرحلے ہیں، جو تدریجاً طے ہوتے ہیں اسی طرح پیغمبر کے ظہور پر روحانی طور پر بعث یا خلق جدید تدریجاً ہوتی ہیں۔ پھر جب خلق جدید ارذل عمر کو پہنچ کر جہالت میں عود کر آتی ہے، تو پھر پیغمبر ظاہر ہوتا ہے، اور وہی عمل دہرایا جاتا ہے، پیغمبروں کی تدریجی تربیت کے نتیجہ میں ساری نسل انسانی پر ان مراحل سے گزر کر آخر ایک وقت ضرور آنے والا ہے، جب باطل کا استیصال کلی ہو جائے گا، اور عالمگیر قیام حق سے روحانی مردے زندہ ہو جائیں گے، پھر فرمایا ہے کہ بارش جب برستی ہے تو زمین جو مردہ تھی لہلہانے لگتی ہے اسی طرح وحی الٰہی کی بارش سے دل جو مر چکے ہوتے ہیں زندہ ہو جاتے ہیں، مردوں کے زندہ ہونے کی یہ وہی کیفیت ہے، جو ہر پیغمبر کے ہاتھ پر ظہور میں آتی رہی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت کبریٰ میں بھی مردوں کے زندہ ہونے سے لینہ وہی چیز مراد ہے، جو قومی قیامتوں کی صورت میں تھی، اس ضمن میں سورۂ روم کی آیات فیصلہ کن ہیں۔ جہاں بتایا گیا ہے کہ یوم بعث یعنی مردوں کے جی اٹھنے کے دن کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اہل علم وایمان ہی پہنچانتے ہیں، منکرین یوم بعث کے اندر ہو کر بھی نہیں جانتے کہ یہ یوم بعث ہے، مومن انہیں بتاتے ہیں کہ یہی تو یوم بعث ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مردوں کے جی اُٹھنے سے وہ مراد نہیں لیتا جو منکر مراد لیتے ہیں۔ ورنہ اگر جیسے کہ منکر سمجھتے ہیں وہ خود یوم بعث میں قبروں سے اُٹھ کر آئے ہیں تو وہ مردوں میں سے جی اُٹھنے سے بے خبر نہیں ہو سکتے۔ قرآن کی مراد مردوں کے جی اُٹھنے سے جیسے کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے، نافرمانوں کو ہلاک کر کے فرمانبرداروں کو ان کا جانشین بناتا ہے۔ قیامت کبریٰ میں اور قومی قیامتوں میں جو پہلے قائم ہوتی رہیں اور قیامت کبریٰ کے نمونے تھیں، صرف یہ فرق ہے کہ قومی قیامت میں ایک قوم ہلاک ہوتی اور ایک زندہ ہوتی رہی، یعنی نسل انسانی کے ایک حصہ سے بدی دور ہو کر نیکی قائم ہوتی رہی تو قیامت کبریٰ میں ساری نسلِ انسانی سے بدی دور ہو کر نیکی قائم ہو جائے گی، یاد رہے کہ عالمگیر قیام حق اور روحانی احیا سے یہ مراد نہیں کہ سب لوگ ایک سطح پر ہوں گے اور عالم وہاں ٹھہر جائے گا۔ قرآن میں ہے۔ کہ جنت میں بھی مدارج ہوں گے، اور اہل جنت مزید ترقیات کے لئے ربنا اتمم لنا نورنا کی دعا بھی کرتے ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ نسلِ انسانی ہیمیت کے دور سے نکل کر انسانیت میں جنم لے گی اور روزافزوں ترقیات ہوتی رہیں گی۔

آیہ میثاق

قرآن شریف میں آنے والے رسول کا صرف ذکر ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو اس کے ماننے کے لئے پابند بھی کیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ، قال ءاقررتم واخذتم علیٰ	جب خدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے، اب اگر تمہارے پاس کوئی رسول آئے، جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرنے والا ہو تو اس کو ضرور ماننا اور اس کی مدد کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ؤ اُکم اِصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشاھدین ٥ فمن تولّیٰ بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون
(آل عمران - ع ۹)

پھر پوچھا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو، اور اس بوجھ کو اٹھانا اپنے ذمہ لیتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، ہم اقرار کرتے ہیں، خدا نے کہا کہ اب تم اس کے گواہ ہو اور میں بھی گواہ ہوں، اس کے بعد جو منہ پھیرے گا وہ عہد شکن ہوگا۔

واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا
(احزاب - ع ۱)

جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور یہی عہد تجھ سے اور نوح، موسیٰ اور عیسیٰ سے لیا - اور یہ ہم نے ان سے بڑا پکا عہد لیا ہے۔

خدا نے تمام انبیاؑ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس کام کے لئے میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے وہ ایسا کام ہے کہ اس کے لئے تمہارے بعد بھی تمہاری طرح کام کرنے والوں کو آنا ہوگا، تو تمہارے منصب کے لحاظ سے یعنی اُس کام کے مفاد میں جو تم خود کر رہے ہو، تم پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہوں کہ آئندہ بھی جو لوگ تمہاری کتاب کے مصدق اور تمہارے مقصد کے لئے کام پر مامور ہوں گے ان پر بھی تمہاری امتیں ایمان لائیں گی، اور ان کے کام میں امداد کریں گی - کیا تم اپنی اپنی امت کے نمائندہ کی حیثیت سے یہ عہد میرے ساتھ باندھتے اور اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہو؟ نبیوں نے کہا کہ ہم اس ذمہ داری اور اس عہد کو قبول کرتے ہیں، پھر خدا نے تاکیداً کہا کہ گواہ رہنا کہ تم نے یہ عہد باندھا ہے - اور میں بھی گواہ رہوں گا، یاد رکھنا جو کوئی اس عہد کے بعد اس عہد سے منہ پھیرے گا، وہ عہد شکن ہوگا،

مقصود تو امتوں کو آئندہ پیغمبروں پر ایمان لانے کے پابند کرنا تھا، لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عہد نبیوں سے لیا گیا، اس لئے کہ نبی کی ساری کی ساری امّت جو اس کے سامنے ہے وہ بھی اور جو پیچھے آنیوالی ہے وہ بھی عہد میں شامل ہو جائے اور امّت میں سے جو شخص اس عہد کو توڑے، نہ اُسے پیغمبر سے کوئی تعلق باقی رہے نہ پیغمبر کو اس سے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس آیت کو بار بار اور پوری ذمہ داری سے پڑھے یہ پختہ عہد ہے کوئی معمولی بات نہیں کہ اسے ہلکا سمجھا جائے۔ عام طور پر مسلمانوں کا یہ خیال ہے، کہ یہ عہد باقی نبیوں سے حضرت محمدؐ کے حق میں لیا گیا۔ جس کا منشا یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ ظہور فرماویں، تو سب اُمتوں کا فرض ہوگا، کہ آپ پر ایمان لائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس آیت میں ہر آئندہ رسول پر ایمان لانا فرض کیا گیا ہے۔ اور رسولؐ کی نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ سابقہ کتاب کا مصدق ہوتا ہے چونکہ حضرت محمدؐ رسول اللہ سچے رسول ہیں اور سابقہ کتاب کے مصدق ہیں۔ اس عہد کی رو سے آپ پر ایمان لانا بے شک سب امتوں کا فرض ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں کہ یہ عہد باقی نبیوں سے لیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ سے نہیں لیا گیا۔ سورۃ احزاب والی آیت میں صاف لفظ منک موجود ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ سے بھی یہ عہد لیا گیا ہے، اس موقعہ پر بعض علماء کہہ دیتے ہیں کہ رسولؐ اللہ سے باقی نبیوں کی تصدیق کا عہد لیا گیا ہے اور باقی نبیوں سے آپ پر ایمان لانے کا، لیکن قرآن شریف میں "منک" کے بعد من نوح وابراھیم وموسیٰ کے لفظ بڑھا کر صراحت کر دی ہے کہ آنحضرتؐ سے بھی وہی عہد لیا گیا جو باقی نبیوں سے لیا گیا، اور یہ بھی نہایت واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ وہ عہد کیا ہے

آل عمران والی آیت میں ہر سچے رسولؐ کی یہ علامت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ سابقہ کتاب کا مصدق ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف ایک رسولؐ سابقہ کتب کا مصدق ہوگا، اور باقی نہیں ہونگے، قرآن میں حضرت مسیحؑ کا قول مصدقا لما بین یدی من التوراۃ مذکور ہے، اگر یہ صحیح ہے کہ باقی امتوں کا فرض ہے کہ مصدق رسول پر ایمان لائیں، لیکن مصدق رسول کی امّت کا فرض

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نہیں کہ آئندہ رسول پر ایمان لائے، تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیلے جو مصدق توریت ہیں، ان کی امت پر فرض نہیں کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لائیں۔ جو بداہتاً غلط ہے۔

یہ آیت اس قدر صریح اور زوردار ہے، اور اس میں اتنی شدید اور بار بار تاکید ہے کہ اگر قرآن میں اور کوئی آیت بھی رسولوں کا سلسلہ جاری رہنے کے حق میں نہ ہوتی تو یہ اکیلی ہی آیت کافی تھی، اس کی رو سے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ نے پختہ عہد کیا ہوا ہے کہ جو کوئی آپ کی امت سے ہوگا، بعد میں ظاہر ہونے والے پیغمبر پر جو مصدق قرآن ہوگا، ایمان لائے گا، اور اس کی امداد کرے گا۔ اب ہم آنحضرت کی امت سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اب کوئی پیغمبر آنے والا نہیں۔ اگر کوئی پیغمبر آنے والا نہ ہوتا، تو آنحضرت سے یہ عہد نہ لیا جاتا، اس عہد کے ہوتے ہوئے ہم پابند ہیں کہ آنے والے پیغمبر کے منتظر رہیں اور اس کے ظہور پر اس پر ایمان لائیں۔ اور اس کی امداد کریں۔ ورنہ ہم عہد شکن ہوں گے اور ہمارا کوئی تعلق آنحضرت سے باقی نہیں رہے گا۔

سورۃ فاتحہ کا ایک حصہ پہلے بیان ہو چکا ہے، بقیہ یہ ہے۔ اہدنا الصراط المستقیم ۵ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۵ اس فقرہ میں مغضوب علیہم کی راہ سے بچنے اور منعم علیہم کی راہ پانے کی دعا ہے۔ سورۃ بقر رکوع سات میں بنی اسرائیل کے متعلق ہے۔ وباءو بغضب من اللہ ذلک بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق کہ بنی اسرائیل اس وجہ سے مغضوب علیہم ہوئے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔ اور نبیوں کو ظلم سے قتل کرتے تھے۔ اگر آنحضرت کے بعد کوئی آیات اللہ نازل ہونے والی نہیں، نہ کوئی پیغمبر ہی آنے والا تھا، تو مسلمانوں کے لئے بنی اسرائیل کی راہ پر چل کر مغضوب علیہم ہونے کا کوئی موقعہ در پیش نہ تھا کہ اس راہ سے بچنے کی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دعا سکھائی جاتی، صاف دکھائی دیتا ہے کہ قرآن شریف کے بعد اللہ کی آیات نازل ہونے والی تھیں۔ پیغمبر آنے والے تھے، مسلمانوں کے لئے ابتلا درپیش تھا، اور یہ اتنا بڑا ابتلا تھا کہ اس سے بچنے کے لئے نہ صرف دعا سکھائی ہی گئی بلکہ اسے داخل نماز کیا گیا، تاکہ مسلمان پنجگانہ نمازوں میں آنے والی ہدایت سے فیضیاب ہونے کی توفیق مانگتے رہیں، اس کا انتظار کرتے رہیں، اسے ماننے کے لئے تیار رہیں، اور اس کے انکار و مخالفت کی راہوں سے ہوشیار رہیں۔ تعجب ہے کہ آنحضرتؐ نے جتنا مسلمانوں کو آنے والی ہدایت کے انکار سے بچانا چاہا۔ اتنا ہی وہ اس میں پھنس گئے، اے اللہ ہماری حالت قابلِ رحم ہے؛ ہم سے وہ نہ کر جس کے ہم حقدار ہیں۔ بلکہ وہ کر جو تیری شان کریمانہ کے شایان ہے۔ اپنے رسول پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی کوششوں اور محنتوں کے صدقہ میں ہمیں آنکھیں عطا فرما۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وجوہاتِ بندشِ سلسلہ رُشد و ہدایت کا جائزہ

ہم قرآن شریف سے رسولوں کی بعثت اور قوموں کے بننے بگڑنے کا عام قانون
دیکھ چکے ہیں۔ اور یہ بھی کہ مسلمان قوم اس قانون سے مستثنیٰ نہیں، وہ بھی اگلی
قوموں کی طرح بگڑ جائے گی اور اس کے بگڑنے پر وقتاً پیغمبر آئیں گے،
مجدّد پیغمبروں کے ظہور کا وقت اور مقام بھی معلوم کر چکے ہیں، اور یہ بھی دیکھ
چکے ہیں، کہ مسلمان قوم کو انہیں ماننے کے لئے بذریعہ معاہدہ میثاق النبیین
پابند بھی کیا گیا ہے۔ اور ان کے ماننے کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ ان کے
انکار اور مخالفت سے بچنے کی دعا داخل نماز کی گئی ہے، اب ہم ان وجوہات
پر غور کریں گے، جن کو سلسلہ رشد و ہدایت بند ہونے کے ثبوت میں پیش
کیا جاتا ہے، اور جن کا ذکر مقدمہ میں آیا ہے، اور دیکھیں گے کہ قرآن شریف
میں کہاں کہاں کن الفاظ میں اور کن مصلحتوں کی بنا پر سنت اللہ کو بدلنے
اور سلسلہ ہدایت کو بند کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور اس حصہ قرآن
کو اس کے دوسرے حصوں سے جن سے کہ اس کتاب میں سلسلہ رشد و ہدایت
کا جاری رہنا دکھایا گیا ہے، کیونکر تطبیق دی جا سکتی ہے؟ قرآن شریف کے
کوئی ایسے معنی قبول نہیں کئے جا سکتے، جن سے ایک حصہ قرآن کا دوسرے حصے
سے معارض ٹھہرے، سو جب تک بندش سلسلہ کی وجوہات ایک طرف اپنی ذات
میں ثابت نہ ہوں، اور دوسری طرف آیاتِ مذکورہ کتاب ہذا کا کافی و شافی حل نہ
بتائیں، انہیں وجوہات موجہ نہیں مانا جا سکتا۔

(۱) توریت ھدی لبنی اسرائیل تھی، قرآن ھدی للناس ہے، توریت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیش کردہ خدا (یہوواہ) بنی اسرائیل کا قومی خدا تھا۔ قرآن کا پیش کردہ خدا رب العالمین تمام قوموں کا خدا ہے، سابقہ پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافۃ للناس کی طرف مبعوث ہوئے۔ پس سابقہ مذاہب قومی دوقتی تھے۔ اسلام تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ہے، اس لئے اب مزید ہدایت نازل ہونے کی ضرورت نہیں۔

قرآن شریف میں ہے:-

(۱) وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدًی للناس (آل عمران ع ۱)

(۲) قل من انزل الکتاب الذی جاء بہٖ موسیٰ نوراً وھدی للناس (انعام ع ۱۱)

(۳) ثم اٰتینا موسی الکتاب تماماً علی الذی احسن وتفصیلاً لکل شیٔ وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون (انعام ع ۱۹)

(۴) فخذھا بقوۃ وأمر قومک یاخذوا باحسنھا (اعراف ع ۱۷)

(۵) من قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ (ھود ع ۲)

(۶) قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدی منھما (قصص ع ۵)

(۷) واورثنا بنی اسرائیل الکتاب ھدی وذکری لاولی الالباب (مومن ع ۶)

(۸) وانہ لفی زبر الاولین (شعراء ع ۱۱)

(۹) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ، رسولٌ من اللہ یتلو صحفاً مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ (البینۃ)

(۱۰) واذ اٰتینا موسی الکتاب والفرقان (بقرہ ع ۶)

(۱۱) ھدی للمتقین (بقرہ ع ۱)

(۱۲) انذر عشیرتک الاقربین۔ (شعراء ع ۱۱)

(۱۳) وھذا کتاب انزلناہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ لتنذر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ام القریٰ ومن حولها۔ (انعام ع ۱۱)

(۱۴) بل هو الحق من ربك لتنذر قوما ما اتاهم من نذير من قبلك (سجدہ ع ۱)

(۱۵) وآتينا موسى الكتاب وجعلناه هدى لبني اسرائيل الا تتخذوا من دوني وكيلا ۞ (بنی اسرائیل ع ۱)

پہلی آیت میں توریت اور انجیل دونوں کو هدى للناس فرمایا ہے۔ دوسری آیت میں توریت کو نور اور هدى للناس بتایا ہے۔ تیسری آیت میں بتایا ہے کہ تمام اعلیٰ درجہ کی خوبیاں توریت پر ختم ہیں، اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور وہ ہدایت اور رحمت ہے، چوتھی آیت میں توریت کو مضبوطی سے پکڑ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پانچویں میں اسے امام اور رحمت بتایا ہے۔ چھٹی آیت میں توریت کو قرآن کے برابر ہدایت دینے والی کتاب مان کر منکروں کو کہا کہ ایسی کتاب تو پیش کرو جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت دینے والی ہو، ساتویں آیت میں توریت کو ہدایت اور ذکر بتایا ہے، آٹھویں آیت میں بتایا ہے کہ پہلی کتابوں میں بھی یہی قرآن ہے اور نویں میں بتایا ہے کہ صحف قرآن میں پہلی کتابیں آگئی ہیں، جو کتب قیمہ ہیں، یعنی ان کی اصولی تعلیم جو قائم رہنے والی ہے، قرآن میں منتقل ہو گئی ہے۔ جب ساری پہلی کتابیں کتب قیمہ ہیں تو لازماً توریت بھی کتب قیمہ ہے۔ بلکہ اہل کتاب جو اس وقت مخاطب تھے وہ تو بنی اسرائیل ہی تھے، اور انہی کی کتاب توریت کا نویں آیت میں ذکر ہے، جہاں مقصود یہ ہے کہ توریت وانجیل والے قرآن پر ایمان لا کر کچھ کھوتے نہیں، کیونکہ توریت وانجیل کی اصولی تعلیم جو قیم ہے قرآن میں آ گئی ہے۔ دسویں آیت میں حضرت موسےٰ کو کتاب اور فرقان دینے کا ذکر ہے۔

دوسری طرف اگر توریت کے لئے پندرہویں آیت میں هدى لبني اسرائيل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آیا ہے للمتقین ھدی کے لئے قرآن میں آیت دسویں تو کیا آیا ہے کا لفظ
اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بارھویں آیت میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کو
تیرھویں میں مکہ معظمہ اور اس کے حوالی کو اور چودھویں میں عرب قوم کو
جس کی طرف آپ سے پہلے کوئی رسول نہ آیا تھا، ڈرانے کا حکم دیا گیا ہے۔

جیسے یہ آیات قرآن کے ھدی للناس ہونے میں کچھ کم نہیں کرتیں، ویسے ہی ھدی لبنی اسرائیل کا لفظ توریت کے ھدی للناس ہونے سے کچھ کم نہیں کرتا

آیئے ذرا یہ بھی دیکھیں کہ توریت میں کیا تعلیم دی گئی تھی۔ جسے بنی اسرائیل کے لئے خاص بتایا جاتا ہے، جو دوسرے لوگوں کے لئے مفید نہ تھی اور جس کی وجہ سے توریت کو بخلاف قرآن مختص القوم اور مختص الوقت مانا جاتا ہے۔

آیت ۱۵ سے ظاہر ہے کہ وہ تعلیم جسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا گیا یہ تھی کہ سوائے خدا کے کسی کو اپنا کارساز نہ بناؤ، یہ تعلیم تو خالص توحید کی تعلیم ہے جو ہرگز کسی ایک قوم یا زمانہ سے خاص نہیں، ہر پیغمبر جو کسی زمانہ میں اور کسی قوم میں ظاہر ہوا، یہی تعلیم دیتا رہا، اسے ھدی لبنی اسرائیل کیوں کہا گیا؟
بات یہ ہے کہ جس معنی میں قرآن شریف ھدی للناس ہونے کے باوجود ھدی للمتقین ہے، اسی معنی میں توریت ھدی للناس ہونے کے باوجود ھدی لبنی اسرائیل تھی، قرآن اپنی ذات میں تو ھدی للناس یعنی سب لوگوں کے لئے ہدایت ہے، جو چاہے اس سے ہدایت لے لے، لیکن واقع میں وہ ہدایت بنتا صرف متقین کے لئے ہے جو اس سے ہدایت یاب ہوتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں، اسی طرح توریت اپنی ذات میں گو ھدی للناس تھی، اس سے فائدہ بنی اسرائیل نے ہی اٹھایا اور اس کا ہدایت ہونا انہی کے حق میں متحقق ہوا، اس واسطے فرمایا کہ توریت کو جو ھدی للناس تھی، بنی اسرائیل کے لئے ہم نے واقع میں ہدایت بنا دیا (جعلناہ ھدی لبنی اسرائیل) توریت کا سب لوگوں کے لئے ہدایت ہونا نہ صرف ھدی للناس کے لفظ سے جو اس کی شان میں آیا، ظاہر ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بلکہ ہر دو کے واقعات بھی ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا حالانکہ فرعون اور اس کی قوم بنی اسرائیل سے نہ تھے۔ ان سے بعض لوگ ایمان بھی لائے اور جو ایمان نہ لائے وہ تکذیب توریت کے باعث ہی ہلاک ہوئے۔ مقصود یہ ہے کہ نہ ھدیً للناس کا لفظ مزید ہدایت کے آنے کو مانع ہے اور نہ ھدیً لبنی اسرائیل ہونے کے باعث توریت ناقص تھی۔

اب میں توریت کے تصور باری کو لیتا ہوں، قرآن میں ہے، فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العالمین ..... قال فرعون وما رب العالمین۔ قال رب السمٰوٰت والارض وما بینہما ..... ربکم ورب آبائکم الاولین ..... رب المشرق والمغرب وما بینہما (الشعراء)

خدا حضرت موسیٰ اور ہارون کو حکم دیتا ہے کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں، جب انہوں نے یہ کہا، تو فرعون پوچھتا ہے کہ رب العالمین کیا ہوتا ہے، حضرت موسیٰ جواب دیتے ہیں کہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، سب کا پرورش کرنے والا، تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا پرورش کرنے والا، مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے سب کا پالنے والا رب العالمین ہے۔ ایک موقعہ پر جب حضرت موسیٰؑ اور ہارون فرعون کو کہتے ہیں کہ ہم تیرے رب کے رسول ہیں اور اس کا نشان تیرے پاس لائے ہیں، تو فرعون پوچھتا ہے فمن ربکما یاموسیٰ، اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے؟ حضرت موسیٰؑ جواب دیتے ہیں ربنا الذی اعطیٰ کل شیءٍ خلقہٗ ثم ھدیٰ کہ ہمارا رب وہ ہے جو ہر چیز کو پیدا کرتا اور ہدایت دیتا ہے۔ یعنی اسی نے اپنی صفت ربوبیت کے تقاضا سے ہی ہمیں تیری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ پس یہ بات کہ توریت خدا کو رب بنی اسرائیل کی حیثیت سے پیش کرتی ہے، نہ کہ رب العالمین کی حیثیت سے، سراسر بے بنیاد ہے، توریت خدا کو رب العالمین کی حیثیت سے صرف پیش ہی نہیں کرتی، بلکہ رب العالمین کے معنی بھی کھول کھول کر بیان کرتی ہے، اور بتاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ہے کہ رب العالمین وہ ہے جو زمین سے آسمان تک، مشرق سے مغرب تک، ابتدا سے
انتہا تک ساری کائنات کا خالق بھی ہے اور پرورش کرنے والا بھی، پرورش میں
ہدایت خلق بھی شامل ہے۔ اور صفت ربوبیت کے تقاضے سے ہی رسول بھیجتا رہا ہے
پس توریت فقط ھدًی لبنی اسرائیل ہی نہیں بلکہ ھدًی للناس نور رحمت
امام۔ ذکر۔ فرقان، قرآن کے برابر ہدایت دینے والی ہر چیز کی تفصیل بیان کرنے
والی، تمام اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرنے والی اور قیم کتاب ہے۔
اگر مسلمان قرآن کے ھدًی للناس مفصل، مکمل ہونے کی بنا پر یا اس کے رب
العالمین کا نسخہ آنے کی وجہ سے اسے آخری کتاب قرار دینے اور اس کے بعد کتاب آنے
کا انکار کرنے میں حق بجانب ہیں، تو یہودی آیات [illegible]
کی رو سے جن میں توریت کو تماماً علی الذی احسن کہا گیا ہے اور انہیں حکم دیا گیا
ہے کہ اسے مضبوطی سے پکڑ رکھنا، توریت کے بعد آنے والی کتابوں کا انکار کرنے میں
مسلمانوں سے بڑھ کر حق بجانب ہیں، کہا جاتا ہے کہ کیا ہم اس کتاب کو جسے
مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے چھوڑ کر نئی کتاب کو پکڑ لیں؟ واضح ہے کہ بعد میں
آنے والی کتاب پہلی کتاب کی ہی پیداوار ہوتی ہے، پہلی کتاب میں نئی کتاب کو
ماننے کا حکم موجود ہوتا ہے، اور نئی کتاب پہلی کی مصدق ہوتی ہے۔ نئی کتاب کے آنے
پر اسے ماننا ہی پہلی کو مضبوطی سے پکڑنا ہے، اس وقت جو نئی کتاب کا
انکار کرتا ہے وہی اپنی پہلی کتاب کو چھوڑتا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ [illegible]
ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق
من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورھم کانھم
لا یعلمون۔ کہ جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آیا، جو ان کی
پہلی کتاب کا مصدق ہے، تو اہل کتاب کے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو یعنی
اپنی سابقہ مسلمہ کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں کہ اس

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں نئے رسول اور نئی کتاب کے آنے پر انہیں ماننے کا حکم موجود ہے، کون مسلمان اس بات سے بے خبر ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو یہودیوں میں سے جس نے آنحضرتؐ کو مانا، اسی نے توریت اور حضرت موسیٰ کو بھی مانا، جس نے آنحضرتؐ کو چھوڑا، خدا نے اس کو توریت اور حضرت موسےٰ کا بھی منکر قرار دیا۔

سورہ اعراف اور سورۂ سبا کی آیات جن سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ سارے زمانے کے سارے انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آئندہ رسول کی حاجت نہیں حسب ذیل ہیں:-

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یأمرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

جو لوگ نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر ان کے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا ہے جو انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور بدی سے روکتا ہے، پاکیزہ چیزیں ان پر حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے۔ ان کے بوجھ کو اور طوقوں کو جو ان پر تھے ان سے اتارتا ہے، پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کی عزت کی اور امداد کی اور اس نور کی جو اس کے ساتھ نازل ہوا کی پیروی کی، وہی کامیاب ہونے والے ہیں، کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(اعراف-ع ۱۹)

یہاں کوئی ایسا ذکر نہیں کہ بار بار رسول بھیجنے کے سابقہ طریق کو ترک کرکے آئندہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سارے زمانوں کے لئے ایک ہی رسول بھیج دیا گیا ہے ۔ بلکہ ذکر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پیش گوئی توریت اور انجیل میں موجود ہے آپ کا پیغام صرف مشرکین عرب تک ہی محدود نہیں، جن کے پاس پہلے کوئی رسول نہیں آیا تھا، بلکہ مشرکین کا توریت والے اور انجیل والے سب آپ کے مخاطب اور آپ پر ایمان لانے کے لئے مکلف ہیں، عربی میں جب خطاب کیا جائے گا، مجمع خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا یا ایہا الناس کہہ کر ہی خطاب کیا جائے گا، جیسے ہم کہتے ہیں، اے لوگو! الناس سے مراد وہی لوگ ہوتے ہیں جو ذہن میں ہوں، خواہ نخواہ ازل سے ابد تک کے لوگ اس میں نہیں آجاتے اسی طرح مخاطب خواہ تھوڑے ہوں خواہ بہت، جب انہیں ایک حکم میں جمع کرنا مقصود ہو تو جمیعا کا لفظ استعمال ہوتا ہے، مثلاً لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا (نور - ع ۸) کہ مل کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ اس میں کوئی گناہ نہیں۔

سو آیات زیر غور کا منشا تو فقط اتنا ہے کہ صرف مشرکین ہی آنحضرت کے مخاطب نہیں، مشرکین توریت والے، انجیل والے سب مخاطب ہیں۔

اب اس جمیعا کے لفظ کو جو اہل کتاب کو بھی آنحضرت کے مخاطبین کے ساتھ جمع کرنے کے لئے آیا تھا اپنے سیاق وسباق سے اڑا کر اپنے پاس سے اس پر یہ عمارت تعمیر کر دینا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کی طرف رسول ہیں، اب آئندہ کو سنت اللہ بدل گئی ہے اور رسولوں کا آنا بند ہو گیا ہے "یحرفون الکلم عن مواضعہ (نساء ع ۷) یعنی فقروں کو اپنے مقامات سے پھیرنے یا محرف کرنے کا مصداق ہے جو مسلمان کی شان کے شایاں نہیں۔

قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق وھو الفتاح العلیم، قل ارونی الذین الحقتم بہ شرکاء کلا بل ھو اللہ العزیز الحکیم	کہہ کہ خدا ہم کو اکٹھا کریگا پھر انصاف کے ساتھ ہم سب درمیان فیصلہ کرے گا اور وہی فیصلہ کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وما ارسلناك الا كافة للناس
بشيراً ونذيراً - ولكن اكثر
الناس لا يعلمون ويقولون
متى هذا الوعد ان كنتم صادقين
قل لكم ميعاد يوم لا تستاخرون
ساعة ولا تستقدمون -
(سبا ع)

کہہ کہ مجھے دکھاؤ جنہیں تم نے خدا کے شریک بنا کر اس کے ساتھ ملا رکھا ہے، ہرگز نہیں وہی غلبہ اور حکمت والا ہے اور ہم نے تجھے سب لوگوں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے کو بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہوگا کہہ تمہاری میعاد مقرر ہے، تم اس سے ہرگز آگے پیچھے نہ ہو سکو گے۔

یہاں ذکر آنحضرتؐ کے پیروؤں اور مخالفوں کو فیصلہ کے لئے جمع کرنے کا ہے اور مکذب جو پوچھتے تھے کہ ان پر عذاب کب آئے گا۔ اس کا جواب دیا ہے کہ تمہارے لئے میعاد مقرر ہے، جس سے نہ تم ادھر ہوگے نہ ادھر، ناظرین کرام خود دیکھ سکتے ہیں کہ آیا یہ سیاق سباق ایسا ہے جس میں رسول بھیجنے کے مطابقہ زمانوں کو بدل کر سارے زمانوں کے لئے ایک ہی رسول بھیجنے کا اعلان مقصود ہو؟ کافۃ للناس میں کے لفظ میں جس کے معنی جمیع الناس کے ہیں، اسی جمع کی طرف اشارہ ہے، جس کا ذکر بجمع بیننا میں ہوا، اور بجمع بیننا میں مسلمہ طور پر موافقوں اور مخالفوں کو فیصلہ کے لئے جمع کرنے کا ذکر ہے، جس کی ابتدا یوم بدر میں ہوئی، اور انتہا فتح مکہ کے روز ہوئی مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! ہم نے آپ کو سب لوگوں (موافق مخالف دونوں گروہوں) کی طرف بھیجا ہے کہ تو موافق گروہ کو بشارت دے اور مخالفوں کو عذاب سے ڈرائے، اور سب لوگ یعنی دونوں گروہ دیکھ لیں گے کہ تو خدا کا سچا رسول ہے جس جس کو جو وعدہ تو نے دیا پورا ہو کر رہا۔ نہ مومنوں کو جو کامیابی کی خوشخبری دی اس میں تخلف ہوا، نہ منکروں کو جو عذاب کا وعدہ دیا وہ غلط نکلا۔

الغرض یہ تو صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب، یہود و نصاریٰ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بہ اتفاق مخالف اپنے زمانہ کے سبب لوگوں کی دلالت رسول ہیں، لیکن یہ کہاں سے نکلا کہ آئندہ
کو رسول بھیجنے کی سنت اللہ بدل دی گئی ہے، سلسلۂ رسالت ختم کر دیا گیا ہے اور مسلمان قوم
جب بگڑ بھی جائے گی اور پھر سے دین کو زندہ کرنے کی ضرورت کبھی لاحق ہو گی، اس وقت
بھی رسول نہ آئے گا اور خدا مخلوق کو گمراہی میں پا کر ان کے حال پر چھوڑ دے گا۔ اور
چپ چاپ بیٹھا تماشہ دیکھتا رہے گا؟

سورہ انبیاء کی آیات مذکورہ زیر عنوان "آئندہ رسول" کے سوا بعد یہ الفاظ ہیں وما ارسلنٰک
الا رحمۃ للعالمین۔ آپ دیکھتے ہیں ان آیات میں پہلے یہ ذکر ہے کہ صالح بندوں
کو زمین کا وارث بنانے کا وعدہ خدا کے ذمہ ہے جسے وہ پورا کر کے رہے گا۔ اور اس
کے بعد یہ کہ اس قرآن میں خدا کے عبادت گزار بندوں کے لئے پیغام ہے۔ کیا پیغام ہے؟
یہ پیغام ہے کہ خدا کے وعدہ پر بھروسہ کر کے اس کے فرمانبردار بندے دنیا سے بدی کو
دور کرنے اور نیکی کو قائم کرنے کے کام میں لگے رہیں۔ ان کی کوششیں رائگاں نہیں
جائیں گی، انہیں بار آور کرنا خدا کے ذمہ ہے۔ اس کے معاً بعد رحمۃ للعالمین والا
فقرہ ہے، جس کا منشا یہ ہے کہ آنحضرتؐ بھی اسی پیغام کے حامل اور اسی مقصد
کے لئے کام کرنے والے ہیں اور چونکہ انجام کار اسی میں ساری نسل انسانی کی
بھلائی ہے، اس لئے آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپؐ کے رحمۃ للعالمین
ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ نیکی کو قائم کرنے کا کام آپ کے بعد بھی جاری رہے۔
جب آپ کی قوم بگڑ جائے تو نیا رسول ظاہر ہو کر اور لوگوں کو اس کام پر لگا دے،
تاکہ وہ مقصد جس کے لئے آنحضرتؐ کام کرتے رہے اور جس کو سامنے رکھنے کے
باعث آپ رحمۃ للعالمین کہلائے پورا ہو۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فرما بھی دیا کہ جب اسلام
کی قوم بگڑ جائے گی تو حضرت مسیح علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور ان کے ذریعہ ساری
دنیا میں قیام حق کا کام انجام پائے گا۔ پس یہ آیت آئندہ رسولوں کو دور کرنے
کی بجائے ان کا آنا ضروری قرار دیتی ہے۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خیر اُمت

مسلمان قوم کو جو امت وسطا یا خیر امت کہا گیا ہے۔ تو یہ ایسا ہی ہے، جیسے بنی اسرائیل کو کہا گیا ہے، انی فضلتکم علی العالمین، کہ میں نے تم کو سارے جہانوں پر فضیلت دی ہے، سو جیسے بنی اسرائیل کو اپنے زمانہ میں سب قوموں پر فضیلت تھی، ویسے ہی بے شک مسلمان اپنے وقت میں بہترین امت تھے، مسلمانوں کو جہاں خیر امت کہا گیا ہے، وہاں اس کے وجوہات بھی بتائے ہیں، فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ (آل عمران ۱۲) کہ "تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے فائدہ کا کام کرتے ہو، نیکی کا حکم دیتے ہو۔ بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو" سو جب تک مسلمان قوم ان صفات سے موصوف تھی، کچھ شک نہیں کہ بہترین امت تھی، لیکن جب تومنون باللہ کی بجائے کانوا بآیاتنا لا یوقنون کے مصداق ہو گئے، یعنی اللہ کی آیات پر یقین کرنا چھوڑ دیا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بجائے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے لگے۔ (بما صددتم عن سبیل اللہ نحل - ۱۳) اور منعم علیہم ہونے کی بجائے ان پر فرد جرم لگ گئی، (واذا وقع القول علیہم) خلافت الٰہی ان سے چھین لی گئی، اس وقت وہ پہلی سی خیر امت والی صورت کہاں باقی رہی؟ اسی طرح امت وسطا والی پوری آیت یہ ہے۔ "وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا" بقرہ - ۱۷) جب تک مسلمان قوم اپنے رسول کی پیروی اور نگرانی میں رہی، اور رسول کے نقش قدم پر چل کر دوسروں کی نگرانی اور تربیت وتعلیم کرتی رہی، بیشک وہ امت وسطا تھی، جب ان کی وہ حالت نہ رہی، امت وسطا بھی نہ رہی یاد رہے کہ ان دونوں آیات میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رسول اللہ کے صحابہؓ کی جماعت مراد ہے، چنانچہ دوسری آئت میں بتا دیا ہے کہ یہ وہ جماعت ہے جس کے عقیدہ و عمل کی درستی کے گواہ رسول اللہ ہیں۔ رسول کے سامنے جو قوم رہتی ہے، اسی کا رسول گواہ ہوتا ہے۔ بعد میں آنے والوں کے بارہ میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت عیسےٰ کا قول قرآن میں منقول ہے وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (مائدہ رکوع آخری) کہ "اے خدا میں تو اسی وقت تک امت کا گواہ تھا، جب تک میں ان کے درمیان رہا، جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔"

حدیث میں ہے کہ جب فرشتے آنحضرتؐ کی امت کے ایک حصہ کو دوزخ کی طرف لے جانے لگیں گے، تو آنحضرتؐ فرمائیں گے، اصحابی اصحابی کہ یہ لوگ میری امت کے ہیں، تو فرشتے جواب دیں گے "انک لا تدری ما احدثوا بعدک" کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ اس وقت آنحضرتؐ یہی الفاظ دہرائیں گے، جو حضرت عیسےٰؑ نے فرمائے اور قرآن میں منقول ہیں۔

اس سے ثابت ہے کہ امت وسطاً وہ تھی، جس کے رسول اللہ شاہد حال تھے، اور رسول اللہ صحابہ کے ہی شاہد حال تھے، پس اس آیت سے مراد صحابہؓ کی وہ جماعت ہے، جو آخر دم تک رسول اللہ کے نقش قدم پر چلتی رہی، یہ صحیح ہے، کہ آپ کے بعد بھی جب تک مسلمان من حیث القوم عہد فرمانبرداری پر قائم رہے اس حکم میں شامل ہیں، لیکن جب اس عہد کو توڑ دیا، پھر نہیں،

امت وسطاً والی آیت تحویل قبلہ کے مضمون میں آئی ہے۔ جہاں بجائے بیت المقدس کے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کا وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ لفظ کذلک کا مطلب یہ ہے، کہ مسلمان قوم حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے نتیجہ میں وجود میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آتی ۔ اسی واسطے اس کے مناسب حال یہی ہے کہ کعبۃ اللہ کو ہی جس کا تعلق حضرت ابراہیمؑ سے ہے، اس کا قبلہ بنایا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر قرآن میں اس طرح سے ہے۔

واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین . . . . ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک (بقرہ - ۱۵)

خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو بعض باتوں میں آزمایا اور ابراہیم نے انہیں بدرجہ اتم پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا، کہ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا، حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ اور میری اولاد سے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے اس عہد سے ظالم لوگ فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔

گویا شروع سے امت مسلمہ کو اس وقت تک منعم علیہا رکھنے کا ارادہ تھا، جب تک وہ عہد فرمانبرداری پر قائم رہے، اور ہر امت پر جو خدا کا انعام ہوتا ہے، ان کے عہد فرمانبرداری پر قائم رہنے سے مشروط ہوتا ہے۔

تکمیل دین

ہمیں بتایا جاتا ہے کہ دین کی تکمیل تدریجاً ہوتی رہی، سب سے پہلے پیغمبر کو خدا نے تھوڑا سا حصہ دین کا سکھایا، دوسرے کو اس سے زیادہ اور تیسرے کو اس سے زیادہ، حتیٰ کہ آنحضرت صلعم کو سارا دین سکھا دیا۔ جب سارا دین سکھایا جا چکا اور کوئی چیز سکھانے والی باقی نہ رہا اب اگر خدا پیغمبر بھیجے تو کس غرض سے؟

اگر یہ بات جس طرح بیان کی جاتی ہے، قرآن میں لکھی ہوتی تو بے شک سلسلہ رسالت ختم ہو جاتا لیکن مشکل یہ ہے کہ قرآن میں جہاں الیوم اکملت لکم دینکم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے الفاظ آئے ہیں، وہاں نہ دین کی تدریجی تکمیل کا ذکر ہے، نہ سلسلہ رسالت کے ختم ہونے کا وہاں جو مضمون نکلتا ہے وہ بالکل اور ہے۔ ہمارے علماء جب قرآن سے مایوس ہوتے ہیں تو ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگتے ہیں۔ اور اپنے مفید مطلب زمین تیار کرنے کے لئے یوحنا کی انجیل سے ایک فقرہ نکال کر آیہ مذکور کے سیاق و سباق میں ٹھونس دیتے ہیں وہ فقرہ یہ ہے:-

"میری بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی۔"

سوال یہ ہے کہ اگر الیوم اکملت لکم دینکم کا فقرہ انجیل کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے آیا تھا، تو کیا خدا اتنا نہ کہہ سکتا تھا کہ حسب وعدہ انجیل آج دین کو مکمل کر دیا گیا ہے؟ قرآن میں جہاں توریت انجیل کے بیسیوں حوالے موجود ہیں وہاں آیہ زیر بحث سے پہلے "حسب وعدہ انجیل" کے لفظ کیوں نہ ڈالے گئے؟ اب ہمارا اپنی طرف سے ان الفاظ کو داخل قرآن کرنا تاکہ ہماری منشا کے مطابق معنی پیدا ہو سکیں کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ خدا سے فروگذاشت ہو گئی جسے ہم پورا کر رہے ہیں، نعوذ باللہ، لیکن مزید مشکل یہ ہے کہ یہ الفاظ اپنی طرف سے داخل کرنے سے بھی بات نہیں بنتی، کیونکہ قرآن نے خود بھی تو کچھ فقرے الیوم اکملت لکم دینکم سے پہلے اور پیچھے فرمائے ہیں، جو کہ آیہ مذکور کے خدائی مفہوم کو معین و مقید کرتے ہیں، اور وہ فقرے ہمارے فقرہ کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ جیسے کہ آگے دکھایا جائے گا۔

ہم دین فطرت کے بیان میں دیکھ آئے ہیں کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی چلا آیا ہے اور اس میں ناقص، کامل کا امتیاز خارج از بحث ہے۔ شکلوں میں جو اختلافات ہیں، ان کا موجب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں تشکیل حسب حالات زمانہ ہوتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور حالات بدل جانے پر نئی تشکیل کرنا پڑی، جب تک زمانہ چلتا ہے، یعنی حالات بدلتے ہیں شکلوں کا بدلتے رہنا لازمی ہے۔ شکلوں کی تبدیلی ختم ہونے یا کسی شکل کے آخری ہونے کے معنی صرف یہ ہیں کہ زمانہ ختم ہو جائے، اور دنیا فنا ہو جائے۔ سو دین کی آخری شکل وہ ہوگی جس کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی، اور وہ اس وجہ سے آخری ہوگی، کہ اس کے بعد نہ انسان رہا نہ دین، نہ اس وجہ سے کہ دین نظریتاً ترقی کرتا کرتا ایسی شکل پر پہنچ گیا کہ دنیا کے باقی رہنے کے باوجود اس شکل میں تبدیلی کی گنجائش نہ رہی، مسلمانوں کا خیال بے شک یہی تھا کہ اسلام کے بعد بارہ تیرہ سو سال میں علامات قیامت کا ظہور یاجوج ماجوج اور دجال کا خروج اور امام مہدی اور حضرت مسیح کا نزول ہو کر چودھویں صدی میں دنیا فنا ہو جائے گی۔ اگر یہ خیال درست نکلتا اور حالات میں ایسی تبدیلی آنے سے پہلے جو نئی تشکیل دین کو چاہتی ہے، دنیا فنا ہو جاتی، تو بے شک اسلام دین کی آخری شکل ہوتا۔

مقصود یہ ہے کہ اسلام کی آخریت کے خیال کا پس منظر بھی یہی ہے کہ اسلام کے بعد جلد ہی دنیا ختم ہو جائے گی، دنیا کے باقی رہتے ہوئے دین کا تدریجی ترقی سے ایسی شکل پر پہنچ جانا کہ اس میں مزید تبدیلی کی گنجائش نہ ہو محال ہے۔

قرآن شریف نے کوئی ایسا دعوے نہیں کیا کہ انسانی سوسائٹی کو پیش آنے والے حالات اور مسائل کی مکمل فہرست اور ان میں سے ہر ایک صورت حال کا معین حل قرآن میں درج کر دیا گیا ہے، بخلاف اس کے قرآن شریف میں کھلم کھلا ضرورت اجتہاد کو تسلیم کیا ہے۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم ۔ (النساء ع ۱۱)

شریعت اسلامیہ کے مسلمہ ماخذ تین ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اور فقہ ان تین ماخذوں کا اقرار خود اس اقرار کو مستلزم ہے کہ ان ماخذوں میں سے کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی کمال کی اس حد تک نہیں پہنچا۔ اتنا ہی کافی ہوتا اور دوسرے ماخذوں سے بے نیاز کر دیتا واقعات پر نگاہ ڈالنے سے بھی باسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف میں صلوٰۃ و زکوٰۃ تک کے تفصیلی احکام موجود نہیں، اور یہ تفصیلات سنت رسول سے لینا پڑتی ہیں، اسی طرح ضابطہ فوجداری، ضابطہ دیوانی، قانون شہادت وغیرہ قوانین میں سے ہر ایک کی چند دفعات کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور ایک حصے کا حدیث شریف میں، باقی تفصیلات فقہا کو کتاب و سنت کی روشنی میں اجتہاد سے مدوّن کرنا پڑی ہیں، سورۂ مائدہ میں دین کو مکمل ہونے کے ذکر سے پہلے حیوانی غذاؤں کی حرمت کا ذکر آیا ہے اور صرف چار چیزوں مردار، خون، سور اور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیے گئے جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، اسی مضمون کی آیت مندرجہ سورۃ انعام پر جناب مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں: "فقہائے اسلام میں سے ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ حیوانی غذاؤں میں سے یہی چار چیزیں (سور، مردار، خون، جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو) حرام ہے، اور ان کے سوا ہر چیز کا کھانا جائز ہے، یہی مسلک حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کا تھا۔ لیکن متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کے کھانے سے یا تو منع فرمایا ہے یا ان پر کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ مثلاً پالتو گدھے کچلیوں والے درندے اور پنجوں والے پرندے، اس وجہ سے اکثر فقہا تحریم کو ان چار چیزوں تک محدود نہیں مانتے، بلکہ دوسری چیزوں تک اسے وسیع قرار دیتے ہیں۔ مگر اس کے بعد پھر مختلف چیزوں کی حرمت و حلت میں فقہا کے درمیان اختلاف ہوا ہے، مثلاً پالتو گدھے کو امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی حرام قرار دیتے ہیں، لیکن بعض دوسرے فقہا کہتے ہیں کہ وہ حرام نہیں، بلکہ کسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اس کی ممانعت فرما دی تھی، درندہ جانوروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان پرندوں کو حنفیہ مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں، مگر امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک شکاری پرندے حلال ہیں، لیث کے نزدیک بلی حلال ہے، امام شافعی کے نزدیک صرف وہ درندے حرام ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں: جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ، عکرمہ کے نزدیک کوا اور بجو دونوں حلال ہیں۔

اگر خدا کی منشا تکمیل دین سے یہ ہوتی کہ سوسائٹی کو پیش آنے والے امور و مسائل کی پوری پوری تفصیلات کتاب اللہ میں دے دی گئی ہیں تو کم از کم سورۂ مائدہ میں آیۂ تکمیل دین کی رعایت سے جو ساتھ ہی آگے آ رہی تھی، حرام حیوانی غذاؤں کی تو مکمل فہرست دے دیتا۔ اگر ایک مکمل فہرست دے دی گئی ہوتی، تو یہ اختلافات جو آپ دیکھ رہے ہیں رونما نہ ہوتے، بمقابلہ اس کے توریت میں حسب ذیل احکام ہیں:۔

چارپاؤں میں سے جن کا کھر چرا ہوا ہے اور وہ جگالی کرتے ہوں حلال ہیں۔ اونٹ، سافن اور خرگوش اگرچہ جگالی کرتے ہیں پر ان کا کھر چرا ہوا نہیں حرام ہیں۔ اسی طرح سور جس کا کھر تو چرا ہوا ہے جگالی نہیں کرتا حرام ہے۔

پانی میں رہنے والے جانوروں میں سے جن کے پر ہوں اور چھلکے سمندروں میں یا ندیوں یا نہروں میں حلال ہیں، لیکن جن کے نہ پر ہوں اور نہ چھلکے سمندروں میں یا ندیوں اور جو پانی میں رینگتے ہیں اور دوسرے جاندار جو پانی میں رہتے ہیں وہ مکروہ ہیں انہیں نہ کھاؤ۔

پرندوں میں سے نسر، عقاب، چیل، شاہین، کوے، شتر مرغ، الو، کوکل، باز، بوم، ہڑگیلا، رخم، راج ہنس، حواصل، چوہے مار، لق لق، بگلا، ہدہد، چمگادڑ اور سب پرندے جو چار پاؤں پر چلتے ہیں، ان تمام کی سب قسمیں مکروہ ہیں۔ انہیں نہ کھاؤ۔ مگر اڑنے والے کیڑے مکوڑوں میں سے جو چار پاؤں سے چلتے ہیں، اور ان کی ٹانگیں اوپر سے پنڈلیاں ہیں جس سے وہ پھاندتے ہیں کہ وہ ان سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کود کر زمین پر چلتے ہیں حلال ہیں، جیسے ٹڈی، سالیام، خرگول، ٹڈے سب قسموں کے رینگنے والے پرندوں میں سے جن کے چار پاؤں ہیں وہ مکروہ ہیں، چار پاؤں پر چلنے والے جانوروں میں سے جو انگلیوں کے بل چلتے ہیں ناپاک ہیں۔ رینگنے والوں میں سے جو زمین پر رینگتے ہیں، جیسے چھچھوندر، چوہا، گوہ، ورل، جرذون، چھپکلی، انڈاعنٹ اور گرگٹ حرام ہیں۔ (احبار باب ۱۱)

ظاہر ہے کہ یہ بیان زیادہ مفصل ہے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ توریت زیادہ مکمل ہے، اور قرآن کم، کیونکہ کمال کسی خاص تفصیلات یا احکام میں منحصر نہیں، بلکہ ضروریات وقت کو بوجہ احسن پورا کرنے میں ہے۔ توریت کے زمانہ میں ان تفصیلات کی ضرورت تھی، اگر وہ انہیں بیان نہ کرتی تو کامل نہ ہوتی، بخلاف اس کے زمانہ قرآن میں جب انسان اس قابل ہو چکا تھا کہ ان تفصیلات کو خود مرتب کر لے، قرآن اگر انہیں بلا ضرورت بیان کرتا تو منافی کمال ہوتا۔ غرض جس معنی میں قرآن کے ذریعے دین مکمل کیا جاتا عموماً مانا جاتا ہے، اس معنی میں تکمیل دین کا نہ قرآن شریف نے دعویٰ کیا ہے، نہ واقعات سے اس کی تائید ہوتی ہے، بلکہ ایسی تکمیل خدا کے مقصد کے منافی تھی، خدا کا مقصد ہے انسان کی تربیت یعنی اس کے قویٰ کا نشو و نما اور ایسی بندھی تلی فہرست دے دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان بس ایک بے جان مشین ہو کر رہ جاتا، جس میں نہ اپنی عقل ہو نہ فکر، نہ قویٰ کی ریاضت و نشو و نما کا موقع، پس ہر عہد میں خدا کی کتاب توحید اور وحدت انسانی پر اپنی توجہ مرکوز کرتی ہے اور وحدت انسانی کی ایک منزل جس کی تعیین حسب حالات زمانہ ہوتی ہے، لوگوں کے سامنے رکھ دیتی ہے اور اس تک پہنچنے کے لئے حسب ضرورت کم یا زیادہ مثالی احکام دے دیتی ہے۔ جس کی روشنی میں اس کے پیرو باقی تفصیلات خود بہم پہنچا لیتے ہیں جب لمبا زمانہ گذر جانے پر ہر ایک طرف لوگ بگڑ جاتے ہیں اور دوسری طرف حالات میں اتنا تغیر آ چکتا ہے کہ سابقہ مثالی احکام سے تلازمہ پیش آمدہ ضروریات کا حل نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو سکتا، اور وحدتِ انسانی کی اگلی منزل کو حاصل کرنے کے لئے پروگرام مرتب کرنے کا وقت آ پہنچتا ہے، تو خدا اپنی عادتِ قدیم مستمرہ کے مطابق مخلوق کی راہنمائی کے لئے نئی کتاب بھیج دیتا ہے۔ تمام پیغمبر یکساں موحد ہوتے ہیں اور یکساں جذبہ ہمدردی بنی نوع کا رکھتے ہیں، ترقی، توحید اور وحدت انسانی کی نوعیت میں نہیں ہوتی بلکہ اس کے دائرہ عمل کی وسعت میں ہوتی ہے۔

غرض ہر شکل جو دین واحد نے کسی زمانہ میں اختیار کی، اپنی اپنی جگہ پر اتنی کامل تھی کہ اس سے بہتر ناممکن تھی، یہاں تک کہ خدا کی اپنی کتابیں بھی ایک دوسری کی جگہ نہیں لے سکتیں، توریت اپنے زمانہ میں ایسی کتاب تھی جس پر تمام خوبیاں ختم تھیں لیکن قرآن کی جگہ نہیں لے سکتی تھی، اسی طرح اگرچہ قرآن اپنی جگہ پر کامل اکمل ہے۔ توریت کی جگہ نہیں لے سکتا تھا، پس نہ صرف حقیقت دین میں ناقص، کامل کا امتیاز خارج از بحث ہے بلکہ شکلوں کے لحاظ سے بھی ناقص کامل کا سوال پیدا نہیں ہوتا، اور یوں خدا کا دین ہر زمانہ میں ہر لحاظ سے کامل رہا ہے۔

سابقہ پیغمبروں کے سوانح حیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دین ناقص نہ تھا، مثلاً حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کو دیکھئے۔ بوڑھے باپ کا اپنے جوان فرمانبردار صالح لختِ جگر کو جو باپ کا عصائے پیری ہے کامل سکون کی حالت میں محض خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جانا، اور سعادت مند بیٹے کا رضائے تمام سے خدا کی راہ میں ذبح ہونے کے لئے گردن رکھ دینا، اس سے بڑھ کر وفاداری، فرمانبرداری اور کمال دینداری کی مثال آپ کو کہاں ملے گی؟ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ خدا تو حضرت ابراہیمؑ کو بہتر سرٹیفکیٹ دے کہ وہ الٰہی امتحان میں سو فی صدی نمبر لے کر پاس ہو گئے۔ (واذ ابتلیٰ ابراہیم ربہ بکلمٰت فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما (البقرہ ع ۱۵)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ انہوں نے خدائی احکام کی بدرجۂ اتم تعمیل کر دی، لیکن ہم اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا دین ادھورا اور ناقص تھا۔ دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آ کر کامل ہوا۔

انجیل کے فقرہ مذکورہ سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر زمانہ میں حالات اور ضروریات کے مطابق کلام نازل ہوتا ہے اور اس مضمون کو قرآن نے بھی دہرایا ہے، جہاں فرمایا ہے کہ نزول کلام بانداز ضرورت ہوتا ہے، جس کا مفصل ذکر پہلے آ چکا ہے۔ پس اگر حضرت مسیحؑ نے اتنی ہی باتیں بتائیں جن کی ان کے زمانہ میں ضرورت تھی، ساری نہ بتائیں تو قرآن کے اس بیان سے کہ ہر زمانہ میں نزول کلام بقدر ضرورت ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ قرآن نے بھی اتنی ہی باتیں بتائیں جتنی اس کے زمانہ میں ضروری تھیں، ساری نہ بتائیں اور اسی لئے حضرت مسیحؑ کے مذکورہ قول کا حوالہ نہ دیا تاکہ اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اب اور کوئی باتیں بتانے والا باقی نہیں رہا، بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ خدا خود ہی حسب ضرورت وحی الٰہی کی بارش برساتا ہے، اہل زمین اس کا ذخیرہ کر کے آئندہ ضروریات کے لئے نہیں رکھ سکتے۔ قرآن شریف نے ان باتوں کو بتانے کا دعویٰ نہیں کیا جو مسیح نے آئندہ بتانے کا وعدہ کیا تھا، ہاں جناب بہاء اللہ نے لوح پوپ میں حضرت مسیحؑ کے مذکورہ قول کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ جو باتیں حضرت مسیحؑ نے نہیں بتائی تھیں میں وہ بتانے آیا ہوں۔ اور لطف یہ ہے کہ باوجود اس کے بہاء اللہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کے بعد سلسلۂ رشد و ہدایت بند ہو گیا ہے اور کوئی مزکی نسل انسانی ظاہر نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ کا ساری باتیں بتانے والا قول بھی اضافی تھا۔

آیئے! اب آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم پر اس کے سیاق سباق میں غور کریں اور پتہ لگائیں کہ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام فرماتے ہی باطل نے ٹکر لی اور تہیہ کر لیا۔ کہ
حق کے نوزائیدہ پودہ کو جڑ پکڑنے، بڑھنے، پھولنے پھلنے سے پہلے ہی ختم کر دے
اس وقت خدا نے مومنوں سے عہد کیا کہ تم میری فرمانبرداری پر قائم رہنا، میں
دین کی دشمنوں سے حفاظت کروں گا، آخر کار تمام مخالفت کو کچل کے رکھ دوں
گا، اور تم کو کافروں پر غلبہ عطا کروں گا، چنانچہ خدا نے ایسا ہی کر دکھایا، جب یہ
ہو چکا تو اب خدا سورۂ مائدہ میں مومنوں کو ان کا عہد یاد دلاتا ہے اور فرماتا ہے

آیت ۱۔ یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود ۔ ۔ ۔ ۔

آیت ۲۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم
عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا
تعاونوا علی الاثم والعدوان، واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب

آیت ۳۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا
تخشوھم واخشون ط الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۃ

آیت ۷۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ الذی واثقکم بہ اذ
قلتم سمعنا واطعنا، واتقوا اللہ ان اللہ علیم بذات الصدور ۃ

آیت ۸۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط
ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی
واتقوا اللہ، ان اللہ خبیر بما تعملون۔

آیت ۱۱۔ یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم
ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم واتقوا اللہ وعلی
اللہ فلیتوکل المومنون ۵

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آیت ۱۲ - ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل ......
آیت ۱۳ - فبما نقضہم میثاقہم لعنّاہم

یعنی اے مسلمانو اپنے اقراروں کو پورا کرنا اب جبکہ تم کو غلبہ حاصل ہو چکا ہے، اس عداوت سے کہ ان لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا۔ ان پر زیادتی نہ کرنا اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی امداد کرنا گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا، خدا سے ڈرتے رہنا، یاد رکھنا عہد توڑنے پر وہ سخت عذاب دینے والا ہے، دیکھو ایک وقت تھا کہ تم کمزور تھے کافر طاقتور تھے، انہوں نے تمہیں مٹا دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ خدا کے اس احسان کو نہ بھلانا، کہ اس نے کافروں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔ اور آج وہ تمہارے دین کی طرف سے یعنی اسے مٹا کر تمہیں پھر اپنے اندر جذب کر لینے کے متعلق مایوس ہو بیٹھے ہیں۔ اب تمہیں ان سے کچھ خوف باقی نہیں رہا۔ تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے دین کو ضعف سے قوت کی طرف کمال بخشنے اور تمہاری فرمانبرداری کے انعام میں تمہاری حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا پورا کر دیا ہے۔ اب یاد رکھنا کہ یہ تمہارا عروج اور غلبہ تمہارے عہد فرمانبرداری (الاسلام) سے مشروط ہے جو تم نے سمعنا و اطعنا کہہ کر پختہ طور سے باندھا تھا۔ خدا سے ڈرتے رہنا، وہ دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے، اللہ کے لئے انصاف کی گواہی کی محافظت کرنا اور کسی قوم سے دشمنی کی وجہ سے اس سے بے انصافی نہ کرنا عدل کرنا کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہنا، جو کچھ تم کرو گے اس سے وہ خبردار رہے گا یہ بھی یاد رکھنا کہ ہم نے بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا تھا، پھر جب انہوں نے عہد توڑ دیا، تو ہم نے ان کو راندہ بارگاہ (ملعون) بنا دیا۔ سو جو انعام تم پر کیا گیا ہے۔ یہ صاف طور پر تمہارے الاسلام یا فرمانبرداری پر قیام تک ہے، جب تم بنی اسرائیل کی طرح عہد توڑ دو گے، تو تم سے بھی انعام چھین لیا جائے گا، اور تم سے بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو ان سے ہوا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب اچھی طرح سے غور کر کے دیکھ لیں کہ آیا الیوم اکملت لکم دینکم کا یہ منشا ہے کہ دین جو ہمیشہ سے ناقص چلا آتا تھا، عہد محمدی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، یا یہ کہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نئی۔ یہ دین حنیف کا جو منہ نماز ہوا، اس کو تمام مشکلوں سے بحفاظت تمام گذار کر انجام کو پہنچا دیا، دین کے ضعف کو قوت میں اور خوف کو حالت امن میں بدل دیا۔ مخالفوں کو ناکام و نامراد اور مومنوں کو غالب و کامیاب بنا دیا، آیا یہ منشا ہے کہ مسلمان قوم خواہ کچھ کرے، یہ خدا کی چہیتی قوم ہے، ان کی اصلاح کا بھی کسی کو حق نہیں رہا۔ یا یہ کہ مسلمان قوم کا عروج و اقبال بھی بنی اسرائیل کی طرح ان کے ایفائے عہد تک ہے، جب وہ عہد توڑ دیں گے، تو ان سے وہی سلوک ہوگا جو ان سے پہلے عہد فرمانبرداری توڑنے والی قوموں سے ہوتا رہا۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

الیوم اکملت لکم دینکم کے منشا کو ان کے ساتھ کے سابق الفاظ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم اور اتممت علیکم نعمتی کے مضمون، آیت ۱۱ کے الفاظ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم اور رضیت لکم الاسلام دینا کے معنی کو آیت ۷ کے الفاظ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ الذی واثقکم بہ اذ قلتم سمعنا واطعنا اظہر من الشمس کر رہے ہیں، آیت زیر بحث اپنے سیاق سباق میں مسلمانوں کو دوامی بہشت عطا کرنے کی بجائے ایفائے عہد تک ان کی بہبود مقرر کر رہی ہے اور ساتھ ہی تنبیہ کر رہی ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح نقض عہد کے مرتکب ہو کر خدا کے انعام سے محروم ہو جاتا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حفاظت قرآن

سورۂ حجر میں ذکر کو نازل کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کا ذکر ہے، عام طور پر مسلمان سمجھتے ہیں،

کہ ذکر صرف قرآن شریف ہی ہے، اور اس کی حفاظت سے قرآن شریف کے الفاظوں کی حفاظت مراد ہے، یعنی اس میں تحریف لفظی نہ ہونے پائے گی، حالانکہ ذکر صرف قرآن شریف کا نام ہی نہیں، توریت بھی ھدیٰ و ذکر ہی تھی، جیسے کہ ہم دیکھ آئے ہیں، زبور میں بھی ذکر تھا، جیسے کہ فرماتا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر (انبیاء ع ۷) کہ ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ...... توریت زبور تک ہی موقوف نہیں، تمام پیغمبروں کی تعلیم کا نام ذکر ہے، ولقد ارسلنا الی امم من قبلک ...... فلما نسوا ما ذکروا بہ (انعام ع ۵) کہ اے رسول! پہلی قوموں کی طرف ہم رسول بھیجتے رہے ...... پس جب ان کی قومیں ذکر کو جو انہیں عطا کیا جاتا، بھول جاتیں۔ یہود و نصاریٰ کو جیسے اہل کتاب کہا ہے اہل ذکر بھی کہا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون (انبیاء ع ۲) ذکر کے معنی ہیں یاددہانی چونکہ تمام پیغمبروں کی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے، صرف پیرایہ نیا ہوتا ہے، اس لیئے ہر پیغمبر کی تعلیم کو ذکر محدث یا تازہ یاددہانی کہا جاتا ہے، جیسے فرمایا ہے وما یاتیہم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہا معرضین (شعرا ع ۱) کہ ہر بار جب لوگوں کے پاس تازہ یاددہانی آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ذکر رسول کو بھی کہتے ہیں۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا، یتلوا علیکم آیات اللہ (طلاق ع ۲) کہ خدا نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے، جو رسول ہے، اور تم پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے، اب آیت زیر بحث کو ملاحظہ فرمائیے۔

ربما یود الذین کفروا لو کانوا — بسا اوقات کفار خواہش کریں گے، کہ کاش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسلمین - ذرهم یا کلوا و
یتمتعوا ویلههم الامل
فسوف یعلمون - وما اهلکنا
من قریة الا ولها کتاب
معلوم - ما تسبق من امة
اجلها وما یستاخرون - وقالوا
یا ایها الذی نزل علیه الذکر
انک لمجنون - لو ما تاتینا
بالملائکة ان کنت من
الصادقین - ما ننزل الملائکة
الا بالحق وما کانوا اذا
منظرین - انا نحن نزلنا
الذکر وانا له لحافظون ه
ولقد ارسلنا من قبلک
فی شیع الاولین وما یاتیهم
من رسول الا کانوا به
یستهزءون - کذلک نسلکه
فی قلوب المجرمین - لا
یومنون به وقد خلت
سنة الاولین

(حجر - ع ۱)

ہم مسلمان ہوتے ، انہیں کھانے اور فائدہ
اٹھانے دو - اور آرزو ان کو غافل کر دے
گی پس انہیں معلوم ہو جائے گا - ہم کسی
بستی کو ہلاک نہیں کرتے
بجز اس کے کہ اس کی میعاد
مقررہ ہوتی ہے - کوئی قوم
اپنی میعاد مقررہ سے آگے پیچھے نہیں ہو
سکتی ، کہتے ہیں ، اے وہ کہ جس پر ذکر نازل
ہوا - تو تو دیوانہ ہے - اگر تو سچا ہے - تو
فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا ، ہم فرشتوں
کو نہیں اتارتے مگر جب مناسب ہو اور
اس وقت انہیں مہلت نہیں دی جائے گی
بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے - اور ہم
ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں - ہم
نے تجھ سے پہلے پہلی قوموں میں بھی
رسول بھیجے - اور جو بھی رسول ان کے
پاس آتا ہے - وہ اس سے استہزا کرتے
اسی طرح ہم مجرموں کے دلوں میں
یہ بات ڈال دیتے ہیں - تو وہ اس پر ایمان
نہیں لاتے ، اور پہلے لوگوں کا بھی یہی
طریق رہا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ مخالف جو ذکر کو اُترتے ہی مٹا دینا چاہتے تھے، اُن سے ان کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، اور بتایا ہے کہ ذکر کوئی پہلی بار نازل نہیں ہوا، اور نہ ہی پہلی بار اس کی مخالفت ہوئی ہے۔ پہلی قوموں کی طرف بھی ذکر نازل ہوتا رہا۔ اور ہر بار جب وہ نازل ہوتا، مجرم اس کی مخالفت کرتے، لیکن خدا مخالفوں کو مٹا کر ذکر کو محفوظ کر لیتا، اسی طرح اب ہوگا، یہ پیغمبر کو للکار رہے ہیں کہ اگر تو سچا ہے تو ہمیں فنا کرنے کے لئے فرشتے کیوں نہیں لے آتا۔ اور نہیں جانتے کہ ان کی موت کا مقررہ وقت آ پہنچا ہے، اور جلد ہی یہ افسوس کریں گے کہ کاش ہم نے مخالفت نہ کی ہوتی اور فرمانبرداری اختیار کی ہوتی، چنانچہ مخالفت کو مٹا دینے اور ذکر کی حفاظت کرنے یعنی امر اسلام کو استحکام و تمکنت بخشنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اسی زمانہ میں پورا بھی کر دیا۔

ظاہر ہے کہ حفاظت ذکر کا طریق خدا کے ہاں یہ ہے کہ جب جب لوگ اُسے بھول جاتے ہیں، نئے پیغمبر کے ذریعے اسے نئے سرے سے قائم و محفوظ کرا دیا جاتا ہے، ذکر کے نزول کے وقت لوگ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، کہ ذکر کو جو نئے سرے سے نازل ہوا ہے قائم نہ ہونے دیں، لیکن خدا اس کی پشت پر ہوتا ہے، انہیں مخالفوں سے خدا خلق جدید پیدا کر دیتا ہے۔ جو ذکر کی حمایت پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جو مخالفت سے باز نہیں آتے انہیں ہلاک کر دیتا ہے، اور ذکر نئے سرے سے قائم ہو کر محفوظ ہو جاتا ہے، جب لمبا زمانہ گذرنے سے وہ قوم جو ذکر کی حمایت پر کھڑی ہوئی تھی خود بگڑ جاتی ہے، اور اب ان کے ہاتھوں ذکر برباد ہونے لگتا ہے۔ تو اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

وقت خدا نیا پیغمبر بھیج کر ذکر کو دوبارہ محفوظ کرا دیتا ہے جیسے کہ پہلے کیا تھا، چنانچہ جب سابقہ اہل ذکر بگڑ گئے، اور ان کی تحویل میں ذکر محفوظ نہ رہا تو خدا نے اسے نئے پیرایہ میں عرب میں نازل کرکے محفوظ کرا دیا، سابقہ تحویلداروں یا دوسرے لفظوں نے جب خدا کی حفاظتی تدبیر کی مخالفت کی تو انہیں مٹا دیا۔ اور نئی قوم کو جو حفاظت و حمایت ذکر پر کھڑی ہوئی ان کا جانشین بنا دیا۔ اب اگر مسلمان قوم بگڑ جائے اور ذکر پھر ایک مرتبہ اسی طرح غیر محفوظ ہو جائے جیسے سابقہ اہل الذکر کے ہاں غیر محفوظ ہو گیا تھا تو کیا حفاظت ذکر کی خاطر یہ ضروری نہ ہوگا کہ ذکر کو کسی اور قوم پر نئے پیرایہ میں نازل کرکے اسی طرح محفوظ کرا یا جائے، جیسے سابقہ اہل الذکر کے بگڑنے کے وقت اسے نئے پیرایہ میں عرب میں نازل کرکے محفوظ کیا تھا؟ یہ تو ظاہر ہے کہ نئے پیرایہ میں نزول کے معنی نئی کتاب ہیں جو نئے رسول پر ہی نازل ہو سکتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ذکر سے الفاظ مراد نہیں، بلکہ وہ نصیحت مراد ہے، جو الفاظ کے ذریعے کی جاتی ہے، سو حفاظت ذکر سے مراد حفاظت الفاظ نہیں بلکہ ان کے مضمون یعنی تعلیم کی حفاظت مراد ہے، مسلمان کہتے ہیں، چونکہ قرآن شریف میں تحریف لفظی نہیں ہوئی، اس کے لفظ بالکل محفوظ ہیں، اس واسطے نئی کتاب کی ضرورت نہیں، حالانکہ قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جب تک سابقہ کتاب میں تحریف لفظی نہ ہو نئی کتاب نہیں آ سکتی، بلکہ بالکل اس کے برعکس لکھا ہے کہ جب قوم میں تفرقہ و اختلاف ہو جائے اور الفاظ کا مغز نہ کہ الفاظ ان کے علم و عمل سے جاتے رہیں، اس وقت اختلافات کے فیصلہ اور تعلیم گزشتہ کے واضح کرنے کے لئے ذکر محدث یا نئی کتاب نازل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا تفرقہ اور اختلاف کوئی فرضی بات نہیں، قرآن شریف کی متعدد آیات

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے دکھایا جا چکا ہے کہ مسلمانوں میں تفرقہ و اختلاف رونما ہو جائیں گے اور ان کے اختلافات کے فیصلہ کی ضرورت لاحق ہو جائے گی۔ اور یہ بھی دکھایا جا چکا ہے کہ اختلافات کا فیصلہ بذریعہ رسول ہی ہوتا ہے۔

پس آیہ زیر بحث آئندہ رسول کی مانع ہونے کی بجائے اس کی مؤید ہے کیونکہ اس میں حفاظت ذکر کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ ہمیشہ اسی طرح پورا ہوتا رہا ہے کہ جب سابقہ اہل الذکر کے ہاں وہ غیر محفوظ ہو گیا تو نئے پیرایہ میں نئی قوم پر نازل کر کے محفوظ کیا گیا۔

۵۔ تبدیلی کتاب

سورہ انعام میں ہے:۔

افغیر اللہ ابتغی حکماً وھو الذی انزل الیکم الکتاب مفصلاً والذین آتینھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق فلا تکونن من الممترین، وتمت کلمت ربک صدقاً وعدلاً، لا مبدل لکلماتہ (انعام ع ۱۴)

کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم مانوں؛ حالانکہ ہر چیز کھول کر بیان کرنے والی کتاب اس نے تمہاری طرف ضرورت حقہ سے نازل کی ہے، پس جھگڑا کرنے والوں سے نہ ہو اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے، تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کی رو سے پوری ہو گئی، خدا کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

ان الفاظ کے کہ "تیرے رب کی بات پوری ہو گئی" یہ معنی کئے جاتے ہیں کہ خدا اپنا کلام تدریجاً نازل کرتا رہا۔ سب سے پہلی کتاب میں تھوڑا سا حصہ نازل کیا، دوسری میں پہلی سے زیادہ اور تیسرے میں دوسری سے زیادہ یہاں تک کہ قرآن شریف میں سارا کلام جو خدا کے پاس تھا، نازل کر دیا،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب کوئی مزید کلام نازل ہونے والا باقی نہیں، خدا کلام نازل کرنے کے کام سے فارغ ہو چکا ہے، اور کلام اور صفت تکلم دونوں ختم ہیں۔

"خدا کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں" کہا جاتا ہے کہ اس فقرہ میں بدلنے سے مراد تبدیلی کتاب ہے، جیسے توریت کی جگہ انجیل آ گئی، یا انجیل کی جگہ قرآن آ گیا۔ خدا کی باتوں سے مراد صرف قرآن شریف ہے جسے بدلنے والا کوئی نہیں "کوئی نہیں" میں خدا بھی شامل ہے بلکہ خدا ہی شامل ہے، کیونکہ کتابوں کی تبدیلی جو پہلے ہوتی رہی وہ خدا ہی کرتا رہا نہ کہ کوئی اور، مثلاً توریت کی بجائے اگر انجیل آئی تو خدا نے بھیجی اور انجیل کی بجائے اگر قرآن آیا تو خدا نے نازل کیا۔ پس جب یہ کہا جائے کہ آئندہ ایسی تبدیلی کرنے والا کوئی نہیں، تو اسی کی نفی مراد ہو سکتی ہے، جو پہلے ایسی تبدیلیاں کرتا رہا۔

گویا خدا کہتا تو یہ چاہتا تھا کہ آئندہ کو میں بدل گیا ہوں، تبدیلی کتاب کا حق و اختیار جو مجھے حاصل تھا اور میں استعمال کرتا رہا ہوں، آئندہ کے لئے باقی نہیں رہا۔ لیکن کہہ یہ دیا، کہ میری باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

سوال یہ ہے کہ زیر خط کشیدہ فقرے قرآن کے کن الفاظ سے نکالے جاتے ہیں؟ یہ فقرے قرآن سے نکالے جاتے ہیں، یا اپنی طرف سے اس میں داخل کئے جاتے ہیں؟ کیا یہ صحیح ہے کہ اب پہلا سا خدا باقی نہیں؟ کیا توریت، انجیل خدا کا کلام نہ تھا؟ اگر تھا، اور خدا اپنے کلام کو خود بھی نہیں بدل سکتا تو آیہ کریمہ اذا بدلنا ایۃ مکان ایۃ کے معنی کیا ہیں اور توریت کی جگہ انجیل نے اور انجیل کی جگہ قرآن نے کیونکر لی؟

قرآن شریف میں تمت کلمت ربک اور لا مبدل لکلماتہ کے الفاظ اور جگہوں پر بھی آئے ہیں، جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

١۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی
یقولون فانہم لا یکذبونک
ولکن الظالمین بایات اللہ
یجحدون ۔ ولقد کذبت رسل
من قبلک فصبروا علی ما کذبوا
واوذوا حتی اتٰہم نصرنا
ولا مبدل لکلمات اللہ ۵
ولقد جاءک من نباء المرسلین

(انعام ع ۴)

٢۔ لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا
وفی الآخرۃ ۔ لا تبدیل لکلمات
اللہ ۵ (یونس ع ۷)

٣۔ واورثنا القوم الذین کانوا
یستضعفون مشارق الارض
ومغاربہا ۔ التی بارکنا فیہا
وتمت کلمت ربک الحسنیٰ
علی بنی اسرائیل بما صبروا
ودمرنا ما کان یصنع
فرعون وقومہ

(اعراف ع ١٦)

۴۔ وتمت کلمت ربک لاملئن

ہم جانتے ہیں، کہ تجھے اس سے جو وہ کہتے ہیں غم ہوتا ہے، یہ لوگ تجھے تو جھوٹا نہیں کہتے، لیکن ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، تجھ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا، پس انہوں نے اس پر صبر کیا اور انہیں دکھ دیا گیا، یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو آ پہنچی، خدا کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ۔ اور تیرے پاس سابقہ رسولوں کی خبر آ چکی ہے ۔

ان کے لئے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ کی باتوں کو بدلا نہیں جا سکتا ۔

ہم نے اس قوم کو جنہیں کمزور خیال کیا گیا تھا اس زمین کے مشرق و مغرب کا جسے ہم نے برکت دی وارث بنا دیا، اور بنی اسرائیل کے صبر کی وجہ سے تیرے رب کی بات جو ان کی بھلائی پر مشتمل تھی ان کے حق میں پوری ہو گئی، اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی کوششوں کو برباد کر دیا ۔

اور تیرے رب کی بات کہ میں جہنم کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہنم مِن الجنة والناس اجمعین
(ھود ع ۱۰)

جنوں اور انسانوں سے بھردوں گا پوری ہوگئی

۵ - واتل مَا اوحی الیکَ مِن کتاب ربکَ لا مبدل لکلماته، ولن تجد مِن دونه ملتحدا ۵ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی
(کہف ع ۴)

تیرے رب کی کتاب سے جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، اُسے پڑھ، اس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں، اور اس کے سوائے تو کوئی پناہ نہ پائے گا، اور ان لوگوں کے ساتھ ہو کر جو خدا کو صبح و شام پکارتے ہیں، صبر کر۔

۶ - سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلام اللّٰہ - قل لن تتبعونا کذٰلکم قال اللّٰہ من قبل د
(فتح - ع ۲)

عنقریب جب تم غنیمت کے مالوں کی طرف جاؤ گے تاکہ انہیں حاصل کرو، تو وہ لوگ جو پہلے جنگوں سے پیچھے رہتے رہے ہیں کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کی بات کو بدل دیں۔ کہہ کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جانے پاؤ گے جیسے کہ خدا نے پہلے کہا۔

آپ دیکھتے ہیں کہ پہلی آیت میں لا مبدل لکلمات اللّٰہ کے معنی یہ ہیں کہ پیغمبر کی نصرت کا وعدہ الہی اٹل ہے، نہ مشرک سابقہ زمانوں میں اُسے پورا ہونے سے روک سکے نہ زمانہ نزول قرآن میں روک سکیں گے، دوسری آیت میں لا تبدیل لکلمات اللّٰہ کا منشا یہ ہے، کہ مومنوں کو جو دین و دنیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں کامیابی کی خوشخبری دی جاتی ہے، پوری ہو کر رہے گی، خدا کی باتوں کو پورا ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا، تیسری آئت میں تمت کلمت ربک سے مراد یہ ہے کہ خدا نے جو بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ نہیں ارض مقدس میں عطا کروں گا اور فرعون کو ہلاک کر دوں گا وہ پورا ہو کر رہا۔ چوتھی آئت میں تمت کلمت ربک کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا یہ قول کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے پُر کروں گا، پورا ہو کر رہا، ہر زمانہ میں ہر پیغمبر کے ظہور پر جنوں اور انسانوں سے جہنم پُر ہوتا رہا۔ پانچویں آئت میں لا مبدل لکلماتہ کے معنی بالفاظ "بیان القرآن" یہ ہیں کہ "حق کی آخری کامیابی کی پیش گوئی ٹل نہیں سکتی" چھٹی آئت میں بتایا ہے، کہ خدا نے جو بیعت رضوان کرنے والوں سے بعض خاص مغانم کا وعدہ کیا تھا، جب اس کے پورا ہونے کا وقت آیا تو پہلی جنگوں سے پیچھے رہنے والے بھی جو اس وعدہ میں شامل نہ تھے، تیار ہو گئے کہ ہم بھی ساتھ چلیں گے، تو خدا نے کہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو بدل دیں یہ نہیں ہو سکتا، خدا نے جو کہا تھا کہ وہ غنائم خاص اصحاب حدیبیہ کے لئے ہیں تو اُس کی بات ٹھیک جیسے کہی گئی تھی پوری ہو کر رہے گی، اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔

جب ان تمام مقامات پر تمت کلمات ربک کے معنی خدا کے وعدے یا اس کی بات کا پورا ہونا کئے جاتے ہیں اور لا مبدل لکلماتہ کے معنی یہ کئے جاتے ہیں کہ خدا کی باتیں اٹل ہیں، جنہیں پورا ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا، تو آیات زیر غور میں ان معنوں کو ترک کر کے اپنے پاس سے نئے معنی کیوں گھڑے جاتے ہیں؟

آیات زیر بحث پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ وہاں بھی وہی جھگڑا ہے، جو یہاں ہے، مخالف کہتے ہیں کہ نئی کتاب نازل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہوسکتی اس واسطے قرآن خدا کی طرف سے نہیں، انہیں توجہ دلائی ہے کہ

۱۔ تفرقہ اور اختلافات نے سچائی مشتبہ ہو چکی ہے، اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا حکم کی ضرورت سے انکار نہیں ہوسکتا۔ سوال یہ ہے کہ حکم کس کو تسلیم کیا جائے؟ خدا کو جس نے فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کر دی یا اس کے سوا دوسروں کو، جو اپنے اختلافات کا فیصلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ جب تمام لوگ بغیر کسی استثنا کے فیصلہ کرنے سے عاجز آ گئے ہوں اس وقت اگر فیصلہ کن کتاب ظہور میں آ جائے تو ظاہر ہے کہ وہ خدا نے نازل کی،

۲۔ تمام انسانوں کے فیصلہ سے عاجز آ جانے کے بعد فیصلہ کی راہ پیدا ہو جانے سے جو فیصلہ کے من جانب اللہ ہونے پر دلیل پیدا کی گئی ہے، یہ کوئی منطقی فلسفہ نہیں جو عملی طور پر کسی کو قائل نہ کر سکتا ہو، بلکہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، ان کی قرار واقعی تشفی بھی ہو چکی ہے کہ یہ من جانب اللہ ہے۔

۳۔ خدا کی طرف سے کتاب نازل ہونے میں تعجب کی کوئی بات نہیں، خدا نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ نسل انسانی جب جب تفرقہ اور اختلاف سے سچائی کو گم کر دے گی، وہ سچ اور جھوٹ میں فیصلہ کرنے کے لئے کتاب اور رسول بھیجتا رہے گا، خدا کی باتیں اور اس کے وعدے اٹل ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ چنانچہ نزول قرآن اسی وعدے کا ایفا ہے۔

پس آیات زیر غور میں کلمہ سے فیصلہ اختلافات کے لئے کتاب بھیجنے کا وعدہ مراد ہے، تمت کلمۃ ربک کے معنی یہ ہیں کہ خدا کا کتاب بھیجنے کا وعدہ جیسے سابقہ زمانوں میں توریت انجیل وغیرہ کتابوں کے نازل ہونے سے پورا ہوتا رہا، آنحضرت (صلعم) کے زمانہ میں نزول قرآن سے پورا ہوا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور لا مبدل لکلماته کا منشا یہ ہے کہ ہر اختلاف کے موقعہ پر کتاب بھیجنے کا وعدہ اٹل ہے، جسے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ ہر زمانہ کے لوگوں نے چاہا کہ خدا کا وعدہ پورا نہ ہو، لیکن نہ فرعون خدا کو توریت نازل کرنے سے روک سکا نہ یہودی اسے انجیل نازل کرنے سے روک سکے، نہ مشرکین عرب اسے قرآن نازل کرنے سے روک سکے، جیسے سابقہ زمانوں میں نہ روک سکے تم آئندہ بھی نہ روک سکیں گے۔

غرض جس خیال کی تردید کے لئے یہ آیات نازل ہوئی تھیں آج ٹھیک اسی خیال کی تائید میں انہیں پیش کیا جا رہا ہے، اور یہ سلوک انہیں آیات تک محدود نہیں، اس کتاب میں جا بجا دکھایا گیا ہے، کہ ہر موقعہ پر قرآن سے ٹھیک اس کی منشا کے برخلاف معنی نکالے جا رہے ہیں، اب ناظرین کرام خود ہی فیصلہ کریں کہ جب کلام الٰہی کے غیر متبدل ہونے کے دعویدار خود ہی سارے کے سارے کلام کو اس بے دریغی سے بدل دیں تو اس وقت خدا نئی کتاب اور نئے پیغمبر کے ذریعہ اپنے کلام کو پھر سے بحال اور محفوظ نہ کرے تو کیا کرے، نئی کتاب آنے سے اگرچہ بظاہر پہلی کتاب کی تنسیخ ہوتی ہے، دراصل نئی کتاب پہلی کتاب کو جسے اس کے حامل خود بدل دیتے ہیں بحال کرتی ہے۔

خاتم النبیین

فلما قضی زید منها وطرا زوجناکها لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا

جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اسے تیری زوجہ بنا دیا۔ تا کہ مومنوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارہ میں جب وہ ان سے حاجت پوری کر چکیں کوئی تنگی نہ رہے، اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وکان امر اللہ مفعولا ۔ ما
کان علی النبی من حرج فیما
فرض اللہ لہٗ ۔ سنۃ اللہ فی
الذین خلوا من قبل وکان
امر اللہ قدرا مقدورا
الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ
ویخشونہ ولا یخشون احدا
الا اللہ ۔ وکفی باللہ حسیبا
ما کان محمد ابا احد من
رجالکم ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین وکان اللہ
بکل شیٔ علیما ۔

(الاحزاب ع ۵)

والا تھا ۔ نبی پر اس میں جو اللہ نے اس
پر فرض کیا کوئی تنگی نہیں ، جو پہلے ہو
گذرے ہیں ، ان میں بھی خدا کا یہی قانون
رہا ہے ۔ اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے
والا اندازہ ہے جو خدا کا پیغام پہنچاتے
ہیں ، اور اس سے ڈرتے ہیں ۔ اور
اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ، اور
اللہ حساب لینے والا کافی ہے ۔
محمدؐ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں
لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں ۔ اور آخری
نبی ، اور اللہ ہر چیز کا علم
رکھتا ہے ۔

زید رسول اللہؐ کے غلام تھے ، جنہیں آپ نے آزاد کر دیا تھا ، زید کو آنحضرت
سے اتنی محبت تھی کہ آزاد ہو کر بھی آپ کے پاس ہی رہنا پسند کیا ، اس محبت کی
بنا پر زید کو آنحضرت کا متبنے یعنی منہ بولا بیٹا کہا جاتا تھا ، زید کا نکاح رسول اللہؐ
نے اپنی پھوپھی کی لڑکی زینب سے کرا یا تھا ، ان کا نباہ نہ ہو سکا ، آخر زید
نے زینب کو طلاق دے دی اسوقت آنحضرتؐ نے حضرت زینب کو اللہ کے حکم سے اپنی ازواج
مطہرات میں داخل کر لیا ، جس سے مقصود عرب کی پرانی رسم کو جس کی رو سے
اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بی بی سے نکاح ناجائز سمجھا جاتا تھا ، مٹانا تھا ،
مخالفوں نے اس پر اعتراض کیا ، کہ آنحضرتؐ نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا ہے
آیات مذکورہ میں اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ آنحضرتؐ کی اولاد نرینہ کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ نیز اگر متبنیٰ ہے تو متبنیٰ بیٹا نہیں ہوتا، باقی رہا یہ کہ عرب اسے پسند نہیں کرتے تو خدا کا رسول خدا کے تابع ہے نہ کہ لوگوں کے، ہمیشہ سے یہی طریق چلا آیا ہے کہ پیغمبر جو پیغام رسانی پر مامور ہوتے ہیں، لوگوں کے اعتراضوں کی پرواہ نہیں کرتے اور خدا جو حکم دیتا ہے بلا خوف لومۃ لائم اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے جب یہ فرمایا کہ حضرت محمدؐ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو اس پر یہ بڑھا دیا کہ ہاں آپ رسول ہیں جو امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اور جب آپ کے مقام روحانی کا ذکر کیا تو اس کے ساتھ فرما دیا کہ آپ آخری نبی ہیں۔

ناظرین کرام! دیکھئے کہ یہاں نہ دین کے تدریجاً مکمل ہونے کا ذکر ہے نہ آئندہ کے لیے سلسلۂ رسالت کو بند کرنے کا، ذکر یہ ہے کہ آنحضرت کی اولاد نرینہ ہے ہی نہیں، زید آپ کا بیٹا کیسے ہوا؟ اور زید کی بی بی آپ کی بہو کیسے ہوئی؟ کہ اس سے نکاح قابل اعتراض ہوتا۔ ہاں رسول ہونے کی حیثیت سے آپ امت کے روحانی باپ ضرور ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب یہ کہا تھا کہ آنحضرت کسی مرد کے باپ نہیں، ہاں رسول ہیں، تو اس کے آگے یہ کیوں نہ کہا کہ آپ ختم المرسلین ہیں؟ رسول کے لفظ مذکور کی رعایت سے جو روحانی ابوت کے اثبات کے لیے لایا گیا تھا، مناسب تو یہی تھا، کہ بجائے خاتم النبیین کے خاتم المرسلین کا لفظ بولا جاتا۔ یہ لفظ کیوں نہ بولا گیا؟

عموماً لوگ نبی اور رسول کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں اور ان میں فرق نہیں کرتے، حالانکہ ان میں فرق ہے بھی اور نہیں بھی۔ انہیں آیات میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرتؐ کسی بھی مرد کے باپ نہیں اور باوجود اس کے ساری امت کے باپ ہیں بھی، سورۂ مجادلہ میں ہے ان امہاتہم الا الئی ولدنہم کہ ان کی مائیں صرف وہ ہیں جنہوں نے انہیں جنا، اور سورۂ احزاب میں ہے النبی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اولیٰ بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم ۔ کہ نبی مومنوں کو اپنے نفسوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اور اس کی ازواج ان کی مائیں ہیں جس طرح ایک لحاظ سے آنحضرتؐ کسی مرد کے باپ نہیں اور دوسرے لحاظ سے ساری اُمت کے باپ ہیں ۔ جیسے آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات ایک لحاظ سے مومنوں کی مائیں ہیں ۔ اور دوسرے لحاظ سے نہیں ، اسی طرح ایک لحاظ سے نبی اور رسول میں فرق نہیں اور دوسرے لحاظ سے فرق ہے ۔

نبی نبأ سے مشتق ہے اور نبأ کے معنی ہیں خبر یا پیشگوئی نبأ عظیم کے معنی ہیں عظیم الشان خبر یا پیش گوئی اور نبی کے معنی ہیں نبأ عظیم کا حامل یا عظیم الشان پیش گوئی کرنے والا ، نبأ عظیم سے مراد عالمگیر قیام حق کی عظیم الشان پیش گوئی ہے ، جس کا ذکر ہم " آئندہ رسول " کے تحت سورۃ انبیاء کی آیات میں پڑھ آئے ہیں ۔ آخر کار دنیا بھر میں حق کے قائم ہو جانے کی پیش گوئی کرنے کی وجہ سے ہی نبی نبی کہلاتا ہے ، چونکہ آنحضرتؐ آئندہ زمانہ میں عالمگیر قیام حق کی پیش گوئی کرنے والوں میں سے آخری ہیں ، اس واسطے آپ آخری نبی ہیں ، آپ کے بعد جو آنے والا ہے وہ کسی آئندہ زمانہ میں قیام حق کی پیش گوئی کرنے والا نہیں بلکہ سابقہ پیش گوئی کا مصداق ہے ، جس کے اپنے زمانہ میں دنیا بھر میں حق قائم ہوتا ہے ، چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح کے ظہور ثانی کے وقت زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی اور شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیئیں گے ۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا ، سورۃ انبیاء کی مذکورہ آیات میں جہاں یہ فرمایا ہے ، کہ بالآخر زمین پر حق کو قائم کرنے کا وعدہ جو خدا کے ذمہ ہے پورا ہو کر رہے گا ، وہاں یہ بھی فرمایا ہے ، کہ اس وعدے میں خدا کے عبادت گذار بندوں کے لئے پیغام ہے ۔ اگر بالآخر سچائی کے قائم و غالب ہو جانے کی ضمانت کوئی نہ ہوگی تو قیام حق کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کام کرنا لاحاصل ہو۔ اور اس مقصد کے لئے کام کرنے کا پیغام بے معنی ہو۔ سو
رسول کے معنی ہوئے نظام حق کی خاطر کام کرنے کا پیغام دینے والا فرستادہ
ان معنوں کی رو سے لازم آتا ہے کہ اس وعدہ کے آ پہنچنے پر جیسے اس
پیشگوئی کی ضرورت ساقط ہو جائے گی، ویسے ہی اس وعدہ کے لئے
کام کرنے کا پیغام دینے کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی، اگر یہ صحیح ہے،
تو نہ صرف نبوت کا خاتمہ ہوا بلکہ رسالت کا بھی خاتمہ ہوا؟ میں تسلیم کرتا ہوں
کہ اس وعدہ کے آ پہنچنے پر بے شک جیسے نبوت ختم ہو جائے گی، ویسے ہی
وہ رسالت بھی جس کا منتہائے نظر اسی وعدہ کا ظہور تھا ختم ہو جائے گی۔
نبی اور رسول کے مفہوم میں یہی وہ اشتراک ہے، جس کی بنا پر میں نے کہا تھا
کہ ایک لحاظ سے نبی اور رسول ایک ہی چیز ہیں۔ سو رسول کے ان معنی کے لحاظ
سے جن کی رو سے نبی اور رسول میں فرق نہیں، جہاں انبیا ختم ہوتے ہیں وہاں
رسول بھی ختم ہو جاتے ہیں، لیکن ناظرین کرام دیکھ چکے ہیں کہ میرے نزدیک
نیا نظام سے مراد دنیا کا خاتمہ نہیں بلکہ عالمگیر نظام حق ہے۔ اور دنیا اس
کے بعد بھی چلتی ہے۔ نیز یہ کہ عالمگیر نظام حق سے دنیا کے جنت بن جانے کے
بعد بھی اہل جنت ربنا اتمم لنا نورنا کی دعا کرتے ہیں، خدا لامحدود ہے
وہ مخلوق کو اونچے سے اونچے مقام پر پہنچانے اور ہر قدم پر مزید راہنمائی
فرمانے کی قدرت رکھتا ہے۔

پرائمری سکول کے مدرس جو فوری مقصد اپنے سامنے رکھتے ہیں وہ لڑکوں
کو ابتدائی تعلیم دینے کا مقصد ہے۔ ہائی سکول کے اساتذہ اپنے شاگردوں
کو مدرسے کی تعلیم سے فارغ کرانے کا مقصد اپنے سامنے رکھتے ہیں، اور اپنے
شاگردوں کو مدرسہ کے آخری امتحان کی سند بھی دے دیتے ہیں، لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کے یہ معنے نہیں کہ ہائی سکول کے بعد مزید تحصیل علوم کی کوئی گنجائش نہیں، اس کے بعد دوسرا ادارہ ہے جو سکول نہیں بلکہ کالج کہلاتا ہے، اور اگرچہ مقصد اعلےٰ سکول اور کالج دونوں کا ایک ہے نام دو ہیں۔ اسی طرح سکول کے رسول کو عرف عام میں ٹیچر یا ماسٹر کہتے ہیں تو کالج کے معلموں کو پروفیسر کہتے ہیں، رسول معلم ہیں، انبیاء وہ رسول ہیں جنہوں نے اپنے شاگردوں کو نبأ عظیم تک پہنچانے کا مقصد اپنے سامنے رکھا۔ نبأ عظیم کے قریب آ پہنچنے پر جہاں دور نبوت ختم ہوا وہ رسول بھی ختم ہو گئے۔ جن کے سامنے نبأ عظیم تک پہنچنے کا مقصد تھا۔ اس دور کے خاتمہ پر دوسرا دور شروع ہوتا ہے جو سکول کے مقابلہ پر کالج کی تعلیم کے مشابہ ہے۔ اسی لیے اگرچہ دوسرے دور کے معلم بھی تعلیم و تربیت کا وہی کام کرتے ہیں جو دور نبوت کے معلم کرتے تھے تاہم وہ اصطلاحی طور پر نہ نبی کہلاتے ہیں نہ دور نبوت کے رسول۔ انہیں ان معنی میں رسول کہا جاتا ہے کہ وہ بھی دور نبوت کے رسولوں کی طرح انسان کامل اور مظاہر الٰہی ہیں، ان کا مقصد بھی تربیت عالم ہی ہے، جیسے دور نبوت کے رسولوں کا مقصد تربیت عالم تھا، اگر دور نبوت کے رسول تربیت عالم کے مقصد کی پہلی منزلوں پر کام کرتے تھے تو یہ اسی مقصد کی اگلی منزلوں پر کام کرتے ہیں۔

غرض حقیقت رسالت ظہور الٰہی یا انسانیت کاملہ ہے، اسی کو خلافت الٰہی بھی کہتے ہیں، اور اسی کی بدولت انسان کامل رسول یا خلیفۃ اللہ کہلاتا ہے۔ گویا رسول انسان کامل، خلیفۃ اللہ اور مربی عالم ہوتا ہے ہم آگے چل کر کام کی منزلوں کے لحاظ سے رسول دو قسموں میں منقسم ہو گئے ہیں، (۱) دور نبوت کے رسول، جن کے پیش نظر عالم کو نبأ عظیم تک پہنچانا ہے (۲) نبأ عظیم اور اس کے بعد کے رسول جن کا مقصد عالم کی مزید ترقی و تربیت ہے۔ نبأ عظیم وہ نقطہ ہے جہاں دور نبوت کے رسولوں کا مقصد بر آتا ہے، اور بے انتہا مزید ترقیات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔

پہلی قسم کے رسولوں اور دوسری قسم کے رسولوں میں تمیز کرنے کے لئے دوسری قسم کو اصطلاحی طور پر مظاہر ربوبیت کہا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دورِ نبوت کے رسول مظاہر ربوبیت نہ تھے، معنوی طور پر وہ بھی مظاہر ربوبیت تھے۔ جیسے معنوی طور پر اصطلاحی مظاہر ربوبیت بھی رسول ہیں۔ اصطلاحی طور پر فرق کی وجہ یہ ہے کہ دورِ نبوت کے رسولوں کے اپنے اپنے زمانوں میں ربوبیت کا جو کام ہوا وہ اتنا محدود تھا اور جو ابھی ہونے والا باقی پڑا تھا وہ اتنا وسیع اور عظیم الشان تھا کہ اس پر نظر کرکے مظہر ربوبیت کا لقب جو عالمگیر ربوبیت کو چاہتا ہے انہوں نے اپنے مناسب حال نہ پایا۔ کام جو ان کے زمانوں میں ہوا گو محدود تھا، مقصد ان کا بھی عالمگیر ربوبیت تھا، اور انہیں علم دیا گیا تھا کہ ان کے اس مقصد کی تکمیل ایک آئندہ زمانے میں مقدر تھی، اور کہ جو کام ان کے اپنے زمانوں میں ہوا وہ اس منزلِ مقصود کی طرف ایک ایک قدم تھا، دراصل وہ آئندہ عالمگیر ربوبیت کی اہم خبر (نبأ عظیم) دینے اور اس کی طرف عالم کو قدم قدم چلانے پر مامور تھے۔ پس انہوں نے آئندہ عالمگیر ربوبیت کی پیش گوئی کرنے والے کی حیثیت سے نبی اور اس کے لئے کام کرنے کا پیغام دینے والے کی حیثیت سے رسول کے القاب اختیار فرمائے۔ اور مظہر ربوبیت کے لقب کا اہل اس کو جانا جس کے ظہور پر ایسی وسیع اور عالمگیر ربوبیت ہونے والی تھی، کہ اس کی آمد کو رب کی آمد کہنا بجا تھا چنانچہ اس ظہور کی پیش گوئی انہوں نے "یوم یقوم الناس لرب العالمین" کے الفاظ میں کی، یہ ہے اصل راز، نبی، رسول کی سابقہ اصطلاح کو مظہر ربوبیت کی اصطلاح سے بدلنے کا۔

عقلِ سلیم اس توجیہہ کو قبول کرنے میں کوئی دقت نہیں پاتی، اور اگر یہ تسلیم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرلیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام اس وجہ سے نبی کہلاتے تھے، کہ وہ عالمگیر ربوبیت کی پیش گوئی یا نبأ عظیم کے حامل تھے۔ تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ ان کی پیش گوئی کے مصداق کو جو اپنے بعد کسی آئندہ زمانے میں عالمگیر ربوبیت کی پیش گوئی کرنے کی بجائے اپنے زمانے میں کل انبیاء کی پیش گوئی کو پورا کرنے کا دعویدار ہے، نبی نہیں بلکہ مظہر ربوبیت ہی کہلانا چاہیئے۔

پس کچھ شک نہیں کہ آنحضرتؐ آخری نبی ہیں، اور دورِ نبوت کے آخری رسول بھی، آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ دورِ نبوت کا کوئی رسول، ہاں آپ کے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے، جس میں فرستادگان الٰہی اصطلاحی طور پر مظاہر ربوبیت کہلاتے ہیں، اور لغوی طور پر دورِ جدید کے رسول۔ از روئے حقیقت ان میں اور دورِ نبوت کے رسولوں میں کوئی فرق نہیں، سو جن قوموں کے ہاں اصطلاح رسول مروج ہے وہ بے شک و شبہ انہیں رسول سمجھیں، لیکن یہ نہ سمجھ لیں کہ جسے وہ رسول کہتے ہیں، وہ فی الحقیقت مظہر ظہور یا ہی ہوتا ہے، خواہ دورِ نبوت کا رسول ہو، خواہ دورِ جدید کا۔

پس آنحضرتؐ پر صرف دورِ نبوت کے رسول ختم ہوتے ہیں جو نبی کہلاتے ہیں نہ کہ پہلے رسول، اسی لئے قرآن مجید میں خاتم النبیین آیا ہے۔ خاتم المرسلین نہیں آیا۔ اگر اس توجیہہ کو قبول نہ کیا جائے، اور اقرار کیا جائے کہ آنحضرتؐ کے بعد سلسلۂ رسالت مطلقاً منقطع ہو گیا ہے، تو اس کتاب میں جس قدر آیات اجرائے سلسلۂ رشد و ہدایت پر نقل کی گئی ہیں اور جس قدر ان کی مثل اور قرآن میں ہیں، سب کی مخالفت لازم آتی ہے۔ گویا انکار سے لے کر والناس تک سارے قرآن کو چھوڑا جائے، تب اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خیال کو قبول کیا جا سکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان سے جو قرآن کو کتاب اللہ مانتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

سلسلہ مجددین

میں اجل امم کے مضمون میں بحوالہ آیات سورۃ انعام لکھ آیا ہوں کہ جب تک کوئی قوم اپنی اجل کو نہیں پہنچتی، خدا بھی ان کی حفاظت کے سامان کرتا رہتا ہے۔ اس میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں، جو اس کی بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج کر کے طاقت کو بحال کرتے رہتے ہیں، حضرات مجددین انہیں حفاظتی سامانوں میں سے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں، کہ جب کوئی شخص اپنی زندگی کے دوران میں بیمار یا کمزور ہو جاتا ہے تو کبھی طبیب حاذق کا علاج کارگر ہو جاتا ہے، کبھی تبدیلی آب و ہوا سے صحت بحال ہو جاتی ہے۔ اور کبھی مناسب غذا، پرہیز اور آرام سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے، لیکن آخر ایک وقت ایسا آ پہنچتا ہے، کہ نہ دوائی کام کرتی ہے نہ تبدیلی آب و ہوا، نہ کوئی اور تدبیر کارگر ہوتی ہے۔ اس وقت بیمار کو اس جہان سے سدھارنا پڑتا ہے اور اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ زندگی میں خلل واقع ہونے کا نام بیماری ہے۔ زندگی کی اصلی طاقت آہستہ آہستہ خرچ ہو کر ختم ہو جانے کا نام موت ہے۔ بیماری کا علاج ہے موت کا کوئی علاج نہیں۔ یہی حال قوموں کا ہے، جب تک ان کی عمر باقی ہوتی ہے، یعنی جب تک ان میں زندگی کی طاقت ہوتی ہے، مختلف بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج حضرات مجددین کرتے رہتے ہیں، جب زندگی ختم ہو جاتی ہے، یعنی بیمار جسے بیماری لاحق تھی، وہی باقی نہیں رہتی، مجدد علاج کس کا کرے؟

مجدد کا کام عمارت دین میں شکست و ریخت کی مرمت کرنا ہوتا ہے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ظاہر ہے کہ مرمت اسی وقت تک ہو سکتی ہے جب تک عمارت قائم ہے۔ جب عمارت ہی باقی نہ رہے، مجدّد مرمت کس چیز کی کرے؟ جیسے عمارت کے مسمار ہو جانے پر مرمت کرنے والے کی نہیں بلکہ انجینیر کی ضرورت ہے جس نے پہلی عمارت کا نقشہ تجویز کیا تھا۔ اور اسے تعمیر کیا تھا، تاکہ پھر نئے سر سے نئی عمارت تعمیر کرے، قومی زندگی کی عمارت گر جانے پر مجدد کی نہیں بلکہ پیغمبر کی ضرورت ہوتی ہے، جو نئے سر سے نئی قوم پیدا کرے۔ سورۃ بینہ میں صاف لکھا ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ، رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ کہ نہ اہل کتاب باطل کو چھوڑنے والے تھے نہ مشرک، جب تک کہ اللہ کی طرف سے رسول نہ آئے۔ یعنی جو کام رسول کے کرنے کا ہے، وہ بغیر رسول سے نہیں ہو سکتا۔

ہم مسلمانوں کے تنزل کے باب میں دیکھ آئے ہیں کہ باقی قوموں کی طرح مسلمان قوم کی بھی میعاد مقرر ہے۔ وہ بھی تفرقہ کا شکار ہو کر اپنا محنت سے کاتا ہوا سوت توڑ دیں گے۔ مستوجب عذاب ہوں گے، خلافت الہیہ ان سے چھین لی جائے گی، اور دوسری قوم ان کی جگہ لے لے گی، آنحضرت نے بے شک فرمایا تھا کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ خدا امت مسلمہ کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد پیدا کرتا رہے گا۔ لیکن یہ بھی فرمایا تھا، کہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ کہ ایک وقت آئے گا، جب اسلام سے سوائے نام کے اور قرآن سے سوائے اس کے حروف کے کچھ باقی نہ رہ جائے گا۔ ان دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے صاف دکھائی دیتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ مجددین ان طبیبوں کی طرح ہیں جو قوم کی زندگی کے دوران میں وقتی کمزوریوں اور بیماریوں کا علاج کرتے رہیں گے، لیکن مجددوں کی کوششوں اور اصلاحات کے باوجود ایک وقت آئے گا، جب عمارت اسلام زمین پر آرہے گی۔ احتیاطی ساما نوں اور تدابیر کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قوم یا فرد طبعی عمر سے پہلے ختم ہونے نہیں پاتا نہ یہ کہ اسے اجل مسمّیٰ سے بچایا جا سکتا ہے۔ جیسے دوران زندگی میں بیماریوں کے علاج کے لئے مجددین کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی قوم کے طبعی عمر کو پہنچ کر ختم ہو جانے پر نئی قوم پیدا کرنے کے لئے رسول کی ضرورت ہے۔ پس اصولاً مجددین والی حدیث سے سلسلہ رسالت کے بند ہونے پر دلیل قائم ہونے کی بجائے اس سلسلہ کے اجرا پر دلیل پیدا ہوتی ہے۔

دین حق کا غلبہ

سورۃ برات میں مشرکین عرب سے جو بار بار عہد کو توڑ دیتے تھے اس وقت تک جنگ کا حکم ہے جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوں، اور یہود اور نصاریٰ سے جو مشرکین کی شرارتوں میں شامل تھے، اس وقت تک جب تک وہ جزیہ دے کر اطاعت اختیار نہ کریں، اس حکم کے بعد یہ آیت آئی ہے، یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ہ کہ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین عرب سب مخالف پارٹیاں چاہتی ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں، مگر خدا چاہتا ہے کہ یہ نور بجھنے نہ پائے بلکہ کامل ہو جائے۔ اگرچہ یہ کافروں کو ناگوار گذرے۔ خدا نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے نہیں بھیجا، کہ مخالف اس کو مٹا دیں، بلکہ اس لئے بھیجا ہے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ وہ مخالفوں پر غالب آجائے۔ اگرچہ مشرک اسے پسند نہ کریں، سورۃ فتح میں یہ ذکر کر کے کہ مکہ میں داخلے کا رؤیا جو خدا نے اپنے رسول کو دکھایا پورا ہو کر رہے گا، فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ، وکفی باللہ شہیدا ۵ کہ خدا نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ کہ سچائی کو سب مخالف خیالات اور تحریکوں پر غالب کر دے۔ اور خدا کی گواہی کافی ہے، خدا کی گواہی یہ ہے، کہ مومن روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اور منکر گھٹتے جاتے ہیں۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ آخر دینِ حق قائم ہو جائے گا اور مخالف مٹ جائیں گے، سورۃ صف میں پھر کافروں سے جنگ کرنے اور رسول کو دکھ دینے سے باز رہنے کا حکم دے کر اور یہ بتا کر کہ آنحضرتؐ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے مصداق ہیں۔ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے سورۃ برأت والی مذکورہ آیت کو ایک دو لفظوں کے تغیر سے دہرایا ہے،

ان تینوں مقامات پر جو دین حق کو غالب کرنے کا ذکر ہے مخالفین کی کوششوں کے جواب میں ہے۔ جو اسے مٹا دینا چاہتے تھے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے، کہ فی الواقعہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کی تمام کوششیں جو وہ رسول اللہ کے خلاف کرتے تھے، ناکام رہیں اور آنحضرتؐ دینِ حق کو قائم اور غالب کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ آنحضرتؐ کی زندگی میں ہی پورا کر دیا۔ مفسرین نے جو ان آیات کے تحت لکھ دیا ہے، کہ دینِ حق کا غلبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت ہوگا۔ صحیح بھی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور غلط بھی، غلط تو اس لئے ہے کہ ان آیات میں رسول سے مراد آنحضرتؐ ہیں
جیسے کہ سپارہ فتح والی آیت کے آگے صاف صاف فرمایا ہے محمد رسول
اللہ والذین معہ، اور وعدہ یہ ہے، کہ آنحضرتؐ جو دین حق
لائے ہیں بلکہ آنحضرتؐ خود ادیانِ باطلہ پر غالب کر دیں گے۔ نہ یہ
کہ حق و ہدایت جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئے وہ حضرت عیسٰیؑ کے ہاتھ
پر غالب آئیں گے۔ اب اگر یہ مانا جائے کہ غلبہ جس کا وعدہ تھا،
حضرت عیسٰیؑ کی آمد پر ظہور میں آئے گا، تو اس کا صاف مطلب یہ ہے
کہ خدا نے جو آنحضرتؐ کے ہاتھ پر دین کو غالب کرنے کا وعدہ کیا
تھا، اُسے پورا نہیں کیا، مفسرین کا خیال صحیح اس طور سے ہے، کہ تمام
رسول ایک ہی سچائی لاتے ہیں۔ اور اسی کے غلبہ کے لئے کوشش کرتے
ہیں، ہر رسول کے زمانہ میں بھی سچائی غالب رہی ہے
لیکن اس کا آخری اور عالمگیر غلبہ جو تمام
رسولوں کی منزلِ مقصود ہے، ایک آخری زمانہ میں مقدر چلا آیا ہے،
جس کی سب پیغمبروں نے خبر دی ہے۔ اور آخری زمانہ جس میں سچائی
کو عالمگیر اور آخری غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کی دوبارہ
آمد کا زمانہ ہے، سو اگر یہ کہا جائے کہ سچائی جو تمام پیغمبر لاتے رہے
اور حضرت محمدؐ رسول اللہ بھی لائے، تدریجاً غالب ہوتی آئی ہے اور
اس کا آخری غلبہ حضرت مسیح کے نزول ثانی کے وقت ہوگا، تو یہ صحیح
ہے، لیکن حضرت عیسٰیؑ رسول ہیں، اگرچہ وہ اسی مقصد کی تکمیل کے
لئے آئیں گے، جس کے لئے سابقہ رسول اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آئے۔ تاہم وہ حسب ضرورت سابقہ انتظام میں مناسب تبدیلیاں کرنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے محاذ ہوں گے ، جیسے کہ پہلی آمد میں انہوں نے توریت کے منشا کی تکمیل
کی خاطر اس کے بعض احکام میں تبدیلیاں کر دیں ، ان کے زمانہ میں سچائی
کا جو غلبہ ہوگا کچھ شک نہیں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سمیت تمام
پیغمبروں کا غلبہ ہے ، لیکن یہ وہ غلبہ نہیں جس کا آنحضرتؐ کے اپنے ہاتھ
پر ظہور میں آنے کا وعدہ کیا گیا تھا ، وہ غلبہ آنحضرتؐ کے اپنے زمانہ
میں مقدر تھا ، اور آنحضرتؐ کی زندگی میں ہی حاصل ہو گیا ، اگر یہ کہا
جائے کہ وہ غلبہ جس کے ظہور کا وعدہ آنحضرتؐ کے ہاتھ پر دیا گیا تھا
ابھی پورا ہونا باقی ہے ، تو یہ قرآن اور واقعات دونوں کو جھٹلانا ہے ،
ساری مصیبت یہ ہے کہ مسلمان دین حق سے دین کی وہ خاص شکل مراد
لیتے ہیں جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں رائج ہوئی اور دین حق کے غلبہ سے
خاص اسی شکل کا تمام روئے زمین پر رائج ہونا مراد لیتے ہیں ،
چونکہ وہ صورت ظہور میں نہیں آئی ، اس کے آئندہ ظہور میں آنے کے
منتظر ہیں - اور غلبہ کے وعدہ کو دین کی نئی تشکیل اور نئے رسول کے
خلاف بطور دلیل استعمال کرتے ہیں ، حالانکہ خدا کے نزدیک دین حق سے
مراد وہ دین واحد ہے جو ہمیشہ سے سب پیغمبروں کا دین رہا اور رہے
گا ، اس کی ہر تشکیل کے لئے جتنا اور جیسا غلبہ مقدر تھا ہر زمانے میں
حاصل ہوتا رہا ، چنانچہ دین حق کی اس تشکیل کے لیے جو حضرت محمد
رسول اللہ نے تجویز فرمائی جو غلبہ مقدر تھا اور جس کا وعدہ دیا گیا
آنحضرتؐ کے زمانے میں حاصل ہو گیا - حضرت مسیحؑ کے نزول ثانی میں
دین حق کی اس تشکیل کا غلبہ ہوگا جو حضرت مسیحؑ حسب حالات زمانہ
تجویز فرمائیں گے ، پس دین حق اپنے ہر جامہ میں جو خدا اسے پہناتا رہا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غالب آتا رہا ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے نزدیک دین کے غلبہ کے لئے سیاسی غلبہ ضروری نہیں، سب لوگ جانتے ہیں، کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ظاہری اور سیاسی غلبہ حاصل نہ ہوا، یہود و نصاریٰ کہتے ہیں، کہ آپ نے صلیب پر وفات پائی، مسلمانوں کے سوادِ اعظم کا خیال ہے، کہ آپ آسمان پر تشریف لے گئے، احمدی مسلمانوں کی رائے ہے، کہ آپ کشمیر کو ہجرت کر گئے، بہرحال یہ سب کو مسلّم ہے کہ آپ کو اپنے دشمنوں پر ظاہری اور سیاسی غلبہ حاصل نہ ہوا، اس پر بھی خدا فرماتا ہے فآمنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین ۰ کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک نے انکار کیا، ہم نے مومن گروہ یعنی حضرت عیسےٰ کے حواریوں کی تائید فرمائی، اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب آگئے، سو خدا نے باوجود حواریوں کو ظاہری اور سیاسی غلبہ حاصل نہ ہونے کے غالب قرار دیا ہے اور قرار دینا چاہیے تھا۔ ورنہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (اگر خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اس کے رسول غالب آئیں گے) غلط قرار پاتا اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک دین کے غلبہ سے مراد یہ ہے کہ مخالف کوششیں جو یہ چاہتی ہیں کہ حق کا پودا جڑ پکڑنے نہ پائے، وہ ناکام رہتی ہیں۔ اور حق جڑ پکڑ جاتا ہے، پھر خواہ وہ پیغمبر کی زندگی میں پھلے پھولے یا اس کے بعد اس سے فرق نہیں پڑتا۔

۹۔ خدائی فیصلہ

مختصر کتاب ہذا میں ایک وجہ رسولوں کے سلسلہ کے بند ہونے کی یہ نقل کی گئی تھی کہ خدا جب فیصلہ کرچکا کہ آئندہ رسول نہیں بھیجے گا، تو اپنے فیصلہ کے خلاف کیونکر عمل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر سکتا ہے۔

ناظرین کرام جانتے ہیں کہ اس فیصلہ کو قرآن شریف میں تلاش کرنے کے لئے ہی یہ تحقیقات شروع کی گئی اور قرآن میں جس جس موقعہ پر کسی نے پتہ دیا، اس فیصلہ کو تلاش کیا گیا لیکن یہ فیصلہ قرآن میں کہیں دکھائی نہیں دیا، بلکہ جیسے کہ اس تحقیقات سے ظاہر ہے، الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن اس خیالی فیصلہ کے خلاف ہے، حق یہ ہے، کہ قرآن کے ذمہ وہ چیز لگائی جا رہی ہے، جو نہ صرف قرآن میں مفقود ہے بلکہ قرآن کا ایک ایک لفظ جس کی تردید کرتا ہے۔

۱۰۱۔ اسلام کے معنی

(۱) ان الدین عند اللہ الاسلام

(۲) ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔

(۱) اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے (۲) اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

ان آیات کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ آئندہ کوئی رسول نہیں آ سکتا کیونکہ اگر کوئی نیا رسول آئے گا، تو اس کے دین کا نام بھی نیا ہوگا، نہ کہ اسلام، اور یہ اللہ کو پسند نہیں، اس واسطے آئندہ رسول کا آنا بند ہے، نہ رسول آئے نہ اسلام کے سوا کسی اور نام کا دین وجود میں آئے دیکھنا یہ ہے کہ آیا خدا میں اور اس کے منکروں میں تنازعہ دین کے نام کے بارہ میں ہے یا دین کی حقیقت کے بارہ میں؟ اسلام سے خدا کی مراد کیا ہے؟ اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری، آیات کا منشا یہ ہے کہ خدا کی فرمانبرداری دین ہے اور نافرمانی بے دینی، چونکہ قرآن عربی زبان میں ہے، فرمانبرداری کے لئے وہ لفظ اسلام لاتا ہے اور نافرمانی کے لئے غیر اسلام، پس دین یا اسلام کسی خاص نام یا احکام میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں منحصر نہیں بلکہ جس وقت جو حکم خدا کی طرف سے آئے اس کا ماننا دین ہے اور یہی اسلام ہے
خدا کا بنیادی حکم ہمیشہ ایک ہی رہا ہے یعنی توحید باری اور خدمت انسانی۔ جب جب
تفرقہ کے سبب لوگ اس سے دور جا پڑتے رہے نیا پیغمبر آ کر اسی حکم کو نئی شکل میں حسب
موافق حالات زمانہ ہونی قائم کرا دیتا رہا۔ اگر ہم اسلام سے بجائے اصلی تعلیم اور مطلق فرمانبرداری کے
وہ خاص شکل مراد لیں جو آنحضرت کے زمانہ میں رائج ہوئی، تو ظاہر ہے کہ سابقہ پیغمبر مثلاً
حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ جو نہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھتے تھے، نہ عربی قرآن کی تلاوت کرتے تھے، نہ سورہ فاتحہ والی نماز کعبہ
کی طرف کھڑے ہو کر پڑھتے تھے نہ رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ غیر اسلام
پر تھے۔ اس صورت میں یہ بات صحیح نہ ہو گی کہ خدا کے نزدیک دین اسلام ہی
ہے، اور غیر اسلام کو وہ قبول نہیں کرتا، بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ اسلام کو دین
قرار دینے اور غیر اسلام کو نہ قبول کرنے کا اصول خدا نے تازہ ہی وضع کیا
ہے۔ جس کو فقط چودہ سو سال ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے ہمیشہ وہ
خود تمام پیغمبروں کو غیر اسلام کی ہی تعلیم دیتا رہا۔ آئندہ کے متعلق بھی ہم مسلمانوں
کے تنزل کے باب میں دیکھ چکے ہیں، کہ اسلام سے سوائے نام کے کچھ باقی
نہ رہ جائے گا، جب اسلام باقی نہ رہا ہو گا، تو آخر دنیا پھر بھی غیر اسلام
ہی پایا جائے گا، سو اس وقت خدا پھر غیر اسلام کی پالیسی کو اپنائے گا۔
مشکل یہ ہے کہ لوگ آیت کے ایک ٹکڑے کو لے کر جو عبارت چاہتے
ہیں اس پر تعبیر کر دیتے ہیں۔ اور قرآن شریف کو نکال کر اتنا بھی دیکھنے کی
تکلیف نہیں کرتے کہ پوری آیت کیا ہے۔ سورہ آل عمران رکوع ۲ میں پوری
آیت حسب ذیل ہے:- ان الدین عند اللہ الاسلام وما اختلف
الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ومن یکفر بآیت اللہ فان اللہ سریع الحساب ۔ پوری آیت پر غور
کرنے سے معلوم ہوگا، کہ سابقہ اہل کتاب کو بھی خدا اسلام ہی سکھاتا رہا، جسے
وہ آپس کی دشمنی کی وجہ سے بگاڑ دیتے رہے، اسی طرح سورہ آل عمران کے
رکوع ۹ میں جہاں من یبتغ غیر الاسلام والی آیت آئی ہے، اس سے پہلے
یہ ذکر ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض
طوعا وکرھا والیہ یرجعون، قل اٰمنا باللہ وما انزل علینا
وما انزل علی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط
وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربھم لا نفرق بین
احد منھم ونحن لہ مسلمون، ومن یبتغ غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین، ان آیات میں زمین
و آسمان کی ساری کائنات کے لئے اسلم کا لفظ استعمال کیا ہے، ظاہر ہے کہ
یہ فرمانبرداری کے معنے میں آیا ہے، زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ مسلمان ہے۔
کیونکہ کسی چیز کو خدا کی فرمانبرداری سے چارہ نہیں، آگے بتایا ہے کہ رسول اللہ
صلعم پر بھی وہی تعلیم نازل ہوئی ہے جو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ،
حضرت اسحٰقؑ حضرت یعقوبؑ، ان کی اولاد حضرت موسٰیؑ، حضرت عیسٰیؑ اور
دوسرے تمام نبیوں پر نازل ہوئی، اور کہ خدا کو ماننے، پیغمبروں میں فرق
نہ کرنے یعنی ہر پیغمبر کے ذریعے جو حکم آئے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا
نام ہی اسلام ہے، اور جو خدا کی فرمانبرداری کی بجائے سرکشی اختیار کرے گا
اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا، پس اسلام کے معنے خدا کی فرمانبرداری ہیں،
اور غیر اسلام اس کے حکم سے سرکشی، ہر زمانے میں پیغمبر وقت کے ذریعے جو
حکم آئے اس کو ماننا اسلام ہے اور اس کا انکار غیر اسلام۔ چنانچہ دین فطرت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کی ذیل میں ہم دیکھ آئے ہیں، کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحٰق سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور کہ آنحضرتؐ کے پیرو بھی انہی کی طرح مسلمان ہیں، حضرت عیسٰیؑ کے حواریوں اور حضرت موسٰیؑ پر ایمان لانے والے جادوگروں کا قول بھی وہاں ذکر ہو چکا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔

حضرت موسٰیؑ کے عہد میں اس حکم کو ماننا اسلام تھا جو حضرت موسٰیؑ کے ذریعے آیا، جب حضرت عیسٰیؑ کے زمانے میں نیا حکم خدا کا آیا تو جس نے اس کو مانا، خدا کے ہاں وہ مسلمان قرار پایا، اور جس نے اسے رد کیا۔ اس کا نام خدا نے مسلمانوں کے رجسٹر سے کاٹ دیا۔ پھر جب حضرت محمدؐ تشریف لائے تو جس نے آپ کے ذریعے آئے ہوئے حکم خدا کو مانا اس کا نام مسلمانوں میں اندراج پایا، اور جس نے اسے قبول نہ کیا اس کا نام خدا نے مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا۔ جو نوکر کچھ مدت آپ کی فرمانبرداری کرتا رہے اور پھر ایک دن کہہ دے کہ صاحب آپ کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ، میں تو وہی کروں گا جو آپ نے پہلے کہا تھا، اس روز آپ کہیں گے کہ آج تک تم میرا حکم مانتے تھے تو میرے نوکر تھے آج تم نے حکم ماننے سے انکار کیا تو میں نے آج سے تمہیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب جو کچھ تم کرو گے وہ تم اپنی مرضی سے کرو گے میرا حکم وہ نہیں، ٹھیک اسی طرح دین کی بات ہے، جب خدا تازہ حکم دے دے اس کے بعد سابقہ حکم پر ضد کرنا نفس کی اطاعت ہے خدا کی اطاعت نہیں۔ اور جب کوئی چیز خدا کی اطاعت نہ رہی وہ غیر اسلام ہو گئی،

اے دوستو! یا تو یہ ماننا ہوگا کہ ہمیشہ سے باوجود اس کے کہ رسول بدلتے رہے ہیں، کتابیں بدلتی رہیں، قبلہ بدلتا رہا، احکام بدلتے رہے، دین کا نام بدلتا رہا۔ اسلام بدستور چلا آیا، جب جب اسلام باقی نہ رہتا، خدا نئے رسول

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو بھیج کر پھر اسلام کو قائم کرا دیتا۔ کیونکہ اس کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور وہ غیر اسلام کو پسند نہیں کرتا۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللہِ الاسلام خدا کا کوئی دائمی اصول نہیں ہے بلکہ اس نے تھوڑے عرصہ کے لئے اختیار کیا ہے، جسے پھر ترک کر دے گا۔

اگر خدا کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور وہ غیر اسلام کو قبول نہیں کرتا تو کچھ شک نہیں کہ فرمان نبوی کے مطابق جب اسلام باقی نہ رہے گا، اور دنیا غیر اسلام پر ہو گی تو خدا نیا رسول بھیج کر دوبارہ اسلام کو قائم کرا لے گا جیسے کہ سابقہ زمانوں میں جب جب اسلام باقی نہ رہتا وہ رسول بھیج کر اسلام کو قائم کراتا رہا۔ اگر اس وقت اس نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہو گا کہ اس نے اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللہِ الاسلام کا اصول ترک کر دیا۔ پس آئندہ زمانہ میں رسولوں کے آنے کا انکار کرنا ان آیات کی صریح مخالفت ہے چہ جائیکہ ان سے سلسلہ رسالت کے بند ہونے پر سند حاصل کی جائے۔

۱۱۔ کیا رسالت منافی اتحاد ہے؟

کہتے ہیں کہ ہر بار جب پیغمبر آتا ہے، کچھ لوگ اسے مانتے ہیں، کچھ انکار کرتے ہیں، اس طرح نسل انسانی میں تفرقہ ہوتا ہے۔ سلسلہ رسالت کا کہیں نہ کہیں بند ہونا اتحاد نسل انسانی کے لئے ضروری ہے۔ یہ کوئی نیا اعتراض نہیں یہ اعتراض ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے، چنانچہ قرآن شریف میں اسے نقل کر کے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ فرماتا ہے: و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ، قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء .... قال انی اعلم ما لا تعلمون .... اعلم ما

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تبدون وما کنتم تکتمون (بقرہ ع ۴) کہ خدا نے خلیفۃ اللہ یعنی پیغمبر کی مبعوث کرنے کا ارادہ کیا تو ملائکہ نے کہا کہ پیغمبر موجب فساد و خونریزی ہوگا، خدا نے جواب دیا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، پھر خدا نے فرشتوں کو کہا کہ علم میں خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کرو۔ وہ عاجز آ کر اپنی لاعلمی کے اقراری ہو گئے، تو خدا نے کہا کہ میں وہ بھی جانتا ہوں جسے تم نے ظاہر کیا اور وہ بھی جسے تم نے چھپایا،

ما کنتم تکتمون کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو تم نے جان بوجھ کر چھپایا اور یہ بھی کہ جو تمہاری نظر سے اوجھل رہا، اس سے تم نے اس کا ذکر نہ کیا، وہ چیز جسے معترضین نے جان بوجھ کر چھپایا یا جو اس کی نظر سے اوجھل رہی، خلیفۃ اللہ کے کمالات علمی ہیں، جن میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا، مثلاً وہ جانتا ہے کہ تفرقہ و فساد کیا ہے اور اخوت و اتحاد کیا، ملائکہ غلطی سے فساد کا نام اتحاد اور اتحاد کا نام فساد رکھ لیتے ہیں اور پیغمبر کی کوششوں اور قربانیوں کو جو وہ فساد کو مٹانے اور اتحاد کو قائم کرنے کے لیے کرتا ہے، مفسدانہ کوشش سمجھ بیٹھتے ہیں، سلسلہ رسالت تفرقہ و عداوت کے علاج کے طور پر شروع کیا گیا ہے۔ اور پیغمبروں کی واحد غرض تفرقہ کو دور کر کے لوگوں کو متحد کرنا اور بھائی بھائی بنانا ہے، تاریخ شاہد ہے، کہ اخوت کا نمونہ اگر کبھی نہیں دیکھنے میں آیا ہے تو پیغمبر کے صحابیوں میں ہی دیکھنے میں آیا ہے، ہر شخص واقعات پر نظر ڈال کر دیکھ سکتا ہے، کہ پیغمبر اس وقت آتا ہے، جب اخوت اور اتحاد کا نام و نشان باقی نہیں رہتا ہر شخص خود غرض ہوتا ہے، اگر وہ کسی فرد یا گروہ سے یارانہ بھی گانٹھتا ہے، تو اس کی تہ میں بھی اپنی مقصد براری ہی ہوتی ہے، چنانچہ جب تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کا تو سیدھا یہ نتیجہ ہوتا ہے اس فرد یا گروہ کے ساتھ رہتا ہے ۔ جونہی کہ اس کی ذاتی خواہش کو آنچ پہنچی ، الگ ہو کر دوسروں سے دوستانہ قائم کرنے لگا ، چونکہ ہر کوئی خود غرض ہوتا ہے باہمی اعتماد اور ہمدردی مفقود ہوتی ہے جماعتیں گو کہلانے کو جماعتیں ہوتی ہیں ، اندر سے سب اپنے اپنے مطلب کے بنا پر الگ الگ ہوتے ہیں تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتی (حشر ع ۲) کہ تو ان کو متحد خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں ، اور جو بظاہر اتحاد ان میں دکھائی دیتا ہے وہ بھی فساد کی خاطر ہوتا ہے چونکہ اکیلے اکیلے بڑے پیمانے پر فساد نہیں مچایا جا سکتا ، اس واسطے گروہوں میں بٹ گئے ، تاکہ ایک گروہ دوسرے گروہ کی بربادی کے لئے موثر اقدام کر سکے ۔ غرضیکہ باطنی اور حقیقی اتحاد تو مطلقاً مفقود ہوتا ہے ، البتہ کبھی کبھی بڑے پیمانے پر فساد مچانے کے لئے لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔ اس وقت اگر پیغمبر آ کر مشترکہ انسانیت کی بنیاد پر نئے سرے اتحاد کو زندہ نہ کر دے تو لغت سے اتحاد کا لفظ محو ہو جائے ۔

اگر پیغمبروں کا آنا باعث تفرقہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ کسی زمانہ میں بھی پیغمبر کا ظہور انسان کے لئے مفید نہ تھا ، جیسے یہ اقرار ہے کہ پیغمبر مربیان انسان تھے اور ماضی میں ان کا آنا ضروری تھا ، تو جو چیز ماضی میں انسانیت کے لئے مفید تھی آئندہ وہ مضر کیسے ہو سکتی ہے ؟ اگر ماضی میں وہ تفرقہ کو مٹا کر اتحاد پیدا کرتے رہے ہیں ، تو آئندہ وہ اتحاد کو مٹا کر موجب تفرقہ کیونکر ہونے لگے ؟

ہر پیغمبر جو آیا تفرقہ اور فساد کے سمندر میں ، اخوت و اتحاد کی ایک لہر چھوڑتا رہا ، اور ان لہروں کے باوجود دنیا کی یہ حالت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

جو ہم دیکھتے ہیں، اگر یہ اتحاد کی لہریں پیدا نہ ہوئی ہوتیں، تو آج کوئی ارض
پر نہ معترض ہوتا نہ مجیب، اور نہ کوئی اور انسان، خدا نے سچ فرمایا ہے
وما قدروا اللہ حق قدرہ ۵، کہ جو لوگ پیغمبروں کے آنے پر اعتراض
کرتے ہیں انہوں نے خدا کی قدردانی نہیں کی، جب تک اتحاد باقی ہوتا ہے
پیغمبر آتا ہی نہیں، پیغمبر اسی وقت آتا ہے جب اتحاد مفقود ہو چکتا ہے۔
سو اتحاد جس کا وجود ہی نہیں ہوتا اسے پیغمبر نے برباد کیا کرنا ہوتا ہے؟
اس وقت تفرقہ ہوتا ہے اور اسے بے شک پیغمبر برباد کرکے اتحاد کو نئے سر
سے زندہ کرتا ہے، کچھ شک نہیں، کہ پیغمبر کی لغت عوام کی لغت سے الگ
ہوتی ہے، وہ جسے ایمان کہتے ہیں پیغمبر اسے ننگ ایمان قرار دیتا ہے۔
بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین (بقرہ ع) منکر جسے ذلت
قرار دیتا ہے پیغمبر اس کا نام عزت رکھتا ہے۔ وللہ العزۃ ولرسولہ
وللمومنین، مخالف جس کا نام اصلاح رکھتے ہیں پیغمبر اسے فساد بتلاتا ہے
قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ھم المفسدون ولکن لا
یشعرون ۵، مخالف جسے موت قرار دیتا ہے پیغمبر اس کا نام زندگی رکھتا
ہے، ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء
ولکن لا تشعرون (بقرہ ع ۱۹) مخالف جسے بینائی سمجھتا ہے پیغمبر
اس کا نام اندھاپن رکھتا ہے، سو نظر کے دھوکہ سے پناہ مانگنی چاہئے
اور خدا سے توفیق طلب کرنا چاہئے کہ جس نظر سے پیغمبر چیزوں کو دیکھتا ہے
اس نظر سے انسان دیکھ سکے، اگر وہ نظر حاصل ہو جائے تو پھر پیغمبر کا
آنا سراسر اتحاد کا موجب دکھائی دے گا، نہ کہ تفرقہ و فساد کا۔
اس بات کا فیصلہ کہ آیا معترض جان بوجھ کر حقیقت کو چھپا رہا ہے

یا وہ اس کی نظر سے اوجھل رہی ، حقیقت کی طرف توجہ دلانے پر جو رویہ
وہ اختیار کرے گا ، اس سے ہوگا ۔ اگر توجہ دلانے پر وہ قائل ہو جائے
جیسے کہ آیات صدر میں معترض کے قائل ہو جانے کا ذکر ہے تو اعتراض حقیقت
کے نظر سے اوجھل رہنے پر مبنی سمجھا جائے گا ، اور معترض کا شمار فرشتوں میں
ہوگا ۔ اگر حقیقت کو واضح کر دینے کے بعد وہ ہٹ دھرمی سے اپنے اعتراض
پر اڑا رہے تو اس کے اعتراض کا باعث ما انزل اللہ سے کراہیت ہے
ذٰلک بانہم کرہوا ما انزل اللہ (محمد ع ۱) کہ مخالفت کا سبب یہ
ہے کہ جو اللہ نے نازل کیا وہ انہیں ناپسند ہے ، کیوں ناپسند ہے ؟ اس
لیے کہ رسول انسان کی ہوا و ہوس پر خود پابندی عائد کرتا ہے اور اس کے
نفس کو لگام دینا چاہتا ہے ۔ ۲ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی
انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون ۔ (بقرہ ع ۱۱)
کہ ہر بار جب تمہارے پاس رسول وہ لایا جو تمہاری نفسانی خواہشات کے
خلاف تھا تو تم نے سرکشی کی ۔ اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل بھی کیا ۔

نئی روشنی کے لوگ ایک وجہ ختم رسالت کی یہ بیان کرتے ہیں ، کہ
نسل انسانی اب کافی علم اور تجربہ حاصل کر چکی ہے ، اب وہ اپنی ضروریات
کی آپ کفیل ہو سکتی ہے ، اب اسے بیرونی راہنمائی کی حاجت نہیں ،
جیسے بچے کو ایک وقت تک ماں کی طرف سے حفاظت و نگرانی کی ضرورت
ہوتی ہے ، اس کے بعد وہ ایسی حفاظت کا محتاج نہیں رہتا ۔

نسل انسانی کے علم و تجربہ سے مختلف فنون کے ماہروں کا علم و تجربہ ہی
مراد ہے ، جن میں پیغمبر جو فن انسانیت کا ماہر ہوتا ہے بطور جڑ کے
ہے اور باقی ماہرین بطور شاخوں کے ۔ پیغمبر کی تربیت انسان کی عام سکیم

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اسی طرح شامل ہے، جیسے طبیب حاذق یا انجینئر، فرق یہ ہے کہ وہ جڑ ہے اور یہ شاخیں، پیغمبر کے علم و تجربہ کو جس سے باقی تمام علوم و تجربات پھوٹتے ہیں برشنی سمجھنا اور شاخوں کو اندرونی بنیادی غلطی ہے، جس پر مذکورہ خیال مبنی ہے، اس بارہ میں مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے خاکسار کی کتاب "حقیقت عالم" کی طرف رجوع کریں۔

بروئے واقعات بھی ظاہر ہے، کہ انسانیت کے بغیر علوم و فنون کی ترقی بجائے نفع کے نقصان رساں ہے، چنانچہ اس زمانہ کی جنگوں سے جو سابقہ زمانہ کی جنگوں کی نسبت بہت زیادہ جان و مال کا نقصان ہو رہا ہے یہ انسانیت سے خالی علوم و فنون کی ترقیات کا ہی نتیجہ ہے، انسان نے جس قدر علمی ترقیات کر لی ہیں، اسی قدر ابھی اسے درس انسانیت سیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک طرف اگر انسان علم کے معراج کمال پر دکھائی دیتا ہے تو دوسری طرف وہ پورا دیوانہ معلوم ہوتا ہے، جو جوش دیوانگی سے اپنے آپ کو فنا کرنے کے درپے ہے، اس مرحلے پر یہ کہنا، کہ انسان کو اب انسانیت کا سبق سیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی، میرے عقل و فہم سے باہر ہے

یاد رہے کہ نئی روشنی کے لوگوں کا مذکورہ خیال مذہبی لوگوں کے عقیدہ ختم رسالت کا موئید نہیں بلکہ اس کا نقیض ہے۔ مذہبی لوگوں کے عقیدے کا منشا یہ ہے، کہ قرآن و حدیث کے احکام سے سر مو ادھر ادھر ہونا جائز نہیں، جب تک دنیا باقی ہے انسان ان احکام کا پابند ہے۔ بخلاف اس کے نئی روشنی کے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اب وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسی ترقی کر چکے ہیں کہ اب نہ انہیں پرانے احکام و شرائع کی ضرورت ہے نہ نئے کی وہ تمام حدود و قیود سے یکسر آزاد ہیں۔ مذہبی لوگ اگرچہ نادانستہ حضرت محمد صلعم کی تعلیم کے خلاف ختم رسالت کا عقیدہ اختیار کئے ہوئے ہیں ان کا عقیدہ آنحضرت صلعم سے عقیدت پر مبنی ہے۔ نئی روشنی کے لوگوں کا خیال بیشتر مذہبی لوگوں کے تفرقہ، آپس کی فضول بحثیں اور لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر مذاہب سے بیزاری کا نتیجہ ہے۔ اور بعض حالات میں اپنے کبر نفس کا،

آغاز کا انجام

کہتے ہیں جس چیز کا آغاز ہے، اس کا انجام بھی ہے چونکہ سلسلہ رسالت کا آغاز ہے، اس کا انجام بھی چاہیئے۔ ہم آگے فرض کر لیتے ہیں کہ انجام جو چاہیئے وہ ابھی پہنچا ہے۔

اگرچہ آغاز کی بحث ایک مشکل بحث ہے۔ اور اس کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، تاہم میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ سلسلہ رسالت کا آغاز ہے۔ بے شک جس چیز کا آغاز ہے، اس کا وسط بھی ہے اور انجام بھی پر آغاز آغاز ہے، وسط وسط ہے اور انجام انجام، اگر کوئی شخص وسط کو انجام قرار دے بیٹھے، تو اس کے ایسا کہہ دینے سے وسط انجام نہیں بن جاتا، انجام وہی ہے جو انجام ہے، خدا ابھی تک انسان کو خلق کر رہا ہے، خلق کرنا بند نہیں کیا، اور جب تک خلق ہے اسے ہدایت کی ضرورت ہے، خدا نے اس کی ہدایت کا ذمہ بھی لے لیا ہے، ان علینا للهدیٰ وان لنا للآخرة والاولیٰ (لیل) کہ پہلے اور آخری زمانہ دونوں میں ہدایت خلق ہمارے ذمہ ہے، سو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب تک خلق چلتی ہے، اس کی ہدایت کا سلسلہ بھی ساتھ چلے گا، جب خلق انجام کو پہنچ گی، وہی سلسلہ ہدایت کا انجام بھی ہوگا، اور اگر اتنا توقف منظور نہ ہو، تو کم از کم سلسلہ رسالت کی پہلی غرض تو پورا ہو لینے دیجئے۔ ہم دیکھ آئے ہیں کہ پیغمبروں کے سلسلہ کی پہلی غرض نسل انسانی سے باہمی عداوت اور تفرقہ کو دور کرنا اور اسے متحد کرنا ہے، عداوت اور تفرقہ کی بیماری ابھی زوروں پر ہے، اور انسان کی کشتی دریائے تفرقہ کی منجدھار میں غوطے کھا رہی ہے انسان کو اس گرداب ہلاکت میں اپنے حال پر چھوڑ دینا اس خدا کا کام تو نہیں ہو سکتا ہے جو رب العالمین بھی ہے اور قادر مطلق بھی، ہم جب ایک کام کو شروع کرتے ہیں تو جہاں تک ہمارے بس میں ہوتا ہے، جب تک وہ تکمیل نہ پہنچے، اسے چھوڑتے نہیں، ہاں! ہم چونکہ محدود ہیں اور ہمارے وسائل محدود ہیں، بعض وقت ہمیں کام ادھورا ہی چھوڑنا پڑتا ہے، خدا قدیر ہے اور اس کی طاقت غیر محدود ہے، پھر وہ قدرت رکھنے کے باوجود اپنے ارادہ کی تکمیل سے پہلے انسان کو گرداب ہلاکت میں چھوڑ کر سلسلہ رسالت کو کیسے بند کر سکتا ہے؟ اگر کرنا بھی ہے تو کم از کم انسان کو دریا کے اس پار لگا لے، پھر جو چاہے کرے۔ ہمارے دوستوں نے جلد بازی سے منجدھار کو ہی دریا کا دوسرا کنارہ سمجھ لیا ہے۔ اور یہ خیال نہیں کیا کہ خدا اگر انسان کی کشتی کو یہاں ہی چھوڑ دے تو اس کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واقعات اور نتائج

"مسلمانوں کے تنزل" اور "آمد رسول" کے عنوانوں کے نیچے ہم دیکھ آئے ہیں کہ بڑے قرآن رسول اللہ کا اپنا زمانہ و تبلیغی خیر و خوبی میں منفرد تھا۔ اس کے بعد کی دو صدیاں جنہیں "شفق" کہا گیا ہے، دوسرے درجہ پر ہیں۔ چوتھی صدی سے "فیج اعوج" یا زوال اسلام کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ جس کی میعاد ہزار سال ہے، اس کے خاتمہ پر مسلمانوں کے تفرقہ سے نہ اسلام باقی رہے گا نہ قرآن، اس وقت دو پیغمبروں (حضرت مہدیؑ اور حضرت مسیحؑ) کے ظہور سے قیامت قائم ہوگی۔ مسلمان بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چل کر پیغمبروں کو جھٹلائیں گے اور قتل کریں گے۔ اور یہودیوں پر عذاب آکر خلافت کو کھو بیٹھیں گے، نئی قوم جو مسلمانوں کی جانشین ہوگی فارس سے اٹھے گی۔ جالیہ بیت المقدس میں سدرۃ المنتہیٰ یا حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور ثانی پر جو قیامت کا علم ہیں اور جس کے ساتھ جنت ہے، حضرت جبرئیل نازل ہوں گے۔ اس زمانہ میں یاجوج ماجوج کھلیں گے اور علم حاضرہ کے ذریعہ قوموں اور ملکوں کے درمیان سے جغرافیائی رکاوٹیں اٹھ جائیں گی۔ اور مختلف اقوام خاص کر اہل یورپ کی جنگوں سے دنیا میں جہنم پیدا ہو جائے گی۔ مفسد عنصر اس میں بھسم ہو جائے گا۔ اور جو باقی رہیں گے اپنے تلخ تجربہ سے وحدت انسانی کا سبق سیکھیں گے۔ انقلاب عالمگیر ہوگا، جس سے نظام کہنہ جو بدی کا جہان تھا، فنا ہو کر نظام جدید یا نیکی کا جہان پیدا ہوگا، اس وقت کرہ ارض صالح بندوں کی وراثت میں آ کر اپنے رب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نور سے چمک اُٹھے گا،

جب ہم واقعات عالم پر نگاہ ڈالتے ہیں، تو سارا نقشہ جو قرآن نے تیرہ سو سال پہلے کھینچا تھا، آنکھوں کے سامنے پھرتا دکھائی دیتا ہے آج مسلمانوں کے دل اس ایمان سے جو صحابہ میں زندہ قوت کی طرح کام کرتا دکھائی دیتا ہے خالی ہیں، ایک حصہ علی الاعلان مذہب اسلام کو اپنی سیاسیات سے خارج کر دیتا ہے، اور قرآنی قانون کے بجائے دوسرے قوانین رائج کرتا ہے، دوسرے حصے میں جو پکے مسلمان کہلاتے ہیں ایسی خانہ جنگی ہے کہ جس کی نظیر ڈھونڈنے سے نہ ملے گی، ستر بہتر فرقے ہیں، ان میں کوئی معمولی اختلاف نہیں، کفر و اسلام کا فرق ہے، ہر فرقہ صرف اپنے آپ کو اسلام پر سمجھتا ہے اور باقی تمام فرقوں کو کافر مانتا ہے، ہر فرقہ جدا اپنی اکیلی رائے سے مسلمان ہے، مخالف فرقوں کی بہتر راؤں سے کافر ہے، ان حالات میں یہ معلوم کرنا محال ہو گیا ہے کہ قرآن کا منشا کیا ہے؟ اور اسلام جو آنحضرت صلعم نے سکھایا کیا تھا؟ قوم علمی، اخلاقی، اقتصادی، سیاسی ہر لحاظ سے سخت کمزور ہو چکی ہے۔ نجات کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی، اگر ایک جہاد بالسیف کو عین اسلام اور نسخہ نجات بتاتا ہے تو دوسرا اسے حرام اور سم قاتل خیال کرتا ہے، اس حالت میں اوّل تو غیروں کے لیے کوئی چیز موجب کشش نہیں رہی، اور اگر کوئی غیر مسلم صحیح معنوں میں مسلمان ہونا بھی چاہے تو متحیر رہ جاتا ہے کہ اسلام کو کہاں تلاش کرے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں میں خلافت اور مرکزیت باقی نہیں رہی، ساری دنیا میں نہ کوئی فرد ہے، نہ کوئی مجلس،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس پر مسلمان اعتماد کر سکیں، جسے اپنی امامت و قیادت سپرد کر سکیں، اور جسے اپنے اختلافات کے فیصلہ کا اہل سمجھیں اور اس کے فیصلہ کو مانیں، مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض دوست سادگی سے کہہ دیتے ہیں، کہ ہمارا قرآن ایک ہے، رسول ایک ہے، قبلہ ایک ہے، قرآن ایک تب ہوتا، جب مسلمانوں کو قرآن کے کسی ایک معنی پر اتفاق ہوتا، جب جتنے مسلمان ہیں، اتنی ہی تعبیریں، اور ہر تعبیر جو ایک فرقہ کے نزدیک عین قرآن ہے، بہتر فرقوں کے نزدیک کفر ہے، تو ہر فرقہ اور ہر شخص کا الگ الگ قرآن ہوا، ایک قرآن کیسے ہوا؟ اسی طرح ایک رسول تب ہوتا، جب ان کے درمیان کوئی مسلّمہ خلیفہ یا نائب رسول ہوتا، جس سے فیصلہ کرا سکتے، کہ رسول اللہ صلعم کی تعلیم کیا تھی، اور اس پر متفق ہو سکتے، جب یہ صورت نہیں، تو گو زبان سے نہ کہیں، حال سے ہر شخص خود رسول بن رہا ہے۔ قبلہ کے معنی ہیں، وہ چیز جسے نصب العین کے طور پر سامنے رکھا جائے، ایک قبلہ تب ہوتا، جب مسلمان متحد المقصد ہوتے اور اس مقصد کے لئے متحد العمل ہوتے، جب متحدہ مقصد ہی کوئی نہیں تو ایک قبلہ ہونے سے مفہوم یہ دوست کیا سمجھتے ہیں؟

قرآن شریف جب نازل ہوا، اس وقت عربوں میں کچھ کم خانہ جنگی نہ تھی، اس وقت قرآن نے ان پر وہ عمل کیا، جو مقناطیس لوہے کے ریزوں پر کرتا ہے۔ اس کی بے پناہ کشش سے سب اس سے چمٹ کر متحد ہو گئے، اگر ریزے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

جو اس سے چھٹ گئے تھے پھر منتشر ہو گئے، تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ یا ماحول بدل گیا ہے یا مقناطیس میں پہلی سی کشش باقی نہیں رہی، قرآن تو بے شک وہی الہٰی حالانکہ زمانہ بدل گئے ہیں۔

ا- مسوفقہ ہائے خالص اسلامی حکومت کی تشکیل ہو گئی تھی، جس میں غیر مسلموں کو کوئی دخل نہ تھا، نہ فوج میں، نہ مجلس شوریٰ میں اور نہ انتظامی امور میں۔ آج مختلف اقوام اور مذاہب کے ملے جلے اختلاط کی وجہ سے ایسی خالص اسلامی حکومت کی تشکیل ناممکن ہے سوائے اس کے کہ دنیا بھر کے مسلمان نقل مکان کر کے زمین کے ایک حصہ میں جا بسیں، اور باقی سب اقوام اس حصہ سے نکل کر دوسرے حصوں میں آ جائیں، اختلاط عام کے پیش نظر ایسی تقسیم خود محال ہے۔

فرض کیا کہ ایک ملک میں جہاں مسلمان بستے ہیں، خالص اسلامی حکومت قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے، کیا وہاں سب سے پہلے یہ سوال تو پیدا نہ ہوگا، کہ خالص مسلمان کون سا فرقہ ہے، جس کی حکومت خالص اسلامی حکومت کہلا سکے؟ ظاہر ہے کہ یہ سوال ضرور پیدا ہوگا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تمام فرقے خالص اسلام کی تعریف پر متفق نہ ہو سکیں گے، ہاں! جو طاقتور ہوگا وہ اپنی حکومت قائم کرے گا۔ چونکہ مسلمان مانتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، کیا اب حکمران فرقے کا یہ فرض نہ ہوگا، کہ باقی فرقوں کے خلاف جو اس کے نزدیک مرتد ہیں، قتل مرتد کا قانون نافذ کرے؟ اسی طرح کیا باقی فرقوں کا جن کے نزدیک حکمران فرقہ مرتد ہے فرض نہ ہوگا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کہ اس کی حکومت سے بغاوت کریں ؟ اس موقعہ پر پھر جو طاقتور ہوگا جیتے گا یا اس خانہ جنگی میں سب ختم ہو جائیں گے۔ اگر طاقتور جیتا، تو ظاہر ہے کہ یہ حکومت "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے اصول پر ہوگی، خالص اسلامی حکومت نہ ہوگی، اس بات کی کیا ضمانت ہوگی، کہ جو فرقہ اپنی مادی طاقت سے اقتدار پر آگیا ہے فی الواقعہ وہی اسلام سے برگشتہ نہیں ؟

بعض احباب کہیں گے کہ ہر شخص جو مسلمان کہلاتا ہے، اسے مسلمان مان لیا جائے، سوال یہ ہے کہ کیا سب فرقے یہ بات مان جائیں گے ؟ اور اگر بالفرض مان گئے تو اس صورت میں مسلمان صرف ایک کہلانے کی چیز رہ گئی، جس کے نیچے حقیقت کوئی نہیں، خدا کو مانے یا نہ مانے اصول اسلام کا موافق ہو یا مخالف، اسلام کی کوئی علامت پائی جائے یا نہ پائی جائے۔ چونکہ مسلمان کہلاتا ہے مسلمان ہے، یہی آنحضرت نے فرمایا تھا، کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا، اس کی حقیقت باقی نہ رہے گی۔ گویا پہلے تو مسلمان صرف اپنے حال سے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مصداق بن رہے تھے، پھر ریزولیوشن بھی پاس کر دیں گے کہ مسلمان صرف کہلانے کی چیز ہے اور اسلام فقط ایک لفظ ہے جس کے معنی کوئی نہیں۔ کیا اس ریزولیوشن کو پاس کرنے والوں کی حکومت آنحضرت صلعم کی حدیث مذکورہ کی روشنی میں خالص اسلامی حکومت ہوگی ؟ فرض کیا کہ مسلمان کہلانے والوں کی حکومت قائم ہو گئی، کیا یہ حکومت اپنے علاقہ میں جزیہ کی طرح کا امتیازی ٹیکس لگا سکے گی، جو صرف غیر مسلموں سے بوجہ ان کے غیر مسلم ہونے کے وصول طلب ہو ؟ ہرگز نہیں۔ اور

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کی طرف یہی صورت ہے کہ ساری دنیا مسلمانوں کی طاقت کے سامنے عاجز آ کر جزیہ گذاری اختیار کرے، کیونکہ جب تک باقی دنیا میں دم خم ہوگا؛ وہ ان لوگوں کی حمایت میں کھڑی ہو جائے گی، جن پر غیر مسلم ہونے کے باعث امتیازی ٹیکس لگایا جائے گا، مسلمان جن کے ہاں قرآنی قانون کے بجائے دوسرے قوانین رائج ہیں، نہ ان کی جنگ جہاد ہے اور نہ ان کا لگایا ہوا ٹیکس جزیہ، کیونکہ جہاد اس جنگ کا نام ہے، جو کہ محض قرآن کے دشمنوں یا باغیوں سے لڑی جائے، اور جزیہ وہ ٹیکس ہے؛ جو حکومت قرآن کو تسلیم کرنے والی غیر مسلم رعایا سے وصول کیا جائے جب کسی حکومت میں قرآنی قانون نافذ نہ ہو، وہاں جہاد اور جزیہ دونوں خارج از بحث ہیں،

الغرض قرون اولیٰ کی طرز کی خالص اسلامی حکومت جس میں دینی حدود اور احکام نافذ ہوں، حالات حاضرہ میں ناممکن ہے۔

(۱۴) آج کلوں کا زمانہ ہے، پہلے کلیں سٹیم سے چلتی تھیں، پھر بجلی سے چلنے لگیں، لیکن بجلی کمیاب تھی، اب جو ایٹم کی طاقت کو استعمال میں لانے کے طریقے نکل رہے ہیں، ان سے ایک سرمایہ دار ایسی کل لگا سکے گا، جس سے لاکھوں پیشہ وروں اور مزدوروں کو بیکار کر دے گا اب اگر اس سرمایہ دار سے چالیس فی صدی کے حساب سے زکوٰۃ وصول کر لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ ایک لاکھ گھرانے کی روٹی چھین لے تو اس سے اڑھائی ہزار گھرانوں کے لئے روٹی وصول کر لی جائے، سوال یہ ہے کہ باقی ساڑھے ستانوے ہزار گھرانے جو بیکار ہو کر نان شبینہ کے محتاج ہو گئے، انہیں کہاں سے کھلایا جائے؟ موجودہ حالات میں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں یا تو ایسے سرمایہ داروں کے کارخانہ کو ملکیت حکومت قرار دینا پڑے گا یا ان
پر ایسا ٹیکس لگانا پڑے گا، کہ ان کے اچھے خاصے گذارہ کے لئے چھوڑ
کر باقی ساری آمدنی وصول کر لی جائے، کیا ہم قرون اولیٰ کے ٹھیٹھ
اسلامی قانون کے مطابق ایسا کر سکتے ہیں؟

۳- میل ملاپ کے وسائل ڈاک خانے، ٹیلیفون، ریڈیو، ریلیں، بحری
اور ہوائی جہاز، وسیع علمی اور تحقیقاتی ادارے، دنیا بھر کی تجارت مشترکہ
سرمایہ اور بنکوں کے بغیر ناممکن ہے، اور بنک کسی نہ کسی شکل میں سود یا
منافع کے اصول کو تسلیم کئے بغیر نہیں چل سکتے۔ کیا قرون اولیٰ کے ٹھیٹھ
اسلامی قانون کی رو سے سود کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

۴- اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم دنیا سے غلامی کو مٹانا
چاہتے تھے، آپ نے غلاموں کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے بے حد
کوشش کی، اور انہیں آزاد کرانے کے لئے جس قدر ترغیب دینا ممکن تھی
دی، آپ کو اس میں کامیابی بھی بہت ہوئی اور بالآخر آپ کی کوششوں
کے نتیجہ میں ہی دنیا میں ایسے حالات رونما ہو گئے، کہ غلامی مٹ گئی،
لیکن وہ زمانہ ایسا تھا کہ اس میں غلامی کو مطلق حرام نہیں کیا جا سکتا تھا
جیسے کہ مثلاً شراب خوری کو مطلقاً حرام کر دیا گیا، اس واسطے قرآن شریف
میں جہاں غلاموں سے اچھا سلوک کرنے اور انہیں آزاد کرنے کی بے حد ترغیب
ہے، غلام رکھنے کی اجازت بھی موجود ہے، اس اجازت کی موجودگی
میں قانونی طور پر کسی شخص کو مجبور نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ اپنے غلاموں
کو آزاد کر دے، چنانچہ ابھی تک بعض اسلامی ممالک میں غلام پائے
جاتے ہیں، سوال یہ ہے، کہ غلامی کی اجازت جو حالات کی مجبوری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی وجہ سے دی گئی، اب جبکہ حالات بدل چکے ہیں، بحال رہنی چاہیئے یا واپس لے لینی چاہیئے۔ اور غلامی کو قانوناً ممنوع قرار دے دینا چاہیئے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ غلامی جسے خدا مٹانا چاہتا تھا، اس کے مٹ جانے کے بعد بھی کتاب اللہ میں اس کی اجازت بدستور بحال رہے؟ کیا عقلمند تسلیم کرے گا، کہ اب غلامی قانوناً بند ہونی چاہیئے، اگر آج مسلمان اپنے ریزولیوشن کے ذریعہ غلامی کو حرام اور قانوناً ممنوع قرار دے دیں، تو کیا ان کا یہ ریزولیوشن کتاب اللہ کے خلاف نہ ہوگا؟ کیا ایک مسلمان کو یہ کہنے کا حق نہ ہوگا، کہ جس چیز کی خدا اجازت دیتا ہے، تم اُسے مطلق حرام کرنے والے کون ہوتے ہو؟

۵- فرض کرو، ایک خاتون جو اپنی علمی اور اخلاقی قابلیتوں کے لئے شہرۂ آفاق ہے اور قانون ساز مجلس کی ممبر بھی ہے، ایک اسلامی عدالت کے سامنے بطور گواہ پیش ہوتی ہے، کیا قرون اولیٰ کے اسلامی قانون کی رو سے اسے پورا گواہ مانا جاسکے گا، یا بوجہ عورت ہونے کے اسے آدھا گواہ ہی تسلیم کیا جائے گا؟

ان چند مثالوں سے ظاہر ہے کہ قرون اولیٰ کی ٹھیٹ اسلامی زندگی کے لئے نہ حالات حاضرہ سازگار ہیں اور نہ مسلمانوں کا کسی ایک دستور العمل کے اسلامی دستور العمل ہونے پر اتفاق ہے۔ جسے فرمودۂ نبوی نہ اسلام باقی ہے نہ قرآن ॥

ایک طرف اگر اسلامی عالم کا تنزل چوتھی صدی اسلام سے شروع ہوکر تیرھویں صدی کے آخر میں مکمل ہوگیا، اور چودھویں صدی کے شروع میں برائے نام رہی سہی خلافت کا بھی خاتمہ ہوگیا، تو دوسری طرف تیرھویں صدی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے آخر میں ایران میں سید علی محمد باب دعوئے مہدویت سے کھڑے ہو گئے، آپ کے کھڑے ہوتے ہی شدید مخالفت بھڑک اٹھی، اور آپ کو قید کر لیا گیا، شیعہ مجتہدوں کے فتووں سے پندرہ بیس ہزار مرد، عورتیں، بچے طرح طرح کے عذابوں سے اس بے رحمی سے قتل کیے گئے، کہ اس کے تصور سے دل بیٹھنے لگتا ہے، پاؤں سے چمڑا اتار کر اور پاؤں کو ابلتے ہوئے تیل میں داغ دے کر پھر انہیں چلنے کا حکم دیا جاتا، درختوں سے باندھ کر مٹی کا تیل اوپر ڈال کر زندہ جلایا جاتا، جسم میں سوراخ کر کے ان میں موم بتیاں ڈال کر اور جلا کر بازار کو چراغاں کیا جاتا، بڑے بڑے معززین کے ناک میں نکیل ڈال کر بازاروں میں پھرایا جاتا ہے، پھر پاؤں سے رسہ باندھ کر بازار میں گھسیٹا جاتا ہے، اور آخر ٹکڑا ٹکڑا کر کے بانٹا جاتا، عورتوں کے پستان کاٹ دیئے جاتے، معصوم بچوں کو ہوا میں اچھال کر نیچے تلوار رکھ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا، پروفیسر براؤن صاحب نے آسٹریا کے ایک افسر کی جو شاہ ایران کی فوج میں ملازم تھے، ایک چٹھی نقل کی ہے، جو انہوں نے اپنے لوگوں کو لکھی، افسر مذکور لکھتے ہیں کہ سید باب کے پیروؤں پر ایسے مظالم توڑے جاتے ہیں کہ میں ان کا نظارہ برداشت نہیں کر سکتا، اس واسطے میں نے ملازمت سے استعفےٰ دے دیا ہے۔ سید باب میں اس قدر جذب تھا کہ باوجود ایسے شدید مظالم کے پروفیسر براؤن لکھتے ہیں کہ اگر ایک بابی کو قتل کیا جاتا تو سو اٹھ کھڑے ہوتے کہ ہم بھی بابی ہیں، شاہ نے اپنے ایک درباری عالم کو جس پر اسے اعتماد تھا، بھیجا کہ سید باب کے حالات دریافت کر کے مجھے آگاہ کرو۔ عالم مذکور جونہی سید باب کے حضور پہنچے، انہیں کے ہو رہے، اور شاہ کو لکھ دیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ میں تو سید باب پر ایمان لے آیا ہوں، مجھے واپس دربار میں آنے کی حاجت نہیں، آخر جیسے کہ قرآن شریف میں لکھا تھا کہ مسلمان بنی اسرائیل کے قدم بقدم چل کر رسولوں کو جھٹلائیں گے اور قتل کریں گے سید باب کو شہید کیا گیا۔

سید باب فرماتے تھے کہ آپ کا کام قرآن شریف کی متشابہ آیات کو بیان کرنا، اور من یظہرہ اللہ کی بشارت دینا اور آپ کے لئے زمین تیار کرنا ہے۔ چنانچہ آیۂ کریمہ اِنَّ علینا جمعہ وقرآنہ .... ثم ان علینا بیانہ کی پیش گوئی کے مطابق آپ کی کتاب کا نام "بیان" ہے، جو من یظہرہ اللہ کی انتہائی تعریف و توصیف اور ان کے عشق سے پُر ہے، آپ کی شہادت کے بعد جلد ہی جناب بہاء اللہ جو ایران کے قصبہ نور کے باشندہ تھے اور بہت بڑے جاگیردار تھے۔ من یظہرہ اللہ کے دعوے سے کھڑے ہوئے، آپ کو سید باب کی شہادت کے دوسرے سال ہی جلا وطن کر کے عراق عرب میں بھیج دیا گیا، وہاں سے آپ کو قسطنطنیہ طلب کیا گیا، اور پھر اڈریانوپل بھیج دیا گیا، ۱۸۶۸ء میں آپ کو عکہ میں جو حوالیٔ بیت المقدس میں ہے نظر بند کیا گیا، جہاں آپ نے ۱۸۹۲ء میں صعود فرمایا۔ یوں آپ حوالیٔ بیت المقدس میں جہاں بموجب پیشگوئی قرآن شریف صحف سابقہ حضرت مسیح کا ظہور اور قیام قیامت مقدر تھا پہنچا دیئے گئے، آپ کی مدت دعوے چالیس سال رہی، آپ اپنے آپ کو موعود کل ادیان بتاتے تھے، آپ کا مشن آپ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے، "کچھ شک نہیں کہ یہ بندہ دنیا کو نئے سرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے زندہ کرنے اور زمین کی تمام آبادیوں کو متحد کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اللہ نے جو ارادہ کیا ہے، پورا ہو کر رہے گا اور تو کرہ ارض کو نور سے چمکتی ہوئی جنت پائے گا، آپ کی تعلیمات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱)۔ ہر شخص کو کورانہ تقلید سے آزاد ہو کر سچائی کی تلاش و تحقیق خود کرنا چاہیئے۔ (۲) سچائی ایک ہے، اس لئے سب علوم بنیادی طور پر ایک ہیں، (۳) تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم ایک ہے۔ اختلافات فروعی ہیں، پس تمام مذہب سچے ہیں (۴) دین اور علم (سائنس) ایک ہی حقیقت کی تلاش میں ہیں، ان میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں، حقیقت تک پہنچنے کے صرف راستے جداگانہ ہیں۔ (۵) دین اور سیاست کی حدود معین ہونا چاہئیں۔ تاکہ ایک دوسرے میں دخل دے کر متصادم ہونے کی بجائے ہم آہنگ ہو سکیں۔ (۶) دین کو دوستانہ تعلقات کا موجب ہونا چاہیئے۔ نہ کہ بیگانگی کا، جس دین سے بیگانگی اور کشیدگی پیدا ہو، اس سے بے دینی بہتر ہے، (۷) مذہبی نفرتوں اور مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ ہونا چاہیئے، (۸) سماجی، تمدنی، قومی، نسلی اور دوسرے تعصبات تہذیب کی بنیادوں کو ہلا رہے ہیں۔ انہیں تمام حلقوں سے مٹانے کی انتہائی کوشش کرنا چاہیئے۔ (۹) نسل انسانی ایک کنبہ ہے، دراصل نہ کوئی ان میں اعلےٰ ہے نہ ادنیٰ، (۱۰) قانونی، سماجی، اقتصادی اور تمام دیگر حقوق مساوی ہونا چاہئیں۔ ہر فرد کے لئے اونچے سے اونچے مقام تک پہنچنا ممکن ہونا چاہیئے (۱۱) عورتوں کے حقوق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مردوں کے برابر ہونا چاہئیں اور دونوں کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہونے چاہئیں ۔ (۱۲) اقتصادیات، قانون وراثت، اور محاصل کی نئے سرے سے تشخیص و تدوین ہونا چاہئے ۔ (۱۳) تہذیب و تمدن میں مادی طاقت کے استعمال کے بغیر سدھار ہونا چاہئے ۔ اور صلح اکبر قائم ہونا چاہئے (۱۴) دنیا بھر کا نظام حکومت ایک مرکزی طاقت کے ہاتھ میں ہونا چاہئے ۔ قومی فوجوں اور اسلحہ کا خاتمہ ہونا چاہئے بین الاقوامی جھگڑوں کے فیصلے بین الاقوامی نمائندوں اور ثالثوں کے ذریعہ ہونا چاہئیں ۔ ان فیصلوں کی تعمیل کرانا دنیا بھر کی جمعیت انصاف و آزادی کی زیر نگرانی دنیا کی مشترکہ پولیس کے ذمہ ہونا چاہئے ۔ اور اس طرح سچائی کی حکومت قائم ہونا چاہئے (۱۵) لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم جبریہ اور ابتدائی تعلیم مفت ہونا چاہئے (۱۶) دنیا بھر کے لئے ایک مشترکہ زبان اور ایک مشترکہ رسم الخط اختیار کرنا چاہئے ۔ (۱۷) خدا کو منزہ عن الکل ماننا چاہئے ۔ (۱۸) عالم کی راہنمائی اور ترقی کے لئے پیغمبروں کا آتے رہنا ضروری ہے ۔ (۱۹) خدا کو ایک ماننے میں تمام پیغمبروں کو، تمام مذاہب کو، تمام الہامی کتابوں کو، تمام نسل انسانی کو، مذاہب، علوم و فنون اور فلسفہ کو، امیر اور غریب کو، عالم اور جاہل کو، مردوں اور عورتوں کو، سفید و سیاہ اور زرد و سرخ سب انسانوں کو، ناقابل تقسیم طور پر ایک ماننا شامل ہے،

بہائی تعلیمات کی روح یہ ہے :- **دین کی حقیقت محبت ہے**

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور امن و آشتی اس کی ناگزیر شرط، اعمال کا درجہ عقیدہ اور نماز سے بڑھ کر ہے، خدمتِ خلق معراجِ کمال ہے، اخلاص وانکسار اس کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں، اخلاص کی پرکھ اعمال ہیں،

جناب بہاء اللہ نے تمام روئے زمین کے بادشاہوں اور مذہبی اداروں کے رئیسوں کو اس پروگرام کی طرف بلایا، اور اتمامِ حجت کے بعد فرمایا کہ خدا نے نسلِ انسانی کے دو طبقوں سے اقتدار چھین لیا ہے، ایک طبقہ بادشاہوں کا ہے اور دوسرا مذہبی پیشواؤں اور راہنماؤں کا، بادشاہوں کو خدا نے اقتدار اس لئے عطا کیا تھا کہ وہ اس کی مخلوق کی عدل وانصاف کے ساتھ حفاظت کریں اور مذہبی پیشواؤں کا اقتدار اس وجہ سے تھا، کہ وہ لوگوں کو خدا کی راہ دکھانے والے تھے۔ چونکہ ان دونوں گروہوں نے اپنے اختیارات کا سخت غلط استعمال کیا ہے، خدا نے ان کا اقتدار چھین لیا ہے، سلطان عبدالعزیز بادشاہ ترکی کو جو خلیفۃ المسلمین بھی تھا، دل ہلا دینے والی الواح لکھیں، اور اس کا انجام بھی پہلے سے بتا دیا۔ جو آپ کی زندگی میں ہی واقع ہو گیا۔ اسی طرح آپ نے جرمنی کی دو بار شکست فاش کی پیشگوئی اس وقت کی، جب قیصر اپنے جاہ و جلال میں مست تھا *

حضرت بہاء اللہ قید و بند کی مصیبتوں کے باوجود چالیس سال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تک تعلیم و تبلیغ کا کام کرتے رہے، اور ایران اور ترکی کے دو بادشاہوں اور ان کی شیعہ سنّی تمام رعایا کے مقابلہ میں تن تنہا اپنی تعلیم کو قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بہائیوں کے ولی امر کے بیان کے مطابق اس وقت دنیا کے ۸۷ ملکوں میں بہائی پائے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ابھی تک بہائیوں کی تعداد بہت کم ہے، لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دنیا حالات زمانہ سے مجبور ہو کر جناب بہاء اللہ کے پروگرام کی طرف نہایت تیزی سے آ رہی ہے، اور ہر عقلمند کو دکھائی دے رہا ہے کہ اس وقت یا تو مختلف قوموں وطنوں اور مذہبوں میں سمجھوتہ ہو کر سب متحد ہو جائیں یا نسل انسانی کی خیر نہیں،

چونکہ اس کتاب کا اصل موضوع قرآن شریف سے عقیدہ ختم رسالت پر روشنی ڈالنا ہے اور جناب بہاء اللہ کا ذکر ضمنی طور پر اس تقریب سے آ گیا ہے، کہ قرآن شریف کے بیانات کیونکر واقعات عالم میں پورے ہوتے دکھائی دے رہے ہیں، میں یہاں امر بہائی کی تفصیلات میں نہیں جا سکتا، صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ :-

(۱) اس کتاب میں جو قرآن شریف کی تعبیر کی گئی ہے یہی بہائیت ہے، گویا قرآن شریف کی جہاں بیسیوں تعبیریں انسان کر رہا ہے، ایک تعبیر خدا نے کی ہے جو بوجہ خدائی تعبیر ہونے کے مستند اور قول فیصل ہے۔ چونکہ یہ قرآن کی تعبیر ہے، اس کا انکار قرآن کا انکار ہے، چونکہ یہ خدا کی ہوئی تعبیر ہے، اس کا انکار خدا کے تازہ حکم کا بھی انکار ہے۔ بہائیت کوئی نیا دین نہیں،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بلکہ پرانے ادیان کی جو حقیقت میں سب ایک ہیں، حسب حال زمانہ نئی تعبیر ہے۔ جس کا مدعا ان کو زندہ کرنا ہے نہ کہ منسوخ کرنا، خاکسار مؤلف یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ کوئی شخص اس تعبیر کا انکار کرکے کیونکر قرآن شریف اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی سابقہ الہامی کتاب یا پیغمبر یا اوتار سے وفاداری کا دعوےٰ کرسکتا ہے،

(۲) حالات حاضرہ میں جناب بہاء اللہ کا پروگرام ایسا ہے کہ اس سے دنیا دمِ نقد بہشت بن سکتی ہے، اور اس کے بغیر نسلِ انسانی کی بقا محال ہے، اپنی بقا کے لئے دنیا کو چار و ناچار اسے قبول کرنا ہے۔ آج نہیں تو کل، زبان سے نہیں تو عمل سے۔

(۳) علمی اور عقلی معیار سے آپ کی تعلیم اتنی بلند پایہ صداقتوں پر مشتمل ہے کہ ان سے اوپر عقل پرواز نہیں کرسکتی۔

(۴) آپ کے نزدیک عملی توحید تو جیسے کہ ناظرین کرام دیکھ چکے ہیں یہ ہے کہ ساری نسلِ انسانی ایک ہو کر اپنے ایکے کی زبانِ حال سے خدا کے ایک ہونے کی گواہی دے، علمی لحاظ سے خاکسار کی تحقیقات میں آپ کی بیان کردہ توحید اتنی بلند ہے کہ وہ معترضین کی علمی دسترس سے باہر ہے، گویا سورج اپنی تیز روشنی کے باعث دکھائی نہیں دے رہا۔

اصل چیز تعلیم ہے، کیا ایسی تعلیم جس میں انسان کا اپنا بھلا ہو، اس کے اہل و عیال کا بھلا ہو، اس کے شہر اور وطن کا بھلا ہو، کل عالم کا بھلا ہو، جھوٹی ہوسکتی ہے؟ اگر یہ جھوٹ ہے تو سچائی کس کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتے ہیں ؟

خدا انسان کو دکھ درد سے نجات دینا چاہتا ہے، اور انسان نادانی سے اس کے ارادہ کی مخالفت کر کے اپنے پاؤں آپ کلہاڑی مارتا ہے ہر پیغمبر کے ظہور پر انسان کوئی نہ کوئی مخالفت کی راہ جو اصل میں اس کے اپنے نقصان کی راہ ہوتی ہے، نکال لیتا ہے، جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم پر کوئی اعتراض نہ ہو سکا تو اپنی جان پر ظلم کرنے والوں نے آپ کی دفاعی جنگوں اور پُرحکمت تعدد ازدواج کو نشانہ اعتراض بنا لیا، اسی طرح جب جناب بہاء اللہ کی تعلیم پر اعتراض نہ ہو سکا تو معترضین نے دعوئے الوہیت آپ کی طرف منسوب کر دیا اور اتنا بھی نہ سوچا کہ اس سے پہلے یہودیوں نے جب حضرت مسیح ع کو خدائی کے دعوے کا الزام دے کر رد کیا تو ان کا انجام کیا ہوا۔ حضرت مسیح کی طرف دعوئے الوہیت منسوب کرنے کی وجہ یہودیوں نے ہاتھ میں یہی لی، کہ آپ نے کہا "میں خدا کا بیٹا ہوں" ایسے فقروں سے خدائی کا دعوے نکالنے کے بارہ میں سورہ آل عمران ع ۱ میں ہے:

فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله و ما یعلم تاویله الا اللہ و الراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا۔ کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ فتنہ بپا کرنے کے لئے متشابہ الفاظ کو لے بیٹھتے ہیں، حالانکہ صحیح طریق یہ ہے کہ سارے کلام پر یکجائی نظر ڈال کر اور متشابہ کو محکم کے ماتحت کر کے نتیجہ اخذ کیا جائے۔ (دیکھو بیان القرآن) آگے مسلمانوں کو دعا سکھائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے، ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا (کہ اے رب ہمیں ایسی کجی سے بچانا، مسلمانوں کو یہ دعا سکھانے سے مقصود یہ تھا، کہ حضرت مسیح کے ظہور ثانی پر آپ کی طرف دعوئے الوہیت منسوب کرنے کی اس غلطی سے جو یہود ی پہلے کر چکے ہوشیار رہیں، لیکن آنحضرت صلعم نے جو فرمایا تھا، کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے، یہاں تک کہ جو کچھ انہوں نے کیا یہ بھی کر کے رہیں گے۔ وہ پورا ہوا، چنانچہ مسلمانوں نے حضرت باب کو قتل بھی کیا اور حضرت بہاءاللہ کو دعوئے الوہیت کا الزام دے سر رد بھی کیا۔ ہم تسلیم کرتا ہوں کہ جناب بہاءاللہ کے کلام میں ایسے الفاظ ہیں، جن کو قرآن کی اصطلاح میں متشابہ کہنا چاہئے لیکن جہاں وہ الفاظ ہیں، وہاں ان کے بالمقابل دعوئے الوہیت سے صریح انکار اور ایسے بیانات بھی تو ہیں جو متشابہ الفاظ کی تشریح کر دیتے ہیں، اور طالب حق کے لئے سارے معاملہ کو اظہر من الشمس کر دیتے ہیں:۔ مثلاً

(۱) توحید:۔ حمد مقدس از عرفان ممکنات و منزہ از ادراک مدرکات ملیک عز بے مثالی را سزا است، کہ لم یزل مقدس از ذکر دون خود بودہ ولایزال متعالی از وصف ماسوا خواہد بود، احدے بسموات ذکرش کما ھو ینبغی ارتقا نہ جستہ ونفسی بمعارج وصفش علی ما ھو علیہ عروج نہ

تعریف اس خدا کو سزاوار ہے، جو ممکنات کی شناخت سے پاک اور سمجھنے والوں کی سمجھ سے منزہ ہے جس کی عزت بے مثل ہے جو ہمیشہ اپنے غیر کے ذکر سے مقدس رہا ہے اور ہمیشہ اپنے سوا سب کے وصف سے بالاتر رہے گا اس کے ذکر کے آسمانوں پر جیسا کہ چاہئے کوئی نہیں چڑھ سکا، نہ کوئی شخص جیسا کہ لائق وصف الہیٰ ہے اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نمودہ .... اگر جمیع صاحبان
عقول و افئدہ ارادۂ معرفت
پست ترین خلق او را ہما ہو
علیہ نمایند جمیع خود را قاصر و
عاجز مشاہدہ نمایند، تا چہ رسد
بمعرفت آن آفتاب عز حقیقت و
آن ذات غیب لا یدرک ......
صد ہزار موسیٰ در طور طلب
بندائے لن ترانی منصعق، و
صد ہزار روح القدس در سمائے
قرب از اصغائے کلمۂ لن تعرفنی
مضطرب ۔ لم یزل بہ علو تقدیس
و تنزیہ در مکمن ذات مقدس خود
بودہ و لا یزال بسمو تمنع و ترفیع
در مخزن کینونت خود خواہد بود ۔
متصاعدان سمائے قرب عرفانش جز
بمنزل حیرت نہ رسیدہ اند، و
قاصدان حرم قرب و وصالش جز
بوادی عجز و حسرت قدم نہ گذاردہ
اند، چہ قدر متحیر است این ذرہ
لاشیٔ، از تعمق در غمرات لجۂ

کی بلندیوں پر پہنچ سکتا ۔ ....
اگر تمام اہل عقل اور اہل دل اس کی ادنیٰ
ترین مخلوق کی معرفت حاصل کرنا چاہیں تو
سب اپنے آپ کو عاجز و قاصر دیکھیں گے
تو پھر اس آفتاب عز حقیقت اور
ذات غیب لا یدرک کی معرفت کیونکر
ممکن ہے ....
لاکھوں موسیٰ طور طلب میں لن ترانی
(تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) کی آواز سے
بے ہوش ہیں اور لاکھوں روح القدس
آسمان قرب میں کلمہ لن تعرفنی (تم
مجھے نہیں پہچان سکتے) سن کر مضطرب
ہیں، وہ ہمیشہ سے اپنی تقدیس و
تنزیہ کی بلندی کے ساتھ اپنی مقدس
ذات میں پوشیدہ رہا ہے، اور
ہمیشہ اپنی بزرگی اور رفعت کی برتری
کے ساتھ اپنی ہستی کے خزانہ میں
پنہاں رہے گا ۔ آسمان عرفان
پر چڑھنے والے حیرت کی منزل سے
آگے نہیں پہنچ سکے، اور حرم قرب و
وصال کے قاصد میدان عجز و

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قدسِ عرفانِ تو در چه مقدار عاجز
است از تفکر در قدرتِ مستودعه
در ظهوراتِ صنعِ تو ، . . . .
مع ظہورِ این فضلِ اعظم و عنایتِ
اتم اقوم شہادت میدہم کہ ساحتِ
جلالِ قدست از عرفانِ غیر مقدس
بودہ و بساطِ اجلالِ انست از
ادراکِ ما سوا منزہ خواہد بود ،

۲ - ضرورتِ رسالت :- و چون ابوابِ
عرفان و وصول بآن ذاتِ قدیم
مسدود و ممنوع شد ، محض جود و
فضل در ہر عہد و عصر آفتاب
عنایتِ خود را از مشرقِ جود و
کرم بر ہمہ اشیا مشرق فرمودہ
و آن جمالِ عز احدیہ را از ما بین
بریہ خود منتخب نمود ، و بخلعتِ
تخصیص مخصوص فرمود ، لاجلِ رسالت
تا ہدایت فرماید ، تمام موجودات

وحدت سے باہر قدم نہ رکھ سکے اے
ذرہ ناچیز (بہاء اللہ) تیرے مقدس
عرفان کی موج کے چکروں میں سوچنے
کس قدر متحیر ہے ، اور تیری صنعت کے
ظہوروں میں رکھی ہوئی قدرت پر غور کرنے سے
کس قدر عاجز ہے ، . . . . . . باوجود اس بڑے
فضل کے اور پوری اور زبردست عنایت کے ظہور کے میں
گواہی دیتا ہوں کہ تیری مقدس بارگاہ جلال
تیرے غیر کے عرفان سے مقدس رہی ہے اور
تیرے پرتو انس کی محفل ادراک ما سوا سے منزہ
رہے گی +

اور چونکہ اس ذاتِ قدیم کے
عرفان اور باریابی کے دروازے
مسدود و ممنوع ہیں ، اس لئے
محض فضل و بخشش کی رو سے ہر عہد و
عصر میں اپنی عنایت کا آفتاب
جود و کرم کے مشرق سے تمام
چیزوں پر روشن فرمایا ، اور
اس جمالِ احدیت کو مخلوق میں
سے منتخب کرکے خلعتِ تخصیص سے
اپنی رسالت کے لئے مخصوص فرمایا ، تاکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

را بسلسال کوثر بے زوالی و تسنیم قدس
بے مثالی تا جمیع ذرات اشیا و از
کدورات غفلت و ہوا پاک و مقدس
شدہ بجبروت عز لقا کہ مقام قدس
بقاست درآیند، اوست مرآت الٰہیہ
و طراز از قدمیہ و جلوۂ غیبیہ و کلمۂ تامہ
و تمام ظہور و بطون سلطان احدیہ،
و جمیع خلق شدہ را باطاعت او کہ عین
اطاعۃ اللہ است مامور فرمودہ....
.... و این کینونات
مشرقہ از صبح احدیہ را بحجتی ظاہر فرمودہ
کہ دون آن کینونات مشرقہ مرسلہ از
انسان بمثل آن عاجز و قاصر بودہ اند

تمام مخلوقات کو سلسال کوثر بے زوالی اور
تسنیم قدس بے مثالی کی راہ دکھلائے اور
تمام چیزیں غفلت اور نفسانی خواہش
کی کدورتوں سے پاک ہو کر جبروت عز و لقا
میں جو قدس بقا کا مقام ہے، داخل ہوں،
وہی سب سے پہلا آئینہ اور سب سے
پہلا لباس اور جلوۂ غیب اور کلمۂ تامہ الٰہیہ (اور)
احدیت کا کامل ظہور و بطون ہے، اور تمام
مخلوق کو اسی کی اطاعت کا جو عین اطاعت
اللہ ہے حکم دیا جاتا ہے..........
اور صبح احدیت سے یہ درخشاں ہستیاں
ایسی زبردست حجت کے ساتھ ظاہر ہوتی
ہیں، کہ ان مرسل اور چمکنے والی ہستیوں کے
سوا تمام دنیا ان کی سی حجت پیش کرنے سے
عاجز اور قاصر ہے۔

بہاء اللہ کا دعویٰ سابقہ رسولوں کی مثل ہے

قل الغیر ھوت علی

الذی جاء کم ببینات اللہ و
برھانہ و حجتہ و آیاتہ
ان ھی من تلقاء نفسہ

کہہ کہ کیا تم لوگ اس پر اعتراض
کرتے ہو جو کھلے کھلے نشان اور براہین،
حجت اور آیات الٰہی لے کر آیا ہے،
یہ باتیں اس کے نفس کی جانب سے
نہیں ہیں، بلکہ اس خدا کی طرف سے
ہیں، جس نے اس کو مبعوث کیا، سچائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بل من لدن من بعثه و
ارسله بالحق وجعله سراجا
للعالمین، قد اشتد علینا
الامر فی کل یوم بل فی کل ساعة
الی ان اخرجونا من السجن
وادخلونا فی السجن الاعظم
بظلم مبین، واذا قیل لهم بای
جرم حبسوا قالوا انهم ارادوا
ان یجددوا الدین، لو کان
القدیم هو المختار عندکم
لم ترکتم ما شرع فی التوراة
والانجیل - بینوا یا قوم،
لعمری لیس لکم الیوم من
محیص، ان کان هذا جرمی
قد سبقنی فی ذلک محمد رسول
الله ومن قبله الروح، ومن
قبله الکلیم، وان کان ذنبی
اعلاء کلمة الله واظهار امره
فانا اول المذنبین، لا
ابدل هذا الذنب بملکوت
ملک السموات والارضین،
(لوح نپولیون ثالث)

کے ساتھ بھیجا، اور تمام جہانوں کے لئے
چراغ روشن بنایا، کہہ دے ہم پر معاملہ
ہر روز بلکہ ہر گھڑی سخت ہوتا گیا، یہاں
تک کہ ہمیں پہلے قیدخانے سے نکال کر
بڑے قید خانے میں صریح ظلم کے ساتھ
ڈال دیا، جب ان سے پوچھا جاتا ہے
کہ ان لوگوں کو کیوں قید کیا گیا، جواب
دیتے ہیں کہ یہ لوگ دین کو نیا کرنا
چاہتے ہیں، اگر پرانا تمہارے نزدیک
پسندیدہ ہے تو تم نے توراۃ اور انجیل کو
کیوں چھوڑا، صاف صاف بیان کرو،
میری زندگی کی قسم آج تمہارے کوئی
جائے پناہ نہیں، اگر یہی تجدید دین
میرا جرم ہے تو اس میں حضرت محمدؐ
رسول اللہ نے مجھ سے سبقت کی ہے،
اور ان سے پہلے روح اللہ اور ان سے
پہلے کلیم اللہ تھے، اور اگر اعلائے کلمۃ اللہ
اور اظہار امر الہی میرا گناہ ہے، تو میں
سب سے پہلا گنہگار ہوں۔ میں اس
گناہ کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت
سے بھی نہیں بدل سکتا،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لم ادر یا الهی ای جرم یثبتونه
علیٰ نفسی ....
او یقولون لم ینطق بالآیات
لست انا منزلها بل انت نزلت
وتنزل کیف تشاء کما نزلتها
من قبلی علیٰ سفرائک واصفیائک
وانت تعلم یا الهی لو کان
الامر بیدی ما اظهرت نفسی
وما تکلمت بینهم لکلمة کلما
اردت ان استر نفسی من
ذئاب الارض انت اظهرتنی
بقدرتک وسلطانک ....
غلبت ارادتک ارادتی ومشیتک
مشیتی الیٰ ان اقمتنی مقام
نفسک وانطقتنی باعلی الندا
بین خلقک ولا اجد لنفسی
حرکة الا بارياح مشیتک
ولا سکونا الا بعد امرک
.... انک یا الهی
ما جعلت الاسماء الا قمیصا
لاصفیائک فلما بدل القمیص

اے اللہ! میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھ
پر کیا جرم ثابت کرتے ہیں ....
اگر کہتے ہیں کہ یہ آیات کیوں سناتا ہے
تو میں تو آیات کا نازل کرنے والا نہیں
ہوں بلکہ انہیں تو نے نازل کیا، اور جیسے
تو نے چاہا وہ نازل ہوئیں، جیسے کہ تو مجھ
سے پہلے اپنے پیغمبروں اور برگزیدوں پر نازل
کرتا رہا، اور اے اللہ! تو جانتا ہے کہ
اگر میرے بس کی بات ہوتی تو میں اپنے آپ
کو ظاہر نہ کرتا، اور ایک کلمہ بھی نہ بولتا
ہر بار جب میں نے چاہا، کہ اپنے آپ کو
زمین کی بھیڑیوں سے چھپاؤں تو تو نے
مجھے اپنی قدرت اور طاقت کے ساتھ ظاہر
کیا ...... تیرا ارادہ میرے ارادے پر
اور تیری مرضی میری مرضی پر غالب آ گئی۔ یہاں تک
کہ تو نے مجھے اپنا قائمقام بنا کر کھڑا کر دیا
اور اپنی مخلوق کے درمیان بلند آواز سے گویا
کیا، اور میں اپنے لئے نہ کوئی حرکت پاتا ہوں
مگر تیری مشیت کی ہواؤں سے اور نہ سکون مگر تیرے
امر سے .... اے اللہ تو نے ناموں کو اپنے برگزیدوں
کا لباس بنایا ہے پس جب ایک لباس دوسرے نام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باسم آخر فزع من فی السموات
والارض الا من کان طرفه
الی الافق الاعلیٰ ٥
وما الذ عبودیتی
لہ - عبودیت لنفسک، وقد
بلغت فیها الی مقام کلما اشاهد
ارضا احب ان اکب لوجهی
علیها خاضعا لوجهک وساجدا
لنفسک فوعزتک لولم اکن
ناظرا الی قضائک المحتوم
ما اظهرت نفسی الا بالعبودیة
الصرفة .... ان
الذین تجاوزوا عن عبودیتک
اولئک ما وجدوا لذتها
اسالک یا مالک ممالک
البقاء بان توفقنی واحبتی
علی خدمتک والعبودیة
فی کل شأن لنفسک

(ادعیہ محبوب)

نہ - نہ اقرار ہے نہ دعوی الوہیت	اسمع ما قالہ الظالمون فی ایامی

دنیا س) سے بار لاجاتا ہے تو زمین اور آسمان
کی مخلوق گھبرا اٹھتی ہے سوائے اس کے جس کی
نظر افق اعلیٰ کی طرف لگی ہوتی ہے۔
اے اللہ تیری بندگی میرے لئے کس قدر
لذیذ ہے ! اور میں تیری بندگی کے
اس مقام پر پہنچا ہوں، کہ ہر بار جب
میں زمین کو دیکھتا ہوں، تو چاہتا ہوں
کہ اس پر تیرے حضور عاجزی کرتا ہوا
منہ کے بل سجدہ میں گر جاؤں، تیری عزت
کی قسم اگر تیری نہ بدلنے والی قضا پر میری
نظر نہ ہوتی تو میں عبودیت محضہ کے
سوا کسی چیز کا اظہار نہ کرتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
وہ لوگ جو تیری بندگی اختیار نہیں
کرتے ، انہوں نے تیری بندگی کی لذت
کو چکھا ہی نہیں ، اے مالک بقا کے
مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ، کہ
مجھے اور میرے احباب کو ہر حال میں اپنی
بندگی اور اپنے امر کی خدمت کی توفیق عطا
فرما۔
سن ! کہ ظالم میرے زمانے میں
کیا کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں ، کہ
میں نے خدا پر اقرار کیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بعضهم قال إنه افترى على الله
ومنهم من قال انه ادعى
الربوبية ۰ (تجلیات)
قل ویل لکم بما یخرج من
افواهکم ان کانت الآیات
مفتریات فبای حجة امنتم
بالله، فأتوبها ان کنتم
تفقهون ۰ کلما نزلنا علیهم
آیات بینات کفروا بها،
واذا رأوها عجز عن الاتیان
بمثله کل الوری قالوا هذا
سحر ۰ (سورة الهیکل)

اور بعض کہتے ہیں، کہ میں نے
رب ہونے کا دعویٰ
کیا ہے۔
کہدے جو تمہارے منہ سے نکلتا ہے
اس کی وجہ سے تم پر افسوس، اگر آیات
جھوٹ موٹ بنائی جا سکتی ہیں تو تم
اس سے پہلے کس دلیل سے اللہ پر
ایمان لاتے تھے؟ اگر تم سمجھدار ہو
تو وہ دلیل پیش کرو، ہر بار جب ہم نے
ان پر کھلی کھلی آیات نازل کیں، انہوں
نے ان کا انکار کر دیا۔ اور جب دیکھا
کہ تمام مخلوقات ان کی نقل لانے سے عاجز
ہے تو کہہ دیا کہ یہ جادو ہے،

۲، اپنی نہیں خدا کی بڑائی ہے	قل انی ما اردت وصف نفسی بل نفس

الله، لو کنتم من المنصفین،
لا یری فی الا الله وامره
لو کنتم من المتبصرین ۰
قل انی انا المذکور بلسان
اشعیا وزین باسمی التوراة

کہہ دے میں نے اپنے نفس کی تعریف
کرنی نہیں چاہی بلکہ میرا مقصود
ذات الٰہی کی تعریف ہے، کاش تم
منصفین میں سے ہوتے، خدا اور
اس کے امر کے سوا مجھ میں کچھ نہیں دیکھا
جاتا، کاش تم اہل بصیرت میں سے
ہوتے، کہہ دے، میں وہی ہوں جس کا
ذکر اشعیا نبی کی زبان سے ہوا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

والانجیل، کذلک قضی الامر
فی الواح ربکم الرحمٰن انہ
شہد لی وانا اشہد لہ،
واللہ علیٰ ما اقول شہید۔
(مبین ص ۲۹)

میرے نام سے توراۃ وانجیل مزین
ہوئیں، تمہارے پروردگار رحمٰن
کی الواح میں ایسا ہی فیصلہ ہوا ہے،
اس خدا نے میری گواہی دی، میں اس کی
گواہی دیتا ہوں، اور خدا حاضر و ناظر
میری باتوں کا گواہ ہے۔

توریت میں پیشگوئی | جاء الرب

من سینا واشرق لہم من
سعیر وتلألأ من جبل فاران
واتیٰ من ربوات القدس
وعن یمینہ نار شریعۃ لہم

خدا سینا سے آیا، (حضرت موسیٰ ع)
سعیر سے چمکا (حضرت عیسیٰ ع) فاران
سے روشن ہوا (حضرت محمد صلعم) اور
بیت المقدس کے ٹیلوں پر آ پہنچا (حضرت
بہاء اللہ) اور ان کے داہنے ہاتھ پر
شریعت کی آگ لوگوں کے لئے روشن ہے،

شعیاہ نبی کی پیشگوئی | بدفع علیہ

مجد لبنان بہاء کرمل وشارون
ہم یرون مجد الرب بہاء
الہنا
(اشعیا باب ۳۵)

لبنان کی بزرگی، کرمل و شارون کا
جلال انہیں واپس ملے گا، اور لوگ
دیکھیں گے، خداوند کے جلال، اور
ہمارے بہاء اللہ کو۔

مذکورہ حوالوں سے ذیل کی باتیں ظاہر ہیں، (۱) خدا لایدرک لایوصف
منزہ عن الکل ہے۔ (۲) وہ ہمیشہ سے ہدایت خلق کے لئے رسول مبعوث کرتا
رہا ہے۔ ہر رسول اس کا مظہر کامل اور قائم مقام ہوتا ہے۔ جس کی اطاعت عین
اطاعت اللہ ہے۔ رسول کی یہی حجت تامہ بتائی جاتی ہے کہ سارے دنیا اس
کی مثل لانے سے عاجز ہوتی ہے (۳) تمام رسولوں کی حقیقت ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے نام اور شخصیتیں اس حقیقت کے لیے بمنزلہ لباس کے ہیں، جب لباس بدلا جاتا ہے لوگ اسی سابقہ حقیقت کو نئے لباس میں شناخت کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ سوائے ان کے جن کی توجہ افق اعلیٰ کی طرف ہے (صلعم) حضرت بہاء اللہ بھی مظاہر الٰہی میں سے ہیں، خدا کے تا تمقام ہیں، سابقہ مظاہر کی طرح ہی مبعوث ہوئے ہیں اور آنہی کی طرح آپ پر آیات نازل ہوتی ہیں (۵) جناب بہاء اللہ عبودیت کے انتہائی مقام پر ہیں، اور اگر آپ کے بس کی بات ہوتی، تو آپ عبودیت محضہ کے سوا کچھ اظہار نہ کرتے، (۶) جناب بہاء اللہ اپنی نہیں بلکہ خدا کی بڑائی بیان کرتے ہیں، آپ کی ذات درمیان نہیں، آپ فنا اور بقا باللہ کے اس مقام پر ہیں، جہاں آپ کا اپنا کچھ باقی نہیں رہا۔ اور خدا ہی خدا جلوہ گر ہے، آپ کی ہر حرکت و سکون مشیت ایزدی کے ماتحت ہے۔ (۷) افترا علی اللہ اور دعوئے الوہیت کے الزام غلط ہیں، اگر آپ افترا کر رہے ہیں، تو دنیا آپ کی مثل لانے سے کیوں عاجز ہے؟ (۸) آپ کا ذکر صحف سابقہ میں ہے۔

غرض بہاء اللہ اگر مظہر الٰہی ہونے کے دعویدار ہیں یا مخالفین کے نزدیک خدائی کا دعوےٰ کر رہے تو ایسا دعوےٰ وہ صرف اپنے لئے ہی نہیں کر رہے بلکہ تمام رسولوں کے لئے یکساں کر رہے ہیں۔ اور صاف فرماتے ہیں کہ مظہریت اور رسالت ایک ہی چیز ہے۔ یہی جواب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو دیا تھا، کہ جس معنی میں میں اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہوں، ہر پیغمبر جس پر خدا کا کلام نازل ہوا خدا کا بیٹا ہے،

جناب بہاء اللہ نے دنیا کو بروقت متنبہ کیا تھا، کہ تم ہلاکت کی طرف جا رہے ہو، اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں ایسے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ یا ... ج
انکار کرنے والوں
ں نے ہم کو اپنی
ہی نسل انسانی
نگیوں سے پا
اکبر کے پروگرام
ک دنیا و حادث
ات کی کوئی
ی سچائی مطلوب ہے
معیار پر پرکھیں
دعوے الوہیت
خدائی کا جھوٹا
ہ جائے ۔ تو
مشتبہ ہو جائے ۔
دعوی خواہ خدائی

ں نے یہ کوشش خالصاً
تمام مسلمان بھائیوں کا
سے پھسل نہ جائے ۔ میں
دعا کرتا ہوں کہ خدا ناظرین کرام کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کتاب کو اسی نظر
سے دیکھیں جس سے کہ میں نے اسے لکھا ہے ۔ آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय
हरिद्वार।

पुस्तक-वितरण की तिथि नीचे अंकित है इस तिथि सहित १५ वें दिन तक यह पुस्तक पुस्तकालय में वापिस आ जानी चाहिए। अन्यथा ५ नये पैसे प्रतिदिन के हिसाब से विलम्ब दण्ड लगेगा।

- 2 MAR 1965
९६/२

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جن کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، قرآن شریف نے بھی بتایا تھا، کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں جو آیات اللہ نازل ہوں گی، ان کا انکار کرنے والوں کے سامنے جہنم پیش کر دی جائے گی، اس زمانے کے ہر شخص نے اس جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس سے وہ تباہی نسل انسانی پر آئی جس کی مثال تاریخ میں قطعاً مفقود ہے، چونکہ یہ جہنم جنگوں سے پیدا ہوئی، ظاہر ہے، کہ اگر جناب بہاء اللہ کے اتحادِ عالم اور صلح اکبر کے پروگرام کو قبول کر لیا جاتا، تو یہ جہنم پیدا نہ ہوتی، آئندہ بھی جب تک دنیا عداوت انسانی کی بنا پر منصب طرح صلح نہیں کر لیتی، اس جہنم سے نجات کی کوئی راہ نہیں۔ خدا کی اس فعلی شہادت سے بڑھ کر کونسی شہادت آپکی سچائی پر مطلوب ہے؟

اگر اس سے بھی تشفی نہ ہو تو آپ کو رسول کے جامع مانع معیار پر پرکھیں اگر آپ اس پر پورے اُتر گئے، تو عیاں ہو جائے گا کہ آپ کو دعوے الوہیت کا الزام دینے والے غلطی پر ہیں، کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا، کہ خدائی کا جھوٹا دعویدار سچے رسول کے معیار پر پورا اتر جائے، اگر ایسا ہو جائے تو سچے اور جھوٹے میں فرق نہ رہے اور سچوں کی سچائی بھی مشتبہ ہو جائے۔ اگر آپ اس معیار پر پورا نہ اُترے تو جھوٹے ہیں۔ پھر دعویٰ خواہ خدائی کا ہو خواہ رسالت کا قابل التفات نہیں ؛

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ کوشش خالصاً لوجہ اللہ کی ہے، اور مقصد یہ ہے، کہ میرا اور تمام مسلمان بھائیوں کا قدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے پھسل نہ جائے، میں دعا کرتا ہوں کہ خدا ناظرین کرام کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کتاب کو اسی نظر سے دیکھیں جس سے کہ میں نے اسے لکھا ہے، آخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database
20/12/66
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar